عمران سیریز

فورٹ ڈیم

مکمل ناول

مظہر کلیم ایم اے

یوسف برادرز
پاک گیٹ
ملتان

عمران اپنے فلیٹ کے سٹنگ روم میں موجود تھا جبکہ سلیمان مارکیٹ گیا ہوا تھا کہ کال بیل کی آواز سنائی دی تو عمران جو ناشتے کے بعد اخبار پڑھنے میں مصروف تھا بے اختیار چونک پڑا۔

" ارے ابھی تو میں نے ناشتہ کیا ہے۔ اب اگر مجھے خود جا کر دروازہ کھولنا پڑا تو ناشتہ تو ہضم ہو جائے گا۔ پھر کیا ہو گا"...... عمران نے اخبار میز پر رکھتے ہوئے منہ بنا کر کہا کہ اسی لمحے کال بیل بجنے کی دوبارہ آواز سنائی دی اور اس بار کال بیل مسلسل بجتی ہی چلی گئی۔

" ارے ارے۔ خدا کے لئے۔ ارے۔ یہ سوپر فیاض کا فلیٹ ہے اور یہ کال بیل بھی اسی زمانے کی ہے"...... عمران نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کر تیزی سے چلتا ہوا دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ کال بیل اسی طرح مسلسل بج رہی تھی۔ عمران نے بجلی کی سی تیزی سے مخصوص کنڈی ہٹا کر دروازہ

کھول دیا۔

" یا اللہ خیر۔ یہ صبح صبح۔ یہ شگون "...... عمران نے دروازے پر موجود سوپر فیاض کو دیکھتے ہی اس طرح پیچھے ہٹتے ہوئے کہا جیسے اس نے سوپر فیاض کی بجائے کسی جن بھوت کو دیکھ لیا ہو۔

" تم آئے ہو دروازہ کھولنے ۔ وہ تمہارا لاڈلا ملازم کہاں ہے "۔ سوپر فیاض نے کال بیل سے ہاتھ ہٹاتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" وہ چاند کی تلاش میں گیا ہوا ہے "...... عمران نے کہا اور واپس مڑ گیا۔

" چاند کی تلاش میں۔ کیا مطلب "...... سوپر فیاض نے اندر داخل ہوتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" لاڈلا جو ہوا اور پھر وہ کیا گانا ہے کہ لاڈلا کھیلن کو مانگے چاند۔ اب مجھے کیا معلوم تھا کہ تم نے یہاں آنا ہے ورنہ میں اسے نہ بھیجتا۔ اب وہ پھر رہا ہو گا خوار ہوتا "...... عمران نے واپس سٹنگ روم کی طرف آتے ہوئے کہا۔

" پھر رہا ہو گا خوار ہوتا۔ کیا مطلب ہوا تمہاری بات کا "۔ سوپر فیاض نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" اطمینان سے بیٹھ جاؤ۔ تمہارا ہی فلیٹ ہے۔ میں تو بس مہمان ہوں اور مہمان نوازی تو تمہاری خاندانی روایت رہی ہے "۔ عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا اور سوپر فیاض بے اختیار ہنس پڑا۔

" کہتے تو تم اپنے ڈیڈی کو کنجوس ہو لیکن اصل میں کنجوس تم خود ہو۔ ایک چائے پلوا دیتے ہو۔ اب اس سے بھی گئے۔ آؤ میں تمہیں جس ہوٹل میں کہو چائے پلواتا ہوں۔ کھانا کھلواتا ہوں "...... سوپر فیاض نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

" لیکن اخبار میں تو کہیں بھی یہ حیرت انگیز خبر مجھے نظر نہیں آئی "...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" کیا مطلب۔ اخبار میں کیا خبر نہیں آئی۔ کیا تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا "...... سوپر فیاض نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" آج یقیناً سورج مشرق کی بجائے مغرب سے طلوع ہوا ہو گا اس لئے تم از خود چائے پلوانے اور کھانا کھلوانے کی آفر دے رہے ہو "...... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا اور سوپر فیاض بے اختیار ہنس پڑا۔

" پہلے یہ بتاؤ کہ یہ تم چاند وغیرہ کی کیا بات کر رہے تھے "۔ سوپر فیاض نے شاید موضوع بدلنے کے لئے کہا۔

" اصطلاحی طور پر خوبصورت کو چاند سے تشبیہ دی جاتی ہے اور لاڈلا کھیلن کو چاند مانگتا ہے اور بقول تمہارے سلیمان لاڈلا ہے اس لئے میں نے اسے بھیج دیا کہ جا کر چاند تلاش کرو اور پھر بے شک اس سے جی بھر کر کھیلو۔ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ چاند خود چل کر فلیٹ پر آ رہا ہے تو میں اسے نہ بھیجتا "...... عمران نے پوری طرح وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

" اچھا تو تم مجھے چاند کہہ رہے تھے۔ بہت خوب۔ آج تو واقعی سورج مغرب سے طلوع ہوا ہوگا کہ تمہارے منہ سے بھی سچ نکل رہا ہے"...... سوپر فیاض نے بھی مسکراتے ہوئے کہا تو عمران اس کی اس خوبصورت بات پر بے اختیار ہنس پڑا۔

" چاند پر داغ ہوتے ہیں۔ اب تم خود بتاؤ کہ داغدار کو چاند نہ کہوں تو اور کیا کہوں"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو سوپر فیاض بے اختیار اچھل پڑا۔

" تو تم اس لئے مجھے چاند کہہ رہے تھے۔ ہونہہ"...... سوپر فیاض نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" ارے ارے۔ تم تو ناراض ہو گئے۔ کیا تمہارے چہرے پر داغ ندامت بھی ہے"...... عمران نے کہا تو سوپر فیاض ایک بار پھر چونک پڑا۔

" داغ ندامت۔ کیا مطلب"...... سوپر فیاض نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

" وہ ایک شاعر نے کہا ہے کہ دل پہ تمام داغ ہیں سوائے داغ ندامت کے کیونکہ اگر داغ ندامت ہو، چاہے اور کوئی بھی داغ نہ ہو تو آدمی داغدار ہی مرتا ہے ورنہ باقی داغ تو اس لئے چاند پر ہوتے ہیں کہ اسے نظر نہ لگ جائے۔ اب یہ تم خود بتاؤ گے کہ تمہاری کیا پوزیشن ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو سوپر فیاض اس کے اس انداز پر ہنس پڑا۔

" تم سے خدا سمجھے۔ نجانے تم نے کوؤں کا مغز کھایا ہوا ہے کہ زبان رکتی ہی نہیں تمہاری۔ بہرحال میں تمہارے پاس ایک ضروری کام سے آیا ہوں اور تم نے یہ کام کرنا ہے"...... سوپر فیاض نے کہا۔

" کام۔ کیا کہہ رہے ہو۔ اگر میں کام کرنے والا ہوتا تو کیا اس پھٹیچر سے فلیٹ میں پڑا ہوا ہوتا۔ تمہاری طرح شاندار کوٹھی میں نہ رہ رہا ہوتا"...... عمران بھلا کہاں آسانی سے قابو میں آنے والا تھا۔

" جو چاہے بکواس کرتے رہو۔ کام بہرحال تمہیں کرنا ہوگا"۔ سوپر فیاض نے میز پر مکہ مارتے ہوئے کہا۔

" کیا فیملی کورٹ۔ میرا مطلب ہے عدالت جانا ہوگا"۔ عمران نے کہا تو سوپر فیاض بے اختیار چونک پڑا۔

" کیا مطلب۔ یہ فیملی کورٹ کا ذکر کہاں سے آگیا"...... سوپر فیاض نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" میرا مطلب ہے کہ بھابھی نے تنسیخ نکاح کا دعویٰ تو نہیں کر دیا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو سوپر فیاض خلاف توقع ہنس پڑا۔

" اسے کیا ضرورت ہے ایسا کرنے کی۔ مجھ جیسا تابعدار شوہر اسے کہاں ملے گا"...... سوپر فیاض نے کہا۔

" ماشاء اللہ۔ ماشاء اللہ۔ کیا نصیب پایا ہے سلمیٰ بھابھی نے۔ تو تمہارا مطلب ہے کہ اب اجازت ہے۔ اسے یہ بتا دوں کہ تمہارے

اکاؤنٹ کس کس بینک میں ہیں اور ان میں کتنی کتنی رقم بلکہ رقومات جمع ہیں"...... عمران نے کہا تو سوپر فیاض بے اختیار اچھل پڑا۔

" خبردار۔ اگر تم نے ایسا کیا تو میں تمہیں گولی مار دوں گا۔ سمجھے"۔ سوپر فیاض نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

" لیکن تم کہہ رہے تھے کہ تم تابعدار شوہر ہو۔ پھر"...... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

" لعنت بھیجو تابعداری پر۔ اٹھو لباس بدلو اور چلو میرے ساتھ ۔ اٹھو"...... سوپر فیاض نے غصیلے لہجے میں جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

" ارے ارے بیٹھو۔ چلو چھوڑو تابعدازی کو۔ یہ بتاؤ کہ مسئلہ کیا ہے۔ ایسا کون سا کام ہے کہ تمہیں میرے پاس آنا پڑا"۔ عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" کام میرا ذاتی نہیں ہے۔ سرکاری ہے۔ لیکن مجھے معلوم ہے کہ میں ساری عمر بھی ٹکریں ماروں تب بھی یہ کام نہیں ہو سکتا جبکہ تمہارے ڈیڈی اس طرح الٹی میٹم دے دیتے ہیں کہ جیسے مجرم خود ہی ہاتھ باندھ کر میرے گھر کے سامنے آ کھڑے ہوں گے"...... سوپر فیاض نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" سرکار کا کام ہی یہی ہوتا ہے کہ ہر بڑا افسر چھوٹے افسر کو الٹی میٹم دے دیتا ہے اور چھوٹا افسر اپنے سے چھوٹے کو جبکہ کام پھر بھی

نہیں ہوتا۔ تم اپنے کسی نائب کو یہ الٹی میٹم دے دو اور فارغ ہو جاؤ"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" مذاق مت کرو۔ معاملہ بے حد سنگین ہے"...... سوپر فیاض نے کہا۔

" چلو مان لیا سنگین ہو گا اور تم چاہتے ہو کہ اسے رنگین بنا دیا جائے لیکن پھر رنگینی کا بندوبست تو تمہیں بہرحال کرنا ہی ہو گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" پھر وہی مذاق۔ اچھا سنو۔ معاملہ یہ ہے کہ تمہارے ڈیڈی کو وزارت داخلہ کی طرف سے ایک لیٹر بھجوایا گیا ہے۔ یہ لیٹر حکومت آران کی وزارت داخلہ کی طرف سے بھیجا گیا ہے اور اس لیٹر کے مطابق حکومت آران کو کسی طرف سے اطلاع ملی ہے کہ آران اور پاکیشیا کی سرحد کے قریب جو نیا ڈیم تعمیر کیا جا رہا ہے اور جسے فورٹ ڈیم کہا جاتا ہے اس ڈیم کو تباہ کرنے کی سازش کی جا رہی ہے اور بقول حکومت آران کے یہ سازش پاکیشیا میں ہی تیار کی جا رہی ہے۔ اگر یہ ڈیم تباہ کر دیا گیا تو نہ صرف پاکیشیا کی معیشت کو شدید نقصان پہنچے گا بلکہ آران کو بھی اس سے خاصا نقصان ہو گا کیونکہ اس ڈیم سے آران کو دریائے فورٹ کا خاصا پانی فروخت کیا جائے گا جس کی وجہ سے آران کا خاصا بڑا بنجر علاقہ سیراب ہو جائے گا اور تمہارے ڈیڈی کا حکم ہے کہ دس روز کے اندر اندر مجرموں کو گرفتار کیا جائے۔ اب تم خود بتاؤ کہ میں کیا کروں"...... سوپر فیاض نے

تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" کیا وہ لیٹر تمہارے پاس موجود ہے"....... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" نہیں۔ وہ تمہارے ڈیڈی کے پاس ہے۔ میں نے البتہ اسے پڑھا ضرور ہے۔ کیوں"....... سوپر فیاض نے چونک کر کہا۔

" اس لئے کہ ڈیم کا ابھی چند روز پہلے تو سنگ بنیاد رکھا گیا ہے۔ ابھی تو اس کی تعمیر شروع ہوئی ہے۔ تباہی کی سازش تو اس وقت ہو گی جب یہ مکمل ہو گا اور ظاہر ہے یہ کوئی مکان تو نہیں ہے کہ چار چھ ماہ میں بن جائے گا۔ اس پر تو کئی سال لگیں گے۔ پھر یہ ابھی سے کیسے سازش ہو سکتی ہے"....... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" پلیز۔ یہ بات تم اپنے ڈیڈی کو سمجھا دو تو میری جان چھوٹ جائے گی"....... سوپر فیاض نے خوش ہو کر کہا۔

" ڈیڈی کو صرف اماں بی ہی سمجھا سکتی ہیں اور وہ سرکاری کاموں میں دلچسپی ہی نہیں لیتیں اس لئے اب تمہیں بہرحال بھگتنا تو پڑے گا"....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" تو پھر مجھے بتاؤ۔ میں کیا کروں"....... سوپر فیاض نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

" حکومت آران کو اگر اطلاع ملی ہے تو لامحالہ ان کے پاس کوئی نہ کوئی کلیو بھی ہو گا ورنہ انہیں الہام تو نہیں ہو سکتا"....... عمران نے کہا۔

" تمہارا مطلب ہے کہ میں تمہارے ڈیڈی سے کہوں کہ وہ حکومت آران سے رابطہ کریں لیکن انہوں نے میری بات ہی نہیں مانی۔ اس لئے تو تمہارے پاس آیا ہوں کہ تم مجھے کوئی نہ کوئی کلیو بتا دو۔ پھر میں خود کام کر لوں گا"....... سوپر فیاض نے کہا۔

" یہ تمہارے پاس ایک سو پچیس روپے تو ہوں گے"۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" ہاں ہیں۔ کیوں"....... سوپر فیاض نے چونک کر کہا۔

" ظاہر ہے مجھے زائچہ بنانا پڑے گا اور اس کی کم از کم فیس یہی ہو سکتی ہے۔ مجھ جیسا غریب نجومی اب ظاہر ہے لاکھوں تو نہیں مانگ سکتا"....... عمران نے کہا۔

" مرچیں مت چباؤ۔ اپنے کام کے لئے تم نجانے کہاں کہاں دھکے کھاتے پھرتے ہو۔ میں نے ایک چھوٹا سا کام کہا ہے تو مجھ پر طنز کر رہے ہو۔ یہی دوستی ہے تمہاری"....... سوپر فیاض نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" مفلس اور قلاش آدمی اب بتاؤ دوستی پالے یا پیٹ۔ چلو فیصلہ تم خود کر لو"....... عمران نے کہا۔

" مرو نہیں۔ میں تمہیں کھانا کھلاؤں گا جس ہوٹل میں چاہو"۔ سوپر فیاض واقعی اس وقت سخاوت کا مظاہرہ کر رہا تھا۔

" چلو پھر اٹھو۔ پہلے کھانا کھلاؤ پھر بات ہو گی۔ بھوکے پیٹ تو دماغ بھی کام نہیں کرتا"....... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

" اس وقت کھانا کھانے کی کیا تک ہے۔ ابھی تو تم نے ناشتہ کیا ہو گا"...... سوپر فیاض نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" ارے پھر وہی کنجوسی۔ ایک تو تمہاری یہ کنجوسی کی مقدار بڑھتی جا رہی ہے۔ میرا ناشتہ ہوتا ہی کتنا ہے۔ چڑیا بھی اس سے زیادہ بھاری ناشتہ کرتی ہو گی۔ پھر یہ ناشتہ تمہاری کال بیل مسلسل بجانے کی وجہ سے دوڑ کر دروازے تک جانے میں ہی خرچ ہو گیا اور اس کے بعد تمہاری کڑوی کسیلی باتیں۔ خدا کی پناہ۔ کانوں سے سیدھی معدے میں پہنچ رہی تھیں۔ لہذا کہاں کا ناشتہ اور کیسا ناشتہ "۔ عمران کی زبان ایک بار پھر چل پڑی۔

" تو پھر چلو آؤ۔ میں تمہیں ناشتہ کرا دیتا ہوں"...... سوپر فیاض نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ ہوٹل رین بو کے انتہائی عظیم الشان ہال میں پہنچ چکے تھے۔ سوپر فیاض کی وجہ سے وہاں کے بیرے اور سپروائزر بے حد مستعد نظر آ رہے تھے۔

" یس سر۔ حکم سر"...... ایک ویٹر نے قریب آ کر انتہائی مؤدبانہ انداز میں جھکتے ہوئے کہا۔

" ناشتہ لے آؤ۔ ایک آدمی کے لئے "...... سوپر فیاض نے بڑے شاہانہ انداز میں کہا۔

" یس سر"...... ویٹر نے کہا اور واپس مڑنے لگا۔

" ٹھہرو۔ یہ بتاؤ کہ کیا یہ وقت ناشتے کا ہے"...... عمران نے ویٹر

سے مخاطب ہو کر کہا۔

" وقت تو نہیں ہے سر۔ لیکن بڑے صاحب کے حکم کی تعمیل تو بہرحال ہونی ہی ہے"...... ویٹر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو سوپر فیاض کا پھولا ہوا سینہ مزید کئی انچ پھول گیا۔

" بڑے صاحب کے حکم کی تعمیل کس طرح کرو گے"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" ناشتہ پیش کیا جائے گا سر"...... ویٹر نے حیران ہو کر کہا۔

" لیکن بڑے صاحب نے تو آرڈر دیا ہے کہ آدمی کے لئے ناشتہ لایا جائے۔ کیا تمہیں ہال میں کوئی آدمی نظر آ رہا ہے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" وہ۔ وہ۔ جناب"...... ویٹر بری طرح بوکھلا گیا تھا اس لئے اب وہ کیا جواب دیتا۔

" جاؤ اور جو میں نے کہا ہے وہ کرو"...... سوپر فیاض نے غصیلے لہجے میں کہا تو ویٹر بجلی کی سی تیزی سے مڑا اور واپس چلا گیا۔

" یہ تم ویٹروں سے بھی بحث شروع کر دیتے ہو۔ ہاں۔ اب بتاؤ کہ مجرموں کو پکڑنے کے لئے کام کہاں سے شروع کرو گے"۔ سوپر فیاض نے کہا۔

" پہلے مجرموں کو تلاش کروں گا۔ پھر انہیں پکڑنے کا طریقہ سوچوں گا اس کے بعد انہیں پکڑوں گا"...... عمران نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا۔

"یہی تو عذاب ہے۔ کیسے تلاش کرو گے مجرموں کو"...... سوپر فیاض نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"جس طرح ویٹر آدمی تلاش کرے گا"...... عمران نے جواب دیا۔

"پھر وہی بکواس"...... سوپر فیاض نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"پہلے ناشتہ آ جائے پھر بات ہو گی۔ فی الحال خالی پیٹ تو یہی بکواس ہی ہو سکتی ہے"...... عمران نے کہا تو سوپر فیاض نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ تھوڑی دیر بعد ویٹر ٹرے اٹھائے وہاں پہنچ گیا۔

"ٹھہرو۔ یہاں مت لگاؤ"...... عمران ہاتھ اٹھا کر ویٹر کو روکتے ہوئے کہا تو ویٹر ٹھٹھک کر رک گیا۔

"ہوٹل کے کمپاؤنڈ گیٹ کے پاس دائیں ہاتھ پر ایک بوڑھا اور قدرے معذور آدمی بیٹھا ہوا ہے۔ یہ ناشتہ اس کے پاس لے جاؤ اور ساتھ بیٹھ کر اسے ناشتہ کراؤ۔ جب وہ ناشتہ کر لے تو پھر مجھے آ کر بتانا"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"مم۔ مم۔ مگر صاحب"...... ویٹر اس عجیب و غریب حکم پر مزید بوکھلا گیا۔ اس نے سوپر فیاض کی طرف ملتجیانہ نظروں سے دیکھا۔

"جاؤ اور جو میں کہہ رہا ہوں وہ کرو۔ سمجھے۔ ورنہ یہاں کے کسی ہوٹل میں تمہیں نوکری نہ مل سکے گی۔ جاؤ اس بوڑھے کو ناشتہ کراؤ۔ جاؤ"...... عمران نے تحکمانہ لہجے میں کہا تو ویٹر تیزی سے مڑا

اور ہال کے مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"اگر تم نے ناشتہ کیا ہوا تھا تو پھر یہاں آنے اور یہ سارا ڈرامہ کرنے کا کیا فائدہ ہوا تمہیں"...... ویٹر کے جانے کے بعد سوپر فیاض نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"کیا تمہیں مجرموں کا سراغ نہیں لگانا۔ بولو"...... عمران نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

"وہ تو لگانا ہے لیکن اس سے اس بوڑھے اور معذور کے ناشتے کا کیا تعلق"...... سوپر فیاض نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"وہ دعا دے گا اور تمہاری مشکل حل ہو جائے گی"...... عمران نے بڑے بااعتماد لہجے میں جواب دیا تو سوپر فیاض نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"اس کا مطلب ہے کہ تم کوئی مدد نہیں کرو گے۔ ٹھیک ہے میں جا رہا ہوں"...... اچانک سوپر فیاض نے انتہائی جھٹکے دار لہجے میں کہا اور اٹھنے لگا۔

"بیٹھ جاؤ اور انتظار کرو"...... عمران کا لہجہ اب اس قدر سرد تھا کہ سوپر فیاض بے اختیار واپس کرسی پر بیٹھ گیا۔

"تم آخر کرنا کیا چاہتے ہو"...... سوپر فیاض نے اسی طرح جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تمہاری مدد کرنا چاہتا ہوں"...... عمران نے جواب دیا۔

"کیا یہاں بیٹھے بیٹھے مجرموں کا کلیو مل جائے گا"...... سوپر فیاض

کے لہجے میں اور زیادہ حیرت تھی۔

"ویٹر کو آنے دو پھر بات ہو گی"....... عمران نے جواب دیا تو سوپر فیاض نے بے بسی سے ہونٹ بھینچ لئے۔ تھوڑی دیر بعد ویٹر ٹرے اٹھائے واپس ہال میں داخل ہوا تو عمران نے اسے اشارے سے بلا لیا۔

"کیا ہوا۔ کیا بزرگ نے ناشتہ کر لیا"....... عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں صاحب۔ میں نے خود اسے ناشتہ کرایا ہے۔ وہ بہت دعائیں دے رہا تھا صاحب"....... ویٹر نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے اب جا کر فون پیس لے آؤ"....... عمران نے ایسے مطمئن لہجے میں کہ جیسے بزرگ کے ناشتہ کرنے سے اس کا کوئی بڑا مشن پورا ہو گیا ہو۔

"یس سر"....... ویٹر نے کہا اور واپس کاؤنٹر کی طرف مڑ گیا جبکہ عمران کے فون پیس منگوانے پر سوپر فیاض کا مایوس اور بے بسی سے لٹکا ہوا چہرہ یکلخت کھل اٹھا۔ اسے شاید امید لگ گئی تھی کہ اب عمران کام کرنے کے موڈ میں آ گیا ہے۔ تھوڑی دیر بعد ویٹر نے فون پیس لا کر عمران کے سامنے رکھ دیا تو عمران نے فون پیس اٹھایا اور اس پر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے اور آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا تا کہ سامنے بیٹھا ہوا سوپر فیاض بھی دوسری طرف سے ہونے والی بات سن سکے۔

"ٹائیگر بول رہا ہوں"....... رابطہ قائم ہوتے ہی ٹائیگر کی آواز

سنائی دی تو سامنے بیٹھا ہوا سوپر فیاض بے اختیار چونک پڑا۔ وہ ٹائیگر کے بارے میں جانتا تھا۔

"علی عمران بول رہا ہوں۔ کیا تم نے ناشتہ کر لیا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"نو باس۔ ابھی آرڈر دینے ہی والا تھا"....... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"تم ہوٹل رین بو کے ہال میں پہنچ جاؤ میں وہاں موجود ہوں۔ ناشتہ یہاں آ کر کرنا"....... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون آف کر کے میز پر رکھ دیا۔

"کیا مطلب۔ یہ کیا بات ہوئی"....... سوپر فیاض نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ٹائیگر نے ناشتہ نہیں کیا اس لئے اسے بلوایا ہے کہ چلو آج مفت کا ناشتہ کر لے گا"....... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"یو نانسنس۔ کیا میں نے سارے شہر کو ناشتہ کرانے کا ٹھیکہ لے رکھا ہے۔ میں جا رہا ہوں"....... سوپر فیاض نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ٹائیگر اس سازش کے بارے میں جانتا ہے۔ سمجھے۔ اس لئے خاموش بیٹھے رہو"....... عمران نے کہا تو سوپر فیاض ایک بار پھر اچھل پڑا۔

"اوہ۔ اوہ۔ مگر کیسے۔ وہ کیسے جانتا ہے۔ کیا تمہیں پہلے سے اس

سازش کے بارے میں علم تھا"...... سوپر فیاض کے چہرے پر یکلخت چمک سی پھیل گئی تھی۔

" سازش جرائم پیشہ افراد کرتے ہیں۔ بولو کرتے ہیں ناں"۔ عمران نے کہا۔

" ہاں۔ مگر"...... سوپر فیاض نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

" اور ٹائیگر جرائم پیشہ افراد میں گھومتا پھرتا رہتا ہے اس لئے سازش سے وہی آگاہ ہو سکتا ہے۔ تم اور میں تو نہیں ہو سکتے"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" کیا اس نے تمہیں بتایا تھا اس بارے میں"...... سوپر فیاض نے چونک کر کہا۔

" کس بارے میں"...... عمران نے پوچھا۔

" اس سازش کے بارے میں"...... سوپر فیاض نے کہا۔

" کس سازش کی بات کر رہے ہو"...... عمران بالکل ہی لاعلم سا بن گیا تھا۔

" اس فورٹ ڈیم کو اڑانے کے بارے میں اور کس بارے میں بکواس کر رہا ہوں میں"...... سوپر فیاض نے اس کے انداز پر جھلاتے ہوئے کہا۔

" یہ ضروری نہیں کہ وہ ہر سازش کے بارے میں مجھے بتائے۔ سازشیں تو نجانے یہاں روزانہ کتنی ہوتی رہتی ہوں گی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" پھر تم نے کیسے کہہ دیا کہ ٹائیگر اس سازش کے بارے میں جانتا ہے"...... سوپر فیاض نے کہا۔

" بتایا تو ہے کہ وہ جرائم پیشہ افراد میں گھومتا پھرتا ہے اس لئے یقیناً اسے اس سازش کے بارے میں علم ہو گا۔ نہیں ہو گا تو معلوم کر لے گا"...... عمران نے جواب دیا۔

" مطلب ہے کہ تمہارا صرف اندازہ ہے"...... سوپر فیاض نے ایک بار پھر مایوسانہ لہجے میں کہا۔

" اندازے درست بھی ثابت ہو جایا کرتے ہیں"...... عمران نے جواب دیا تو سوپر فیاض نے ایک بار پھر منہ بنا لیا۔

" اب ضروری تو نہیں کہ ناشتہ کرنے کے بعد آدمی کچھ بھی نہ کھائے پیئے اس لئے ایپل جوس میرے لئے منگوا لو۔ تم چاہے سادہ پانی ہی پیتے رہنا۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہو گا"...... عمران نے کہا تو سوپر فیاض نے ویٹر کو بلا کر ایپل جوس کے دو گلاس لانے کو کہہ دیا۔ تھوڑی دیر بعد آرڈر کی تعمیل کر دی گئی۔ اسی لمحے ٹائیگر ہال میں داخل ہوا اور سیدھا اس میز کی طرف بڑھنے لگا جہاں عمران اور سوپر فیاض موجود تھے۔

" آؤ بیٹھو ٹائیگر"...... سلام کا جواب دینے کے بعد عمران نے کہا اور ٹائیگر سر ہلاتا ہوا سائیڈ کرسی پر بیٹھ گیا۔ سوپر فیاض خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے سلام کا جواب تک نہ دیا تھا۔

" ایک ناشتہ لے آؤ۔ تمہارے بڑے صاحب کا حکم ہے"۔ عمران

نے ویٹر کو بلا کر کہا۔

"یس سر"...... ویٹر نے کہا اور واپس چلا گیا۔

"ٹائیگر یہ ناشتہ سوپر فیاض کی طرف سے ہے۔ فورٹ ڈیم کے خلاف کوئی سازش ہو رہی ہے اور سوپر فیاض نے اس سازش کا فوری پتہ چلانا ہے اس لئے تم ناشتہ کر کے پوری زیر زمین دنیا میں گھوم کر معلومات حاصل کرو کہ کون یہ سازش کر رہا ہے تاکہ سوپر فیاض مجرموں کو فوری طور پر گرفتار کر سکے"...... عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

"کیسی سازش باس"...... ٹائیگر نے حیران ہو کر پوچھا۔

"یہی بات تو معلوم کرانی ہے"...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"آؤ فیاض اور اب بے فکر ہو جاؤ۔ ٹائیگر جلد ہی سازش کا سراغ لگا لے گا"...... عمران نے فیاض سے کہا تو فیاض منہ بناتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے چہرے پر مایوسی کے تاثرات بہرحال موجود تھے لیکن اس نے زبان سے کچھ نہ کہا اور کاؤنٹر پر پیمنٹ کر کے خاموشی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ عمران نے اسے آوازیں بھی دیں لیکن اس نے اس کی ایک نہ سنی اور عمران اس کی ذہنی حالت کو سمجھ کر بے اختیار مسکرا دیا کیونکہ ظاہر ہے فیاض بھی سمجھ رہا تھا کہ عمران نے اسے بیوقوف بنایا ہے۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی شاندار آفس کی بڑی سی میز کے پیچھے بیٹھے ہوئے ادھیڑ عمر لیکن صحت مند آدمی نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... اس ادھیڑ عمر نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"چیف سیکرٹری صاحب سے بات کیجئے باس"...... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ نسوانی آواز سنائی دی۔

"ہیلو سر۔ آفندی بول رہا ہوں"...... اس بار ادھیڑ عمر آدمی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"آپ فوراً میرے آفس میں تشریف لے آئیں۔ فورٹ ڈیم کے سلسلے میں اگر آپ کے پاس کوئی فائل ہو تو وہ بھی ساتھ لیتے آئیں"...... دوسری طرف سے ایک بھاری مگر باوقار سی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو آفندی نے ایک طویل

سانس لیتے ہوئے رسیور رکھا اور پھر انٹرکام کا رسیور اٹھا کر اس نے یکے بعد دیگرے کئی بٹن پریس کر دیئے۔

"یس سر۔ ریکارڈ آفس سے شیرازی بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"مسٹر شیرازی۔ پاکیشیا میں بننے والے فورٹ ڈیم کے سلسلے میں کوئی فائل ریکارڈ آفس میں موجود ہے"...... ادھیڑ عمر آدمی نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے اسی طرح مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"یہ فائل مجھے بھجوا دیجئے"...... آفندی نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد آفس کا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان ہاتھ میں ایک فائل اور ایک کاپی اٹھائے اندر داخل ہوا۔ اس نے آفندی کو سلام کیا اور پھر فائل اس نے سامنے رکھ کر ہاتھ میں موجود کاپی بھی کھول کر اس نے آفندی کے سامنے رکھ دی۔ آفندی نے ایک نظر فائل پر ڈالی اور پھر کاپی پر موجود تحریر پڑھ کر اس نے اس پر دستخط کر دیئے۔ نوجوان نے کاپی بند کی اور سلام کر کے واپس چلا گیا۔ آفندی نے فائل کھولی۔ اس میں چار کاغذ تھے۔ وہ انہیں پڑھتا رہا پھر اس نے فائل بند کی اور میز کی سائیڈ پر موجود ایک بریف کیس اٹھا کر اس نے میز پر رکھا اور اسے مخصوص انداز میں کھول کر اس نے فائل اس میں رکھی اور بریف کیس بند کر کے اسے وہیں میز پر چھوڑا اور کرسی سے

اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس خوبصورت عمارت کے ایک خصوصی گیراج میں موجود نئے ماڈل کی شاندار کار میں بیٹھ چکا تھا۔ اس کا بریف کیس اس سے پہلے ہی کار میں پہنچا دیا گیا تھا۔

"چیف سیکرٹری آفس چلو"...... آفندی نے باوردی ڈرائیور سے کہا اور ڈرائیور نے یس سر کہہ کر کار آگے بڑھا دی۔ آفندی حکومت آران کا سیکرٹری داخلہ تھا اور وزارت داخلہ کا سیکرٹریٹ علیحدہ تھا جبکہ چیف سیکرٹری سیکرٹریٹ علیحدہ عمارت میں تھا اور وہاں سے کافی فاصلے پر تھا۔ تھوڑی دیر بعد مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد کار چیف سیکرٹری سیکرٹریٹ کی شاندار اور پرشکوہ عمارت کے ایک مخصوص گیراج میں داخل ہوئی تو وہاں موجود باوردی عملے نے آفندی کو سلام کیا۔

"میرا بیگ لے آؤ"...... آفندی نے باہر نکل کر کہا۔

"یس سر"...... ایک سپروائزر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور آفندی سر ہلاتا ہوا تیز تیز قدم اٹھاتا آگے بڑھتا چلا گیا تو سپروائزر اس کا بریف کیس اٹھائے اس کے پیچھے تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ چیف سیکرٹری کے آفس کے سامنے پہنچ گیا تو اس نے مڑ کر سپروائزر سے بریف کیس لیا۔ اس کا شکریہ ادا کیا اور پھر دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہو گیا۔ چیف سیکرٹری بھی ادھیڑ عمر تھے۔ ان کے چوڑے چہرے پر موجود چھوٹی چھوٹی داڑھی نے انہیں باوقار بنا دیا تھا۔

"آیئے آفندی صاحب۔ تشریف رکھیئے میں آپ ہی کا منتظر تھا"...... چیف سیکرٹری نے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"شکریہ جناب"...... آفندی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ آفندی نے بریف کیس سائیڈ پر موجود تپائی پر رکھ دیا تھا۔

"آپ کی وزارت نے پاکیشیا کی وزارت داخلہ کو کوئی لیٹر بھیجا تھا فورٹ ڈیم کے سلسلے میں"...... چیف سیکرٹری نے کہا۔

"یس سر"...... آفندی نے جواب دیا۔

"اس لیٹر کی کاپی مجھے دیجئے"...... چیف سیکرٹری نے کہا تو آفندی نے اثبات میں سرہلاتے ہوئے سائیڈ پر موجود اپنا بریف کیس کھولا اور اس میں سے فائل نکال کر اس نے یہ فائل چیف سیکرٹری کے سامنے رکھ دی۔ چیف سیکرٹری نے فائل کھولی۔ سامنے ہی وہ لیٹر موجود تھا۔ چیف سیکرٹری وہ لیٹر پڑھتے رہے۔ پھر انہوں نے صفحہ پلٹا اور نیچے والا صفحہ پڑھنے لگے۔ فائل میں کل چار صفحات تھے۔ جب انہوں نے چاروں صفحات پڑھ لئے تو انہوں نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے فائل بند کر دی۔

"اس سازش کی تفصیل تو درج نہیں ہے فائل میں"۔ چیف سیکرٹری نے فائل واپس آفندی کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"سر۔ تفصیل کا علم نہیں ہو سکا۔ صرف اتنا ہی معلوم ہو سکا تھا اور چونکہ فورٹ ڈیم پر حکومت آران بھی خطیر سرمایہ کاری کر رہی ہے اور اس ڈیم سے آران کو بے حد فائدہ پہنچے گا اس لئے ہم نے

خاموش رہنے کی بجائے لیٹر حکومت پاکیشیا کی وزارت داخلہ کو بھجوا دیا تھا"...... آفندی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"فائل کے مطابق یہ اطلاع آپ کے آدمیوں کو ایک کافرستانی ایجنٹ سے ملی تھی۔ کیا اس سے تفصیل معلوم نہ ہو سکی تھی"۔ چیف سیکرٹری نے کہا۔

"نو سر اس سے تفصیل معلوم کرنے کی کوشش کی گئی تھی لیکن وہ ہلاک ہو گیا تھا"...... آفندی نے جواب دیا۔

"اس بارے میں اس نے بات کس سیاق و سباق میں کی تھی"۔ چیف سیکرٹری نے باقاعدہ جرح کرتے ہوئے پوچھا۔

"اس کے پاس ایک کاغذ تھا جس پر اس علاقے کے بارے میں تفصیلات درج تھیں جہاں فورٹ ڈیم تعمیر کیا جا رہا ہے اور فورٹ ڈیم کا نام بھی موجود تھا۔ جب اس بارے میں پوچھ گچھ کی گئی تو اس نے صرف اتنا بتایا کہ اس فورٹ ڈیم کو تباہ کرنے کا کام پاکیشیا میں ہو رہا ہے اس لئے وہ اس بارے میں معلومات حاصل کر رہا تھا"۔ آفندی نے جواب دیا۔

"یہی بات نہ میری سمجھ میں آ رہی ہے اور نہ پاکیشیا کے حکام کی کہ ابھی فورٹ ڈیم کا سنگ بنیاد رکھا گیا ہے اور اس نے کئی سالوں میں تعمیر ہونا ہے لیکن اس کی تباہی کی سازش ابھی سے کی جا رہی ہے اور دوسری بات یہ کہ اس کی تباہی سے فائدہ کس کو ہو سکتا ہے۔ گو آپ نے بتایا ہے کہ یہ کافرستانی ایجنٹ تھا لیکن دیکھا جائے

تو کافرستان کو بھی اس کی تباہی سے کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا"۔ چیف سیکرٹری نے کہا۔

"آپ کی بات درست ہے لیکن چونکہ معلومات ملی تھیں اس لئے میرا فرض تھا کہ میں اسے پاکیشیا حکومت تک پہنچا دیتا۔ وہ لوگ خود ہی اس بارے میں تحقیقات کر لیں گے"...... آفندی نے کہا۔

"ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ پاکیشیا کے سیکرٹری خارجہ سر سلطان میرے ذاتی دوست ہیں۔ انہوں نے مجھے فون کر کے اس بارے میں پوچھا تھا۔ اب میں انہیں یہ ساری تفصیل بتا دوں گا۔ آپ کا شکریہ"...... چیف سیکرٹری نے کہا تو آفندی اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے فائل اٹھا کر واپس بریف کیس میں رکھی اور پھر بریف کیس اٹھائے وہ بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

سوپر فیاض بڑی پریشانی کے عالم میں اپنے آفس میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سامنے ایک فائل موجود تھی لیکن اس کی نظریں اس فائل پر نہ تھیں۔ وہ ہونٹ بھینچے سامنے دروازے کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اسے پریشانی اس بات کی تھی کہ آج چار روز گزر چکے تھے لیکن نہ ہی ٹائیگر فورٹ ڈیم کی سازش کے بارے میں کچھ معلوم کر سکا تھا اور نہ عمران۔ سر عبدالرحمن ان دنوں ایک ایسے کام میں مصروف تھے کہ انہیں جم کر دفتر میں بیٹھنے کا وقت ہی نہ ملتا تھا لیکن آج انہوں نے دفتر میں بیٹھنا تھا اور اسے یقین تھا کہ آج سر عبدالرحمن نے اس سے فورٹ ڈیم کیس کے سلسلے میں پوچھ گچھ کرنی ہے اور اس کے پاس سرے سے کوئی معلومات ہی نہ تھیں۔ وہ اس سلسلے میں کچھ بھی نہ کر سکا تھا حتیٰ کہ عمران نے بھی معذوری کا اظہار کر دیا تھا اور اب اس کی سمجھ میں نہ آ رہا تھا کہ وہ سر عبدالرحمن کو کیا جواب دے گا۔

اسے چونکہ سر عبدالرحمن کے ساتھ کام کرتے ہوئے طویل عرصہ ہو
گیا تھا اس لئے وہ جانتا تھا کہ اگر اس نے کہہ دیا کہ کوئی کلیو نہیں ملا
تو سر عبدالرحمن اگر اسے گولی نہ ماریں گے تو معطل بہرحال کر دیں
گے اور اگر اس نے کوئی فرضی رپورٹ دے دی تو سر عبدالرحمن
اس پر جرح شروع کر دیں گے اور اگر انہیں یہ بات معلوم ہو گئی کہ
رپورٹ فرضی ہے تو پھر یقیناً اسے گولی بھی ماری جا سکتی ہے اس لئے
وہ واقعی اس وقت بے حد پریشان تھا اور پھر اسی لمحے دروازہ کھلا اور
سر عبدالرحمن کا چپڑاسی اندر داخل ہوا تو سوپر فیاض نے بے اختیار
ایک طویل سانس لیا۔

" بڑے صاحب آپ کو یاد کر رہے ہیں جناب"...... چپڑاسی نے
سلام کرتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ میں آرہا ہوں"...... سوپر فیاض نے کہا اور چپڑاسی
سلام کر کے واپس چلا گیا۔ گو انٹرکام کی سہولت موجود تھی لیکن سر
عبدالرحمن کی عادت تھی کہ وہ انٹرکام پر کال کرنے کی بجائے ہمیشہ
چپڑاسی ہی بھیجا کرتے تھے۔

" ٹھیک ہے۔ میں صاف کہہ دوں گا کہ ایسی کوئی سازش نہیں
ہو رہی۔ حکومت آران کا یہ لیٹر غلط ہے"...... سوپر فیاض نے یکلخت
کاندھے اچکاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کے چہرے پر
قدرے اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔ وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے
سٹینڈ پر موجود کیپ اٹھا کر سر پر رکھی اور پھر بیرونی دروازے کی طرف

بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ سر عبدالرحمن کے آفس میں داخل ہو رہا
تھا۔ اس نے مؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔

" بیٹھو"...... سر عبدالرحمن نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا تو سوپر
فیاض اس کرسی پر بیٹھ گیا جس پر وہ ہمیشہ بیٹھتا تھا۔

" فورٹ ڈیم والے کیس کے سلسلے میں اب تک کیا پیش رفت
ہوئی ہے"...... سر عبدالرحمن نے سرد اور خشک لہجے میں کہا۔

" سر۔ ایسی کسی سازش کا سراغ نہیں ملا"...... سوپر فیاض نے
دل کڑا کر کے کہہ دیا تو سر عبدالرحمن بے اختیار چونک پڑے۔ ان
کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

" کیا مطلب۔ کیا کارروائی کی ہے تم نے۔ کہاں ہے فائل اس
کارروائی کی"...... سر عبدالرحمن کا لہجہ مزید خشک ہو گیا تھا۔

" سر کوئی کلیو ملتا تو فائل بھی بنائی جاتی۔ میں نے اور میرے عملے
نے بہت کوشش کی لیکن کسی طرف سے کوئی معمولی سا کلیو بھی نہ
مل سکا"...... سوپر فیاض نے جواب دیا۔

" آخر کچھ تو کیا ہو گا تم نے۔ اس کی تفصیل بتاؤ"...... سر
عبدالرحمن نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" سر۔ ایسے افراد سے پوچھ گچھ کی گئی ہے۔ ان کے فون ٹیپ کئے
گئے ہیں جن کے بارے میں شک ہو سکتا تھا کہ وہ اس ٹائپ کی
سازش میں شریک ہو سکتے ہیں لیکن اس بارے میں کچھ بھی معلوم
نہیں ہو سکا اور ایک انسپکٹر فورٹ ڈیم کا دورہ بھی کر چکا ہے لیکن

وہاں تو ابھی تک باقاعدہ کام ہی شروع نہیں ہوا۔ اس لئے سر مجھے یقین ہے کہ حکومت آران کی رپورٹ غلط ہے۔ ویسے بھی سر ڈیم کا ابھی سنگ بنیاد رکھا گیا ہے اور اسے تیار ہونے میں ابھی کئی سال لگیں گے اس لئے اس کی تباہی کی اس وقت سازش نہیں ہو سکتی"۔ سوپر فیاض جب بولنے پر آیا تو بولتا چلا گیا۔ ویسے اس نے جو کچھ کہا تھا وہ درست تھا۔ یہ سارے کام اس نے واقعی کئے تھے۔

"تم نے اس احمق اور نکھٹو سے مدد لی تھی اس کیس کے سلسلے میں"...... سر عبدالرحمن نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"آپ کا مطلب علی عمران سے ہے سر"...... سوپر فیاض نے کہا۔

"ہاں۔ تو کیا تمہارے دوستوں میں اور بھی کوئی احمق اور نکھٹو ہے"...... سر عبدالرحمن نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"نو سر۔ ویسے سر میں اس کے پاس گیا تھا۔ اس نے اپنے ایک آدمی کی ڈیوٹی لگائی تھی کہ زیر زمین دنیا سے اس بارے میں معلومات حاصل کی جائیں لیکن وہ آدمی بھی کوئی کلیو حاصل نہیں کر سکا اور عمران نے بھی معذوری کا اظہار کر دیا ہے"...... سوپر فیاض نے اصل بات بتا دی کیونکہ اسے معلوم تھا کہ ہو سکتا ہے کہ سر عبدالرحمن عمران کو بلا کر اس سے پوچھ لیتے تو پھر اس کا جھوٹ سامنے آ سکتا ہے اور وہ جانتا تھا کہ سر عبدالرحمن جھوٹ بولنے والے کا کیا حشر کرتے ہیں۔

"ہونہہ۔ بات تو تمہاری ٹھیک ہے۔ جب ابھی ڈیم تیار ہی

نہیں ہوا تو اسے تباہ کیسے کیا جا سکتا ہے۔ ہونہہ۔ ٹھیک ہے تم جا سکتے ہو"...... سر عبدالرحمن نے کہا تو سوپر فیاض اس طرح اٹھ کر کھڑا ہوا جیسے اس کے جسم میں ہڈیوں کی جگہ سپرنگ لگے ہوئے ہوں۔ اس نے سلام کیا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کا دل مسرت اور اطمینان سے بھر گیا تھا۔ اس نے اس کیس سے جان چھڑا لی تھی۔ اب ظاہر ہے سر عبدالرحمن بھی یہی رپورٹ لکھ کر وزارت داخلہ کو بھجوا دیں گے اور کیس ختم کر دیا جائے گا۔ وہ واپس آفس میں جا کر بیٹھا تو اس نے ہاتھ بڑھا کر میز پر رکھی ہوئی بیل بجا دی۔ دوسرے لمحے اس کا چپڑاسی تیزی سے اندر داخل ہوا۔

"ایک بوتل کولڈ ڈرنک لے آؤ"...... سوپر فیاض نے کہا۔

"یس سر"...... چپڑاسی نے جواب دیا اور واپس مڑنے لگا۔

"سنو"...... سوپر فیاض نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... چپڑاسی نے بجلی کی سی تیزی سے مڑتے ہوئے کہا۔

"ایک تم اپنے لئے بھی لے آنا"...... سوپر فیاض نے کہا اور چپڑاسی کے چہرے پر ایک لمحے کے لئے تو حیرت کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

"تھینک یو سر"...... چپڑاسی نے ایک بار پھر سلام کیا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔ سوپر فیاض واقعی خوش تھا۔ اس لئے اس نے اپنی عادت کے خلاف چپڑاسی کو بھی بوتل کی آفر کر دی تھی ورنہ عام

حالات میں وہ ایسا سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اطمینان سے بیٹھا مشروب سپ کر رہا تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ سوپر فیاض نے آخری گھونٹ لے کر خالی بوتل ایک طرف موجود ٹوکری میں ڈال دی اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

" فیاض بول رہا ہوں سپرنٹنڈنٹ سنٹرل انٹیلی جنس بیورو"۔ سوپر فیاض نے عادت کے مطابق نام کے ساتھ پورا عہدہ بتاتے ہوئے کہا۔

" علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"۔ دوسری طرف سے عمران کی چہکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

" ہاں۔ کیوں فون کیا ہے۔ جلدی بتاؤ کیونکہ میرے کام کا ہرج ہو رہا ہے"...... سوپر فیاض نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" فورٹ ڈیم کے سلسلے میں ایک پیش رفت ہوئی ہے۔ میں نے سوچا کہ تمہیں خوشخبری سنا دوں"...... دوسری طرف سے عمران نے اسی طرح چہکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

" لعنت بھیجو اس کیس پر۔ ختم ہو گیا ہے یہ"...... سوپر فیاض نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" کیا مطلب۔ کیا یہ شیطانی کیس تھا کہ ایک ہی لعنت سے ختم ہو گیا"...... عمران کے لہجے میں حیرت تھی۔

" ہاں۔ بس ایسا ہی سمجھ لو۔ میں نے تمہارے ڈیڈی کو صاف صاف بتا دیا ہے کہ حکومت آران کی رپورٹ غلط ہے۔ ایسی سازش

ایسے موقع پر جبکہ ابھی ڈیم بنا ہی نہیں، ہو ہی نہیں سکتی اور انہوں نے میری بات تسلیم کر لی ہے اس لئے یہ کیس ختم ہو گیا ہے"۔ سوپر فیاض نے فاتحانہ لہجے میں کہا۔

" تو پھر تمہاری طرف سے اجازت ہے ناں کہ اس پیش رفت کی رپورٹ براہ راست ڈیڈی کو بھجوا دوں"...... عمران نے کہا تو سوپر فیاض بے اختیار اچھل پڑا۔

" اوہ نہیں۔ ایسا ہرگز مت کرنا ورنہ وہ ایک بار پھر میری جان کو آجائیں گے"...... سوپر فیاض کو پہلی بار خطرے کا احساس ہوا تھا۔

" تو کیا ہوا۔ تم بہرحال سرکاری ملازم ہو۔ بھاری تنخواہ، الاؤنس اور سینکڑوں مفادات حکومت سے لیتے ہو۔ کام بھی تو کرنا چاہئے تمہیں اور پھر جہاں حکومت پاکیشیا کے اربوں نہیں بلکہ کھربوں روپے ڈوب رہے ہوں وہاں تم پیچھے کیسے ہٹ سکتے ہو"...... عمران نے کہا۔

" پلیز عمران وہ رپورٹ مجھے بھجوا دو۔ پلیز"...... سوپر فیاض نے اس بار منت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کی ساری اکڑ فوں کافور ہو چکی تھی۔

" سوری۔ تم تو کیس پر لعنت بھیج کر اسے ختم کر چکے ہو"۔ عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

" پلیز۔ پلیز عمران۔ تم میرے دوست ہو۔ پلیز۔ مجھے بھیج دو رپورٹ۔ میں خود اسے تمہارے ڈیڈی کے سامنے پیش کر دوں گا"۔

سوپر فیاض نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" نہیں۔ تمہارے کام کا ہرج ہو گا اس لئے سوری "....... عمران نے خشک لہجے میں جواب دیا۔

" ارے ارے۔ میری بات سنو۔ دیکھو میں تمہیں جس ہوٹل میں کہو کھانا کھلاؤں گا۔ پلیز"....... سوپر فیاض اب منتوں پر اتر آیا۔

" وعدہ "....... عمران نے کہا۔

" ہاں وعدہ۔ پکا وعدہ "....... سوپر فیاض نے جلدی سے کہا۔

" اوکے۔ میں خود آ رہا ہوں "....... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو سوپر فیاض نے رسیور رکھا اور پھر دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ لیا۔ اسے معلوم تھا کہ اب یہ شیطانی چرخہ پھر چل پڑے گا جبکہ وہ اس سے جان چھوٹ جانے پر خوش ہو رہا تھا لیکن وہ یہ بھی برداشت نہ کر سکتا تھا کہ رپورٹ براہ راست سر عبدالرحمن کے پاس پہنچ جائے اور پھر اسے وہ کچھ سننا پڑے جس کے بعد سوائے خودکشی کے اور کوئی راستہ ہی نہیں رہ جاتا۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو اپنی عادت کے مطابق احتراماً اٹھ کھڑا ہوا۔

" بیٹھو "....... سلام دعا کے بعد عمران نے کہا اور پھر اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔

" کوئی رپورٹ ملی ہے آران سے "....... عمران نے بلیک زیرو سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

" جی نہیں "....... بلیک زیرو نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

" ایکسٹو "....... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

" سلطان بول رہا ہوں۔ عمران ہے یہاں "....... دوسری طرف سے سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

" جناب یہ دانش منزل ہے۔یہاں عمران کا کیا کام۔ وہ تو آپ کو کسی سیکرٹریٹ میں کسی اعلیٰ افسر کی کرسی پر بیٹھا ملے گا"۔ عمران نے اس بار اپنے اصل لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

" ہونہہ۔ تو تمہارا مطلب ہے کہ ہم احمق ہیں۔ کیوں"۔ سر سلطان نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد غصیلے لہجے میں کہا۔ ظاہر ہے عمران کی گہری بات سمجھنے میں انہیں کچھ وقت تو لگنا ہی تھا۔

" اب میں کیا کہوں جناب آپ سلطان ہیں یعنی بادشاہ اور سنا ہے کہ دانش وزیروں کے پاس ہوا کرتی تھی۔ بادشاہ بے چارے تو بس سلطان ہی ہوا کرتے تھے"...... عمران بھلا کہاں باز آنے والا تھا۔

" خدا تم سے سمجھے۔ بہرحال میں نے تمہیں یہ بتانے کے لئے فون کیا ہے کہ تمہارے کہنے پر میں نے حکومت آران کے چیف سیکرٹری صاحب کو ذاتی طور پر فون کر کے کہا تھا کہ وہ وزارت داخلہ کو فورٹ ڈیم کے بارے میں بھیجے جانے والے لیٹر کے سلسلے میں مزید تفصیل بتائیں کہ اس سازش کا کیسے اور کس طرح علم ہوا ہے۔ انہوں نے ابھی تھوڑی دیر پہلے فون پر بتایا ہے کہ ایک کافرستانی ایجنٹ پکڑا گیا تھا۔ اس کے پاس سے ایک کاغذ دستیاب ہوا تھا جس پر اس علاقے کے بارے میں معلومات تھیں جہاں فورٹ ڈیم بن رہا ہے اور فورٹ ڈیم کا نام بھی تھا۔ پھر جب اس سے پوچھ گچھ کی گئی تو اس نے صرف اتنا بتایا کہ اس ڈیم کے خلاف پاکیشیا میں سازش تیار ہو رہی ہے اور وہ اس سلسلے میں معلومات

اکٹھی کر رہا تھا لیکن مزید بتانے سے پہلے وہ تشدد سے ہلاک ہو گیا۔ چونکہ فورٹ ڈیم میں حکومت آران بھی خطیر سرمایہ کاری کر رہی ہے اور پھر اس ڈیم کی تیاری سے اسے فائدے بھی بہت پہنچیں گے اس لئے وہاں کے سیکرٹری داخلہ آفندی نے لیٹر بھجوا دیا"۔ سر سلطان نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" کافرستانی ایجنٹ۔ اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ یہ سازش کافرستان تیار کر رہا ہے"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" ہاں۔ اس سے تو خود بخود یہی بات ذہن میں آتی ہے"۔ سر سلطان نے جواب دیا۔

" لیکن کافرستان کو اس کی تباہی سے کیا فائدہ پہنچے گا اور ویسے بھی ابھی اس ڈیم کی تیاری میں کئی سال لگیں گے اس لئے آخر کیا سازش ہو سکتی ہے"...... عمران نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

" یہ سوچنا بہرحال تمہارا کام ہے کیونکہ یہ ڈیم اگر بننے کے بعد تباہ ہو گیا تو پاکیشیا کو اربوں کھربوں کا نقصان ہو گا اور اس کے علاوہ وہاں کی آبادی جو اس ڈیم کی وجہ سے خوشحالی کے خواب دیکھ رہی ہے اس کے خواب بھی بکھر جائیں گے۔ یہ بہرحال قومی المیہ اور قومی نقصان ہو گا"...... سر سلطان نے بڑے جذباتی لہجے میں کہا۔

" لیکن کیس تو انٹیلی جنس کے پاس ہے اور آپ سوچنے کی بات مجھ سے کہہ رہے ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اب کافرستانی ایجنٹ کی رپورٹ ملنے کے بعد یہ کیس انٹیلی

جنس کا نہیں رہا۔ اب یہ کیس سیکرٹ سروس کا بن گیا ہے"۔ سر سلطان نے کہا۔

" ارے کہیں آپ نے یہ کیس سیکرٹ سروس کو بھجوانے کے لئے تو یہ کافرستانی ایجنٹ والی بات نہیں بنا لی"....... عمران نے کہا۔

" شٹ اپ۔ تمہیں معلوم ہے کہ میں جھوٹ کو گناہ سمجھتا ہوں"۔ دوسری طرف سے غصیلے لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

" عمران صاحب۔ واقعی یہ بات سوچنے کی ہے کہ ابھی ڈیم تو تیار ہی نہیں ہوا پھر اس کی تباہی کی سازش کیا ہو سکتی ہے"....... بلیک زیرو نے کہا۔

" سوچنے کے لئے بڑا وقت پڑا ہے اس لئے فوری طور پر سوچنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں تو اپنے نقصان کے بارے میں سوچ رہا ہوں کہ اسے کیسے پورا کیا جائے"....... عمران نے کہا۔

" آپ کا نقصان۔ کیا مطلب"....... بلیک زیرو نے حیران ہو کر کہا۔

" میں خوش تھا کہ اس کیس میں سوپر فیاض کا ہاتھ بٹاؤں گا تو اس سے کافی کچھ وصول ہو جائے گا اور آغا سلیمان پاشا کا غصہ کسی حد تک کم ہو جائے گا لیکن اب سر سلطان نے کافرستانی ایجنٹ کے الفاظ کہہ کر سارا کھیل ہی پلٹ دیا ہے۔ اب ظاہر ہے یہ کیس ہمارے

پاس پہنچ جائے گا اور سوپر فیاض فارغ"....... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" تو کیا ہوا۔ آپ کو سیکرٹ سروس سے تو چیک مل جائے گا"۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" تم اسے چیک کہتے ہو۔ کتنی بے عزتی ہوتی ہے اس چیک کو بینک میں لے جانے والے کی۔ وہ سب ہنستے ہیں اور ایک ستم ظریف نے تو ایک روز کہہ بھی دیا تھا کہ خواہ مخواہ تکلیف کرتے ہو۔ اس چیک کو ردی میں بیچ دیا کرو تو اس کے وزن سے اتنی رقم مل جائے گی جو اس پر لکھی ہوئی رقم سے بہرحال زیادہ ہو گی"۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

" کم از کم آپ یہ بات میرے سامنے تو نہ کیا کریں۔ مجھے تو بہرحال معلوم ہے کہ یہ چیک کتنی مالیت کا ہوتا ہے"....... بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

" مالیت۔ تم اسے مالیت کہتے ہو۔ اوہ۔ اگر کسی ماہر معاشیات نے سن لیا تو وہ اپنا سر پیٹ لے گا"....... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو ایک بار پھر ہنس پڑا۔ عمران نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

" فیاض بول رہا ہوں۔ سپرنٹنڈنٹ سنٹرل انٹیلی جنس بیورو"۔ دوسری طرف سے سوپر فیاض کی بڑی تحکمانہ سی آواز سنائی دی اور بلیک زیرو بے اختیار مسکرا دیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ اب عمران سوپر

فیاض کو تنگ کرے گا اور پھر عمران اور سوپر فیاض کے درمیان ہونے والی گفتگو سن کر اس کی بات کی تصدیق ہو گئی۔

" تو آپ کیس ٹرانسفر ہونے سے پہلے سوپر فیاض سے وصولی کر لینا چاہتے ہیں"...... عمران کے رسیور رکھتے ہی بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" وہ اتنی آسانی سے گانٹھ نہیں کھولتا۔ نجانے کتنے پاپڑ بیلنے پڑتے ہیں"...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو بھی مسکراتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

" تم ناٹران کو فون کر کے اسے کہہ دو کہ وہ کافرستان میں اس بارے میں معلومات حاصل کرے۔ شاید کوئی کلیو مل جائے"۔ عمران نے کہا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد عمران کی کار دانش منزل سے نکل کر سنٹرل انٹیلی جنس بیورو کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔

" کیا حال ہے اسلم تمہارا اور تمہارے صاحب کا بھی"۔ عمران نے سوپر فیاض کے آفس کے سامنے موجود اس کے چپڑاسی کے پاس رکتے ہوئے کہا۔

" اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔ ویسے آج صاحب بے حد خوش ہیں اور انہوں نے مجھے خود کہہ کر بوتل پلائی ہے"...... اسلم نے سرگوشیانہ لہجے میں کہا۔

" ارے تمہارے منہ میں گھی شکر۔ اس کا مطلب ہے کہ آج

فیاض واقعی فیاضی کے موڈ میں ہے۔ ویری گڈ"...... عمران نے کہا اور تیزی سے آگے بڑھ گیا۔

" مے آئی کم ان سر"...... عمران نے کمرے میں داخل ہو کر ایسے انداز میں کہا جیسے طالب علم کلاس روم میں داخل ہوتے ہوئے اپنے ٹیچر سے اجازت لیتا ہے۔

" آؤ۔ آؤ۔ میں تمہارا شدت سے انتظار کر رہا ہوں"...... سوپر فیاض نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

" اچھا۔ واہ۔ آج تو میری تقدیر زوروں پر ہے۔ ویسے بزرگ کہتے ہیں کہ جب غربت ہو تو آدمی کو صبر سے کام لینا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کسی نہ کسی فیاض سے رابطہ کرا ہی دیتا ہے"...... عمران نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر کرسی پر بیٹھ گیا۔

" کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں"...... سوپر فیاض نے چونک کر کہا۔

" ظاہر ہے تم جیسے امیر آدمی غربت کو کیسے سمجھ سکتے ہیں۔ بہرحال چھوڑو ان باتوں کو۔ وہ ہوٹل میں کھانے والے پروگرام کا کیا ہوا"...... عمران نے کہا۔

" پہلے تم وہ رپورٹ مجھے دو پھر شام کو چلیں گے کھانا کھانے"۔ سوپر فیاض نے کہا۔

" اوہ۔ تو کیا تمہارا خیال ہے کہ بس ایک ہی کھانے پر تمہیں رپورٹ مل جائے گی۔ اب اتنی بھی کم حیثیت کی رپورٹ نہیں ہے۔

کم از کم ایک ہزار بار کھانا کھلانا پڑے گا اور اگر تم ڈبل خرچہ بچانا چاہتے ہو تو یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تم سنگل خرچہ کر دو"....... عمران نے کہا۔

" ڈبل خرچہ۔ سنگل خرچہ۔ یہ کیا بکواس کئے جا رہے ہو"۔ سوپر فیاض نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" دیکھو۔ اب تم میرے ساتھ کھانا کھانے جاؤ گے تو ظاہر ہے تم بھی ساتھ کھاؤ گے۔ اس طرح ڈبل خرچہ ہوا اور ایک ہزار بار ایسا ہو گا تو سمجھو دو ہزار کھانے کا بل دینا پڑے گا لیکن اگر تم چاہو تو ایک ہزار کھانے کی قیمت مجھے دے دو۔ اس طرح دوسرے ہزار کا خرچہ بچ جائے گا تو پھر کتنی بچت ہے۔ بولو۔ خود انصاف کرو"....... عمران نے کہا۔

" تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا۔ میں کیوں تمہیں ایک ہزار بار کھانا کھلاؤں گا۔ میں نے تمہارا ٹھیکہ تو نہیں اٹھا رکھا۔ میں نے ایک کھانا کھلانے کا کہا ہے اور بس اور وہ بھی اس وقت جب تم وہ رپورٹ مجھے دو گے اور میں دیکھوں گا کہ اس رپورٹ میں کیا ہے۔ اس کے بعد کھانے کا فیصلہ ہو گا"....... سوپر فیاض نے اکڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

" انسپکٹر رشید کو جانتے ہو"....... عمران نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے بڑے پراسرار سے لہجے میں کہا۔

" انسپکٹر رشید۔ ہاں۔ کیا مطلب۔ میرا ماتحت ہے وہ۔ تم نے اس

کا نام کیوں لیا ہے"....... سوپر فیاض نے بے اختیار اچھلتے ہوئے کہا۔

" وہ بڑے امیر باپ کا بیٹا ہے۔ ایک ہزار تو کیا دس ہزار کھانے کی قیمت ادا کر سکتا ہے لیکن پھر کیا ہو گا معلوم ہے تمہیں"۔ عمران نے کہا۔

" ہونہہ۔ تو تم اب مجھے بلیک میل کرنا چاہتے ہو"....... سوپر فیاض نے غصے سے دانت پیستے ہوئے کہا۔

" ارے ارے۔ توبہ توبہ۔ میں اور تمہیں بلیک میل کروں۔ لاحول ولا قوۃ۔ یہ کام بھلا میں کیسے کر سکتا ہوں۔ میں تو تمہارا دوست ہوں اور دیکھو سیدھا تمہارے پاس آیا ہوں ورنہ انسپکٹر رشید کا آفس بھی میں نے دیکھا ہوا ہے"....... عمران نے جواب دیا۔

" ٹھیک ہے۔ کہاں ہے رپورٹ"....... سوپر فیاض نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" مل جائے گی۔ مل جائے گی۔ پہلے ایک ہزار بار کھانا تو کھاؤں۔ ہزارویں کھانے پر رپورٹ مل جائے گی"....... عمران نے کہا تو سوپر فیاض نے میز کی دراز کھولی اور اس میں موجود ایک پھولا ہوا لفافہ نکال کر اس نے عمران کی طرف پھینک دیا۔

" اس میں دس ہزار روپے ہیں اور بس۔ اس سے زیادہ میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ سمجھے۔ اٹھاؤ اسے اور رپورٹ مجھے دو"....... سوپر فیاض نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

" دس ہزار۔ کیا تمہارا دماغ ٹھیک ہے۔ کہیں آثار قدیمہ کے

کسی کھنڈر سے تو نکل کر نہیں آئے تم“....... عمران نے اپنے لہجے میں حیرت کا بھرپور عنصر پیدا کرتے ہوئے کہا۔

”بس یہی ہیں اور نہیں ہیں“....... سوپر فیاض نے کہا۔

”فائیو سٹار ہوٹل میں ایک کھانے کا کتنا بل آتا ہے۔ اٹھاؤ کیلکولیٹر اور اس بل کو ایک ہزار سے ضرب دو۔ دس ہزار روپے سے تو مطلب ہوا کہ دس روپے کا ایک کھانا اور یہ کھانا قدیم دور میں تو شاید مل جاتا ہو گا لیکن آج کل تو تنور پر بھی نہیں ملتا“....... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تم جا سکتے ہو۔ جاؤ“....... سوپر فیاض نے لفافہ اٹھانے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا لیکن عمران نے یکلخت لفافہ جھپٹ لیا۔

”چلو پھر ٹھیک ہے۔ دو چار ناشتے ہی سہی۔ چلو تم دوست ہو۔ اب تم سے کیا بھاؤ تاؤ کرنا ہے“....... عمران نے کہا اور لفافہ جلدی سے جیب میں ڈال لیا کیونکہ سوپر فیاض کا موڈ وہ پہچانتا تھا۔

”کہاں ہے رپورٹ“....... سوپر فیاض نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”سنو۔ حکومت آران کے چیف سیکرٹری نے رپورٹ دی ہے کہ کسی کافرستانی ایجنٹ کے ذریعے انہیں اس سازش کا علم ہوا ہے“۔ عمران نے کہا۔

”تو پھر۔ اس سے کیا ہو گا“....... سوپر فیاض نے منہ بناتے

ہوئے کہا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

”پتہ نہیں ڈیڈی تمہارے ساتھ کیسے گزارہ کرتے ہیں۔ یا تو انہیں اب تک خودکشی کر لینی چاہئے تھی یا پھر تمہیں گولی مار دینی چاہئے تھی“....... عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

”یہ کیا بکواس کر رہے ہو۔ مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ تم مجھے چکر دے رہے ہو۔ نکالو لفافہ واپس کرو اور جا کر بتا دو یہ رپورٹ۔ چاہے انسپکٹر رشید کو بتا دو یا اپنے ڈیڈی کو“....... سوپر فیاض نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”ایک لفظ میں پڑھا کرتا تھا کوڑھ مغز“....... میری سمجھ میں آج تک اس کے معنی ہی نہ آئے تھے۔ کوڑھ تو اسے کہتے ہیں جب جذام کی بیماری ہو جائے تو پھر کوڑھ مغز کیا ہوا۔ آج پہلی بار اس لفظ کے معنی سمجھ میں آئے ہیں کہ ایک جذامی جسمانی طاقت سے محروم ہو جاتا ہے اور کوڑھ مغز سوچنے کی طاقت سے۔ بھلے مانس جب کافرستانی ایجنٹ سامنے آ گیا تو پھر یہ کیس انٹیلی جنس کا تو نہیں رہا۔ سیکرٹ سروس کا ہو گیا اس لئے اب یہ کیس خود بخود سیکرٹ سروس کو ٹرانسفر ہو جائے گا البتہ تم جا کر ڈیڈی سے شاباش وصول کر سکتے ہو“۔ عمران نے کہا۔

”وہ کیسے۔ میں انہیں کیا بتاؤں کہ حکومت آران نے مجھے بتایا ہے۔ بولو۔ کیا بتاؤں انہیں“....... سوپر فیاض نے عمران کی باتیں نظرانداز کرتے ہوئے کہا۔

" تم انہیں جا کر بتاؤ کہ تم نے آران سنٹرل انٹیلی جنس بیورو کے سپرنٹنڈنٹ سے رابطہ کیا تو اس نے بتایا کہ یہ کافرستانی ایجنٹ کی بات ہے اور اس نے یہی بات سیکرٹری داخلہ کو رپورٹ کر دی اور سیکرٹری داخلہ نے یہاں لیٹر بھجوا دیا۔ اب بولو۔ کتنا رعب پڑے گا تمہاری کارکردگی کا ڈیڈی پر"...... عمران نے کہا۔

" لیکن اگر انہوں نے اس سپرنٹنڈنٹ کا نام پوچھا تو پھر"۔ سوپر فیاض نے نیم رضامندانہ لہجے میں کہا۔

" اپنے بیٹے کا نام بتا دینا۔ آرانیوں کے بھی تو تمہاری طرح کے ہی نام ہوتے ہیں"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" اور اگر انہوں نے کنفرم کر لیا تب"...... سوپر فیاض نے کہا۔

" ڈیڈی بڑے افسر ہیں اس لئے چھوٹے افسروں سے ایسی بات ہی نہیں کیا کرتے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اوہ۔ اچھا ٹھیک ہے۔ تمہاری بات درست ہے۔ میں ابھی جاتا ہوں"...... سوپر فیاض نے کہا اور ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے چہرے پر جوش نظر آ رہا تھا کیونکہ ظاہر ہے اس طرح اس کی کارکردگی کا واقعی رعب سر عبدالرحمن پر پڑ سکتا تھا۔ اس نے سٹینڈ سے کیپ اٹھائی اور سر پر رکھ لی۔

" ارے وہ کھانا۔ اس کا کیا ہو گا۔ میرے پیٹ میں تو چوہے چھوڑ ہاتھی دوڑ رہے ہیں"...... عمران نے کہا لیکن سوپر فیاض سنی ان سنی کرتے ہوئے تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا اور عمران بے

اختیار مسکرا دیا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ سر عبدالرحمن اس بارے میں پوری تصدیق کریں گے اور پھر سوپر فیاض کا جو حشر ہو گا وہ نظر آ رہا تھا۔ وہ اٹھا اور آفس سے باہر آ گیا۔

" آج واقعی تمہارا صاحب اسم بامسمیٰ بنا ہوا ہے یعنی نام بھی فیاض ہے اور فیاضی بھی کر رہا ہے۔ یہ لو یہ رکھ لو۔ تمہارے بچوں کے کام آئے گا"...... عمران نے جیب سے وہ لفافہ نکال کر چپڑاسی کی جیب میں ڈالتے ہوئے کہا جو اس نے سوپر فیاض سے نکلوایا تھا اور پھر اس سے پہلے کہ چپڑاسی کچھ کہتا عمران تیز تیز قدم اٹھاتا کار پارکنگ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

کافرستان کے صدر اپنے آفس میں موجود تھے کہ میز پر پڑے ہوئے بہت سے رنگوں کے فون سیٹوں میں سے سرخ رنگ کے فون کی مترنم گھنٹی بج اٹھی۔ صدر نے چونک کر فون کی طرف دیکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... صدر نے باوقار لہجے میں کہا۔

"پرائم منسٹر صاحب بات کرنا چاہتے ہیں سر"...... دوسری طرف سے ان کے ملٹری سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"یس"...... صدر نے جواب دیا۔

"ہیلو سر۔ کیا آپ کے پاس وقت ہے۔ ایک اہم بات کرنی ہے"...... دوسری طرف سے پرائم منسٹر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"ہاں۔ آ جائیں"...... صدر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد انہیں اطلاع دی گئی کہ پرائم منسٹر صاحب خصوصی

میٹنگ روم میں موجود ہیں تو صدر اٹھے اور عقبی دروازے سے ہوتے ہوئے ایک راہداری سے گزر کر خصوصی میٹنگ روم میں داخل ہوئے تو صوفے پر بیٹھے ہوئے پرائم منسٹر اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

"تشریف رکھیں"...... صدر نے کہا اور پھر خود بھی وہ سامنے والے صوفے پر بیٹھ گئے۔

"آپ کو زحمت تو دی ہے سر لیکن بات انتہائی اہم ہے"۔ پرائم منسٹر نے معذرت خواہانہ لہجے میں کہا۔

"کیا بات ہے۔ کوئی گڑبڑ ہے کیا"...... صدر نے اس بار قدرے پریشان سے لہجے میں کہا۔

"ابھی تو گڑبڑ نہیں ہے سر۔ لیکن جو رپورٹ ملی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ گڑبڑ ہو سکتی ہے۔ فورٹ ڈیم کے سلسلے میں بات ہے"...... پرائم منسٹر نے کہا۔

"اوہ۔ ایک منٹ"...... صدر نے چونک کر کہا اور پھر اٹھ کر انہوں نے دروازے کے ساتھ موجود سوئچ پینل کے نیچے ایک سرخ رنگ کے بٹن کو پریس کر دیا تو میٹنگ روم کے دونوں دروازوں پر سرخ رنگ کے بلب جل اٹھے۔

"ہاں اب بتائیں کیا بات ہے"...... صدر نے دوبارہ صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"مجھے رپورٹ ملی تھی کہ حکومت آران کی وزارت داخلہ نے

حکومت پاکشیا کی وزارت داخلہ کو لیٹر بھجوایا ہے کہ فورٹ ڈیم کے
خلاف پاکیشیا میں کوئی سازش تیار کی جا رہی ہے۔ پھر یہ لیٹر پاکیشیا
کی سنٹرل انٹیلی جنس کو بھجوا دیا گیا لیکن میں مطمئن رہا کیونکہ مجھے
معلوم ہے کہ سنٹرل انٹیلی جنس اس بارے میں کچھ نہیں کر سکتی۔
لیکن ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ حکومت آران سے حکومت پاکیشیا کو
رپورٹ دی گئی ہے کہ اس سازش کی اطلاع انہیں کسی کافرستانی
ایجنٹ سے ملی تھی۔ اس پر یہ کیس انٹیلی جنس سے واپس لے کر
پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کو بھجوا دیا گیا ہے۔ اس رپورٹ نے
مجھے پریشان کر دیا ہے اور اسی سلسلے میں آپ سے بات کرنے حاضر
ہوا ہوں کیونکہ آپ مجھ سے زیادہ بہتر طور پر پاکیشیا سیکرٹ سروس
کے بارے میں جانتے ہیں"...... پرائم منسٹر نے تفصیل بتاتے
ہوئے کہا۔

"ہاں۔ بظاہر تو واقعی یہ انتہائی تشویشناک رپورٹ ہے لیکن آپ
فکر مند نہ ہوں۔ اس بار پاکیشیا سیکرٹ سروس کسی صورت بھی
کامیاب نہ ہو سکے گی اور ڈیم مکمل تباہی کا شکار ہو جائے گا"۔ صدر
نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن اگر وہ ان اقدامات تک پہنچ گئے جو ہم نے کئے ہیں تو
پھر"...... پرائم منسٹر نے کہا۔

"آپ کو معلوم تو ہے کہ ہم نے اس بار کیا کیا ہے۔ آپ قطعاً
بے فکر رہیں۔ اس بار ہم انہیں یقینی طور پر شکست دینے میں کامیاب

رہیں گے البتہ اب یہ بات ضروری ہو گئی ہے کہ ان سب افراد کو جو
اس مشن سے متعلق رہے ہیں آف کر دیا جائے اور صرف میں اور آپ
ہی اس سے واقف رہ جائیں"...... صدر نے کہا۔

"لیکن سر۔ کتنے افراد کو آف کیا جا سکتا ہے"...... پرائم منسٹر نے
حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں ان کی بات نہیں کر رہا جو اس وقت بھی مشن پر کام کر
رہے ہیں۔ وہ ہمارے خصوصی آدمی ہیں۔ میں ان کی بات کر رہا
ہوں جنہوں نے پاکیشیا میں کام کیا تھا"...... صدر نے کہا۔

"ہاں۔ یہ بات درست ہے جناب"...... پرائم منسٹر نے کہا۔

"آپ قطعاً بے فکر رہیں۔ یہ کام ہو جائے گا البتہ اب آپ کو اور
مجھے ہوشیار رہنا ہو گا کیونکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو کافرستانی ایجنٹ
کے بارے میں رپورٹ مل چکی ہے اس لئے وہ لامحالہ کافرستان
سیکرٹ سروس، پاور ایجنسی یا ملٹری انٹیلی جنس وغیرہ کے افراد کو
چیک کریں گے"...... صدر نے کہا۔

"تو پھر انہیں الرٹ کر دیا جائے"...... پرائم منسٹر نے کہا۔

"اوہ نہیں۔ پھر تو سب کچھ سامنے آجائے گا۔ اسی لئے تو میں نے
ان سب ایجنٹس کو اس مشن سے علیحدہ رکھا ہے۔ وہ ان سے سر
ٹکراتے رہیں جب انہیں کچھ معلوم ہی نہ ہو گا تو پھر وہ کیا بتائیں
گے۔ لیکن اگر انہیں الرٹ کیا گیا تو پھر معاملات سنجیدہ ہو سکتے ہیں
اور وہ براہ راست ہم پر بھی ہاتھ ڈال سکتے ہیں"...... صدر نے کہا۔

" یس سر۔ آپ واقعی انتہائی دور اندیش ہیں "...... پرائم منسٹر نے اس بار اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

" پاکیشیا کے مقابلے میں دور اندیش ہونا پڑتا ہے۔ یہ فورٹ ڈیم پاکیشیا کی خوشحالی کا سبب بنے گا اور اس سے اس کی معیشت مضبوط ہو گی۔ اس کے ساتھ ساتھ حکومت پاکیشیا اور حکومت آران کی دوستی بھی پہلے سے زیادہ گہری، مضبوط اور پائیدار ہو جائے گی اور ظاہر ہے اس سے براہ راست نقصان کافرستان کو ہی پہنچ سکتا ہے اس لئے یہ ڈیم ہر صورت میں تباہ ہونا ہے۔ ہر صورت میں "...... صدر نے بڑے جذباتی لہجے میں کہا۔

" یس سر۔ اب مجھے اجازت دیجئے۔ اب میں مطمئن ہوں "۔ پرائم منسٹر نے کہا۔

" ہاں۔ آپ ہر طرح سے مطمئن رہیں اور دوسری بات یہ کہ یہ نام کسی صورت بھی آپ کے لبوں پر نہیں آنا چاہئے۔ اس کے ساتھ ساتھ محتاط بھی رہیں۔ باقی سب کچھ وقت پر چھوڑ دیں "...... صدر نے اٹھتے ہوئے کہا تو پرائم منسٹر صاحب بھی اٹھ کھڑے ہوئے اور پھر انہوں نے ایک دوسرے کے ساتھ پرجوش انداز میں مصافحہ کیا اور پھر پرائم منسٹر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئے جبکہ صدر واپس اپنے آفس میں آکر بیٹھ گئے۔

" اس بار میری حسرت ضرور پوری ہو جائے گی۔ اس بار عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس لاکھ ٹکریں ماریں ڈیم کو تباہ ہونے سے نہ

بچا سکیں گے "...... صدر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے میز کی دراز سے ایک فائل نکال کر سامنے رکھی اور اس پر ان کی نظریں جم گئیں۔

بڑی سے جیپ خاصی تیز رفتاری سے سڑک پر دوڑتی ہوئی اس علاقے کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی جہاں فورٹ ڈیم بنایا جا رہا تھا۔ اس علاقے کا نام ہی فورٹ تھا اس لئے اس ڈیم کا نام بھی علاقے کے نام پر فورٹ ڈیم رکھا گیا تھا۔ ڈرائیونگ سیٹ پر ایک نوجوان تھا جس کا نام اختر تھا۔ یہ اسی علاقے کا باشندہ تھا اور عمران نے اسے بطور ڈرائیور ساتھ لے لیا تھا۔ سائیڈ سیٹ پر عمران تھا جبکہ عقبی سیٹ پر صفدر اور کیپٹن شکیل موجود تھے۔ چونکہ کیس باقاعدہ انٹیلی جنس سے واپس لے کر سیکرٹ سروس کو منتقل کر دیا گیا تھا اس لئے عمران نے اپنے ساتھ صفدر اور کیپٹن شکیل کو بھی لے لیا تھا۔ فورٹ ڈیم کی تعمیر ایک یورپی فرم جس کا نام آرکسٹاکس تھا، کر رہی تھی لیکن عمران کو بتایا گیا تھا کہ اس یورپی فرم کے ساتھ حکومت پاکیشیا نے یہ طے کیا تھا کہ اس کا تمام تر عملہ پاکیشیائی ہو گا سوائے

ان چند ماہرین کے جو پاکیشیا سے دستیاب نہ ہو سکتے تھے تاکہ پاکیشیائی افراد کو اس ڈیم کی تعمیر سے روزگار بھی مہیا ہوتا رہے۔ اس ڈیم کا نقشہ اس یورپی فرم آرکسٹاکس نے ایک یورپی فرم سے تیار کرایا تھا جسے ایسے پراجیکٹس کے نقشے بنانے میں عالمی شہرت حاصل تھی اور پھر اس نقشے کو پاکیشیا کے ماہرین نے بھی اوکے کر دیا تھا اور آرانی ماہرین نے بھی اسے باقاعدہ منظور کیا تھا۔

" عمران صاحب آخر آپ نے کچھ تو سوچا ہو گا کہ ایسی کیا سازش ہو رہی ہے جس سے ڈیم تباہ ہو سکتا ہے "....... صفدر نے کہا۔

" بڑی صاف اور سیدھی سازش ہے۔ حیرت ہے کہ تمہیں یہ سازش نظر نہیں آ رہی "....... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں بے اختیار چونک پڑے۔

" کیا مطلب۔ ہم تو سوچ سوچ کر پاگل ہو رہے ہیں "....... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" یوں کہو کہ سوچ سوچ کر ذہنی طور پر تندرست ہو رہے ہیں "۔ عمران نے جواب دیا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا جبکہ کیپٹن شکیل بے اختیار مسکرا دیا۔

" چلیں ایسے ہی سہی۔ بہرحال آپ بتائیں۔ کیا سازش ہے "۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" یہ ایک طویل المعیاد سازش ہے۔ یوں سمجھو کہ جس طرح حکومتیں طویل المعیاد پالیسیاں بناتی ہیں اسی طرح اس بار کافرستانی

حکومت نے طویل المعیاد سازش تیار کی ہے“....... عمران نے جواب دیا۔

”لیکن سازش ہے کیا۔ یہ تو بتائیں“....... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیپٹن شکیل نے یقیناً اس پر سوچا ہو گا“....... عمران نے کہا۔

”ہاں عمران صاحب میں نے اس پر واقعی بہت سوچا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ مجھے بھی اس سازش کی سمجھ نہیں آئی“۔ کیپٹن شکیل نے واضح الفاظ میں ایک لحاظ سے اعتراف شکست کرتے ہوئے کہا۔

”حالانکہ بڑی صاف اور واضح سازش ہے۔ بالکل ایسے جیسے دو جمع دو چار ہوتے ہیں“....... عمران نے کہا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

”ٹھیک ہے۔ ہو گی سازش۔ آپ بے شک نہ بتائیں ہمیں خود ہی نظر آ جائے گی“....... صفدر نے اب ایک اور پہلو سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ دیکھ لینا“....... عمران نے جواب دیا اور پھر اس طرح اطمینان سے بیٹھ گیا جیسے سارا مسئلہ ہی ختم ہو چکا ہے۔

”عمران صاحب یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ ڈیم بنانے والی مشینری تباہ کرنے کی سازش کی جا رہی ہو۔ اس طرح ڈیم تعمیر کرنے والی فرم کو نقصان ہو گا اور وہ دوڑ جائے گی اور ڈیم کی تعمیر کا منصوبہ کھٹائی میں پڑ جائے گی“....... کیپٹن شکیل نے کہا۔

”مشینری انشورڈ ہوتی ہے اور اگر واقعی یہی سازش ہے تو ایک لحاظ سے تو بلی کے بھاگوں چھینکا ٹوٹنے والی بات ہو جائے گی کہ پرانی مشینری تباہ ہونے کے بعد انشورنس کی رقم سے نئی مشینری آ جائے گی“....... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اس ڈیم کے لئے ظاہر ہے غیر ملکی قرضوں کا بندوبست بھی کیا گیا ہو گا۔ یہ ہو سکتا ہے کہ وہاں کوشش کی جا رہی ہو کہ مطلوبہ قرضے پاکیشیا کو نہ ملیں اور ڈیم کا منصوبہ ختم ہو جائے“....... اس بار صفدر نے کہا۔

”معاہدے ہو جانے کے بعد ایسا ممکن نہیں ہو سکتا“....... عمران نے دو ٹوک جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو پھر آخر کیا ہو گا“....... اس بار صفدر نے زچ ہوتے ہوئے کہا۔

”آدمی دراصل دور دیکھنے کی کوشش کرتا ہے لیکن اپنی ناک کے نیچے نہیں دیکھتا“....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”چلیں آپ بتا دیں“....... صفدر نے کہا۔

”حکومت کافرستان نے یہ سازش کی ہے کہ اپنے ایک آدمی کو آران بھیج دیا جس کے پاس ایک کاغذ پر اس علاقے کے بارے میں معلومات تھیں اور فورٹ ڈیم کا نام لکھا ہوا تھا اور پھر یہ بندوبست بھی کیا گیا کہ یہ کافرستانی ایجنٹ آران انٹیلی جنس کے ہاتھ چڑھ جائے۔ اس کے بعد اس ایجنٹ نے بتایا کہ فورٹ ڈیم کے خلاف

پاکیشیا میں سازش ہو رہی ہے اور سازش مکمل ہو گئی"۔ عمران نے
کہا تو صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں بے اختیار چونک پڑے۔

"کیا مطلب۔ کیسے سازش مکمل ہو گئی"....... صفدر نے حیرت
بھرے لہجے میں کہا۔

"اس سے بھیانک سازش اور کیا ہو سکتی ہے کہ اس ایجنٹ کے
بیان کے بعد حکومت پاکیشیا بوکھلا گئی ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس
ایسی سازش ٹریس کرنے کے لئے ماری ماری پھر رہی ہے اور جب
تک ڈیم تعمیر ہوتا رہے گا اس سازش کو ٹریس کرنے کی جدوجہد
ہوتی رہے گی۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس اور کوئی کام نہ کر سکے گی اور
ڈیم کی تعمیر کے دوران اس کی حفاظت کے لئے انتہائی سخت
بندوبست کرنا پڑے گا۔ اس طرح کئی سالوں تک یہ کام ہوتا رہے
گا۔ کیا یہ سازش نہیں ہے۔ طویل المعیاد سازش"....... عمران نے
اس بار بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ تو آپ کا مطلب ہے کہ دراصل کوئی سازش نہیں ہے۔
صرف سازش کا کہہ کر سازش بنائی گئی ہے اور اب ہم اس فرضی
سازش کو ٹریس کرنے کے چکر میں ہلکان ہوتے رہیں گے"۔ صفدر
نے کہا۔

"ظاہر ہے اور کیا ہو سکتا ہے۔ ابھی ڈیم تیار نہیں ہوا۔ سازش
کیا ہو سکتی ہے۔ جب تک ڈیم تعمیر نہ ہو جائے اسے تباہ کرنے کا کیا
مطلب ہو سکتا ہے"....... عمران نے جواب دیا۔

"اس کے باوجود چیف اس کیس پر باقاعدہ کام کر رہا ہے"۔
صفدر نے کہا۔

"یہی تو اس سازش کی کامیابی ہے"....... عمران نے جواب دیا
اور صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

"عمران صاحب آپ فورٹ ڈیم کا دورہ کرنے کیوں جا رہے
ہیں۔ کیا آپ کے ذہن میں کوئی خاص بات ہے"....... کیپٹن شکیل
نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"میں نے تو بہرحال چیک حاصل کرنا ہے اس لئے کچھ نہ کچھ تو
کرنا پڑے گا"....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن صرف یہاں آنے سے تو مشن مکمل نہیں ہو جائے گا عمران
صاحب اور جب تک مشن مکمل نہ ہو گا آپ کو چیک کیسے مل سکتا
ہے"....... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں جا کر رپورٹ دے دوں گا کہ اصل سازش یہ ہے کہ ہمیں
پریشان کیا جائے اور مجھے یقین ہے کہ چیف میری بات مان جائے گا
اور مشن پر مکمل شد لکھ کر اسے مکمل مشنز والی الماری میں رکھ دے
گا اور مجھے ایک عدد چھوٹا سا چیک عنایت کر دے گا"....... عمران نے
جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن اگر اس نے آپ کی بات نہ مانی تو"....... صفدر نے کہا۔

"تو پھر دو معتبر گواہوں کی ضرورت ہو گی اور پاکیشیا سیکرٹ
سروس کے بین الاقوامی شہرت کے مالک ممبران سے زیادہ معتبر گواہ

اور کون ہو سکتے ہیں"...... عمران نے جواب دیا۔
"تو آپ اسی لیۓ ہمیں ساتھ لے جا رہے ہیں"...... صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔
"ظاہر ہے کچھ حاصل کرنے کے لیۓ کچھ کرنا ہی پڑتا ہے"۔ عمران نے جواب دیا اور صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔
"صاحب۔ اب فورٹ ڈیم کا علاقہ قریب آ رہا ہے"...... اچانک ڈرائیور نے کہا۔
"یہاں کوئی حفاظتی انتظامات بھی ہیں یا نہیں"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔
"یس سر۔ باقاعدہ چیک پوسٹیں بنی ہوئی ہیں اور بغیر اجازت کسی کو اندر نہیں جانے دیا جاتا"...... ڈرائیور اختر نے جواب دیا۔
"کیا تم اندر گئے ہوئے ہو"...... عمران نے کہا۔
"جی ہاں جناب۔ میں دو بار گیا ہوں۔ میں جن صاحب کا ڈرائیور تھا ان کا تعلق سپلائی سے تھا۔ وہ اس سلسلے میں دو بار پرچیز آفیسر سے ملنے گئے تھے تو میں بھی ساتھ گیا تھا"...... اختر نے جواب دیا۔
"کس چیز کی سپلائی"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔
"لیبر کی جناب"...... اختر نے جواب دیا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد انہیں ایک موڑ مڑتے ہی دور سے ایک چیک پوسٹ نظر آنے لگ گئی جس پر پاکیشیا کا جھنڈا لہرا رہا تھا۔
"یہ پہلی چیک پوسٹ ہے جناب۔ اس کے بعد دو اور چیک

پوسٹیں ہیں"...... اختر نے کہا۔
"یہ تین تین چیک پوسٹیں بنانے کا کیا مقصد ہوا"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
"پہلی چیک پوسٹ پر کاغذات چیک ہوتے ہیں۔ دوسری چیک پوسٹ پر آلات کی مدد سے باقاعدہ اندر جانے والوں اور گاڑیوں کی تلاشی لی جاتی ہے اور تیسری چیک پوسٹ پر گاڑیاں وہیں چھوڑ دی جاتی ہیں اور جس سے ملنے کو کہا جاتا ہے اس سے باقاعدہ اجازت لی جاتی ہے اور پھر چیک پوسٹ کی مخصوص گاڑیاں انہیں وہاں لے جاتی ہیں"...... اختر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
"یہ انتظامات کب کیۓ گئے ہیں۔ کیا ان دنوں میں"۔ صفدر نے کہا۔
"نہیں جناب۔ شروع سے ہی ہیں"...... اختر نے جواب دیا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد جیپ چیک پوسٹ پر رک گئی۔ عمران نے جیب سے ایک کاغذ نکال کر قریب آنے والے باوردی محافظ کو دیا تو وہ کاغذ لے کر سائیڈ پر بنے ہوئے کیبن کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ واپس آیا تو اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں کاغذ عمران کو دے دیا اور ساتھ ہی سڑک پر موجود راڈ کو ہٹانے کا اشارہ کر دیا۔ عمران نے کاغذ کو تہہ کر کے واپس جیب میں ڈال لیا۔ دوسری چیک پوسٹ پر ان کی اور جیپ کی تلاشی لی گئی اور پھر انہیں آگے جانے کی اجازت دے دی گئی۔ تیسری چیک پوسٹ پر

اںہوں نے جیپ ایک سائیڈ پر روکی اور عمران نیچے اتر کر سائیڈ کیبن کی طرف تیزی سے بڑھ گیا۔ وہاں ایک باوردی آفیسر موجود تھا۔ عمران نے جیب سے وہی کاغذ نکال کر اس آفیسر کے سامنے رکھ دیا۔

" اوہ۔ اوہ۔ ریڈ پاس۔ یس سر"...... آفیسر نے بے اختیار کھڑے ہو کر باقاعدہ سیلوٹ مارتے ہوئے کہا۔

" ارے ارے کیا ہوا۔ کیا اس کاغذ میں تمہیں ملک کے صدر کی شکل نظر آگئی ہے"...... عمران نے اسے اس انداز میں سیلوٹ کرتے دیکھ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" یہ۔ یہ سر۔ ریڈ پاس ہے اور ریڈ پاس صرف اعلیٰ ترین عہدیدار کو ہی ایشو کیا جاتا ہے سر"...... آفیسر نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" لیکن کاغذ کا رنگ تو سفید ہے جبکہ جہاں تک میں نے انگریزی زبان پڑھی ہے ریڈ سرخ کو کہتے ہیں"...... عمران نے کہا تو آفیسر اس طرح عمران کو دیکھنے لگا جیسے اب اسے اس کے ذہنی توازن پر شک گزرنے لگا ہو۔

"جج۔ جناب ریڈ پاس ہی لکھا ہوا ہے سر۔ اس پر"...... آفیسر نے کہا۔

" اچھا تو پھر اب کیا کروں میں۔ یہ بھی بتا دو۔ یہاں کھڑا رہوں یا اندر جا سکتا ہوں"...... عمران نے کہا تو آفیسر بے اختیار چونک پڑا۔

"آپ جا سکتے ہیں سر۔ آپ کو کون روک سکتا ہے سر"...... آفیسر

نے جواب دیا۔

" وہ اجازت والا سلسلہ۔ اس کا کیا ہو گا۔ میرا مطلب ہے کہ ہم نے چیف انجینئر کو ملنا ہے۔ ان سے تو پوچھ لو۔ ایسا نہ ہو کہ ہم وہاں جائیں اور وہ ہمیں ملنے سے ہی انکار کر دے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" سر۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ چیف انجینئر اکرام صاحب نے تو مجھے خصوصی فون کر کے حکم دیا ہے کہ ریڈ پاس ہولڈرز کو نہ روکا جائے"...... آفیسر نے جواب دیا۔

" چیف انجینئر صاحب کا دفتر یہاں سے کتنے میل پر ہے"۔ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

" اوہ جناب۔ آپ اپنی گاڑی پر جا سکتے ہیں۔ آپ کے لئے منع نہیں ہے۔ آپ تو ریڈ پاس ہولڈرز ہیں"...... آفیسر نے کہا تو عمران نے مسکراتے ہوئے کاغذ واپس جیب میں ڈالا اور آفیسر کا شکریہ ادا کر کے کیبن سے باہر آ گیا۔ آفیسر اس کے پیچھے ہی باہر آ گیا اور پھر اس نے وہاں موجود اپنے عملے کو جیپ کے اندر لے جانے کے بارے میں بتایا تو راڈ ہٹا دیا گیا اور عمران اور اس کے ساتھی جیپ میں سوار ہو کر آگے بڑھ گئے۔ تھوڑا سا آگے جانے کے بعد باقاعدہ آفس آ گئے۔ یہ ایک دو منزلہ عمارت تھی جو انگریزی حرف ایل کی شکل میں بنائی گئی تھی۔

" چیف انجینئر کے آفس کے سامنے روکنا جیپ"...... عمران نے

ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا اور ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد جیپ ایک برآمدے کے سامنے جا کر رک گئی۔ عمران اپنے ساتھیوں سمیت نیچے اترا۔ اس نے ڈرائیور کو وہیں رکنے کے لئے کہا اور پھر وہ تیزی سے برآمدے کی طرف بڑھ گئے۔

"یس سر"...... ایک آدمی نے جو برآمدے میں ہی موجود تھا تیزی سے نیچے اتر کر ان کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"چیف انجینئر سے کہو کہ ریڈ پاس ہولڈرز آئے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ آپ۔ آئیے جناب۔ بڑے صاحب آپ کے منتظر ہیں جناب"...... اس آدمی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے مڑا اور دوڑتا ہوا برآمدے میں داخل ہو کر ان کی نظروں سے غائب ہو گیا۔

"کمال ہے۔ بڑا رعب ہے ریڈ پاس کا۔ مجھے پہلے سے معلوم ہوتا تو میں یہ ریڈ پاس آغا سلیمان پاشا کو دکھا کر اس کے قرضوں سے تو نجات حاصل کر لیتا"...... عمران نے کہا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔ اسی لمحے ایک ادھیڑ عمر لیکن باوقار شخصیت کا آدمی تیزی سے برآمدے میں نمودار ہوا۔ اس کے جسم پر سوٹ تھا۔ اس کے پیچھے وہی آدمی تھا جو پہلے اندر چلا گیا تھا۔

"میرا نام اکرام ہے جناب اور میں یہاں چیف انجینئر ہوں"۔ ادھیڑ عمر نے ان کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"مجھے علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) کہتے ہیں اور یہ میرے ساتھی ہیں جناب صفدر اور کیپٹن شکیل"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آئیے جناب۔ میں تو آپ کا منتظر تھا جناب۔ آئیے"...... چیف انجینئر نے مصافحے اور رسمی فقروں کی ادائیگی کے بعد کہا اور پھر چند لمحوں بعد وہ ایک شاندار انداز میں سجے ہوئے بڑے سے آفس میں موجود تھے۔ چند لمحوں بعد ہی انہیں مشروبات پیش کر دیئے گئے۔

"جناب۔ مجھے سیکرٹری تعمیرات نے بتایا تھا کہ آپ کا تعلق سیکرٹ سروس سے ہے اور آپ یہاں کسی سازش کے سلسلے میں آ رہے ہیں۔ میں اس بات پر بے حد حیران ہوں کہ یہاں ایسی کون سی سازش ہو سکتی ہے جس کے لئے سیکرٹ سروس کو یہاں آنا پڑا ہے"...... چیف انجینئر نے کہا۔

"سیکرٹ سروس تو واقعی سیکرٹ ہوتی ہے۔ ہمارا تعلق اوپن سروس سے ہے۔ میرا مطلب ہے کہ ہم سیکرٹ سروس کے چیف کے نمائندے ہیں۔ ہمارا براہ راست تعلق سیکرٹ سروس سے نہیں ہے۔ ہم سیکرٹ سروس کے چیف کو رپورٹ دیں گے پھر وہ اپنی سیکرٹ سروس کو سیکرٹ انداز میں استعمال کریں گے اور سیکرٹ انداز میں یہاں سے رپورٹ حاصل کریں گے۔ اس کے بعد وہ دونوں رپورٹوں کو ٹیلی کریں گے اور پھر فیصلہ ہو گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" تو آپ کا تعلق براہ راست سیکرٹ سروس سے نہیں ہے"۔ چیف انجینئر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" نہیں"...... عمران نے جواب دیا تو چیف انجینئر نے بے اختیار اس طرح طویل سانس لیا جیسے اس کے کاندھوں سے کوئی بڑا بوجھ اتر گیا ہو۔

" لیکن جناب۔یہاں کیا سازش ہو رہی ہے۔کم از کم مجھے تو کچھ بتائیں"...... چیف انجینئر نے کہا۔

" اگر ہمیں سازش کا پتہ ہوتا تو پھر ہمیں یہاں آنے کی کیا ضرورت تھی۔ پھر تو سازش خود چل کر جیل پہنچ چکی ہوتی۔ ہم تو خود سازش کو ٹریس کرنے آئے ہیں"...... عمران نے کہا۔

" لیکن جناب۔یہاں سب لوگ باقاعدہ چیکڈ ہیں اور پھر ابھی تو ڈیم کی باقاعدہ تعمیر بھی شروع نہیں ہوئی۔ پھر یہاں کیا سازش ہو سکتی ہے"......چیف انجینئر ابھی تک اسی بات پر اڑا ہوا تھا۔

"آپ یہ بتائیں کہ یہ سامنے دیوار پر جو نقشہ آپ نے باقاعدہ فریم کرا کے لگوایا ہوا ہے کیا یہ ڈیم کا نقشہ ہے"...... عمران نے کہا۔

" جی ہاں جناب۔ یہ ڈیم کا منظور شدہ نقشہ ہے"...... چیف انجینئر نے جواب دیا۔

" کیا آپ ہمیں اس سلسلے میں باقاعدہ بریفنگ دیں گے"۔ عمران نے کہا۔

"یس سر۔کیوں نہیں"......چیف انجینئر نے فوراً ہی کہا اور اٹھ

کر اس نے کمرے کے ایک کونے میں موجود پتلی نوک والی لمبی سی سٹک اٹھائی اور پھر اس سٹک کی مدد سے اس نے بڑے ماہرانہ انداز میں نقشے کی مدد سے فورٹ ڈیم کے بارے میں تفصیلات بتانا شروع کر دیں۔ عمران اور اس کے ساتھی خاموش بیٹھے سنتے رہے۔واقعی یہ ایک عظیم الشان اور شاندار منصوبہ تھا۔ایک ایسا منصوبہ جو ملک کی قسمت بدل سکتا تھا۔نقشہ بھی انتہائی ماہرانہ انداز میں بنایا گیا تھا اور ہر چیز کا خاص طور پر خیال رکھا گیا تھا۔ پھر عمران نے تکنیکی بنیادوں پر سوالات کر کے معلومات حاصل کرنا شروع کر دیں۔ مثلاً ڈیم میں بنائی جانے والی مصنوعی جھیل کی گہرائی، چوڑائی، اس میں پانی کے ذخیرے کی مقدار، نہروں کے کناروں کی اونچائی اور ڈیم کے گیٹس کے بارے میں تکنیکی تفصیلات۔

"بہت خوب۔بہت شکریہ اکرام صاحب۔آپ نے واقعی اس پر ورک کیا ہے"...... عمران نے کہا۔

" جناب اس شاندار منصوبے پر کام کرنا میرے لئے اعزاز ہے"۔ چیف انجینئر نے سٹک واپس کونے میں رکھ کر مڑتے ہوئے کہا۔

" یہ تو نقشے کی کاپی ہے۔اصل نقشہ بھی تو آپ کے پاس ہو گا"۔ عمران نے کہا۔

"جی اصلی نقشہ تو وزارت تعمیرات کے خصوصی سٹور میں ہے۔ یہاں پراجیکٹ پر تو اس کی کاپیاں ہی رکھی جاتی ہیں۔ دوسری کاپی بھی موجود ہے"......چیف انجینئر نے کہا۔

"وہ کاپی مجھے دکھائیے"...... عمران نے کہا تو چیف انجینئر دیوار کے ساتھ ہی موجود ایک فولادی الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھول کر اس میں سے ایک فائل نکالی اور پھر یہ فائل لا کر اس نے میز پر رکھ دی۔ پھر اس نے فائل سے نقشے کو علیحدہ کیا اور پھر اسے کھول کر میز پر پھیلا دیا اور عمران، صفدر اور کیپٹن شکیل اس پر جھک گئے۔ یہ واقعی دیوار والے نقشے کی کاپی تھی اور اس پر نقشہ بنانے والی فرم کی مہر، نقشہ نویس کے دستخطوں کے ساتھ ساتھ حکومت پاکیشیا اور حکومت آران کی منظوری اور ماہرین کی تصدیق سب کچھ واضح طور پر موجود تھا۔

"یہ پراجیکٹ کون سی کمپنی تعمیر کرا رہی ہے"...... عمران نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔

"آرکسٹا کس جناب۔ یورپ کی معروف ترین فرم ہے اور پوری دنیا میں بڑے بڑے ڈیمز اور ایسے ہی پراجیکٹس کی تعمیر کرنے کا اسے طویل ترین تجربہ ہے"...... چیف انجینئر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ کب سے اس فرم کے ساتھ اٹیچ ہیں"...... عمران نے کہا۔

"میں نے تو ایک سال پہلے اسے جائن کیا ہے۔ میں پہلے وابی میں ایک انجینئرنگ فرم سے منسلک تھا۔ اصل میں حکومت پاکیشیا نے اس فرم کے ساتھ معاہدہ کرتے ہوئے یہ شق خصوصی طور پر منظور کرائی تھی کہ ڈیم کی تعمیر میں عملہ پاکیشیائی رکھا جائے گا۔ صرف فرم کے چند ماہرین وقتاً فوقتاً آ کر اس کی چیکنگ کریں گے اس لئے یہاں

مجھ سمیت کام کرنے والا سارا عملہ پاکیشیائی ہے"...... چیف انجینئر نے نقشہ واپس فائل میں رکھتے ہوئے جواب دیا۔

"ڈیم کی تعمیر کس حد تک ہو چکی ہے"...... عمران نے کہا۔

"ابھی کہاں جناب۔ ابھی تو مشینری یہاں پہنچ رہی ہے۔ پھر کام شروع ہو گا۔ کم از کم چھ ماہ بعد باقاعدہ کام شروع ہو گا اور اسے مکمل ہونے میں کئی سال لگ جائیں گے"...... چیف انجینئر نے فائل کو واپس الماری میں رکھ کر مڑتے ہوئے کہا۔

"لیکن حکومت کو اطلاع ملی ہے کہ اس ڈیم کو تباہ کرنے کی سازش کی جا رہی ہے۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ یہ کس قسم کی سازش ہو سکتی ہے"...... عمران نے کہا۔

"جناب ایسا ممکن ہی نہیں ہے۔ ابھی تو ڈیم کی تعمیر ہی شروع نہیں ہوئی۔ اسے تباہ کیسے کیا جائے گا۔ تباہی کی بات تو تعمیر مکمل ہونے کے بعد ہی ہو سکتی ہے اس لئے تو میں خود سیکرٹری صاحب کی بات سن کر حیران ہوا تھا"...... چیف انجینئر نے میز کے پیچھے اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"کیا آپ ہمیں اس سارے علاقے کا جیپ پر دورہ کرا سکتے ہیں جہاں یہ ڈیم بننا ہے"...... عمران نے کہا۔

"یس سر۔ کیوں نہیں سر۔ جب آپ کہیں"...... چیف انجینئر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر آئیے۔ ہم نے واپس بھی جانا ہے"...... عمران نے اٹھتے

ہوئے کہا تو چیف انجینئر بھی اٹھ کھڑا ہوا اور اس کے ساتھ ہی صفدر اور کیپٹن شکیل بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔

"آیئے جناب"...... چیف انجینئر نے کہا اور تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ عمران اور اس کے ساتھی اس کے پیچھے دروازے کی طرف بڑھ گئے۔

ٹائیگر نے کار ہوٹل سٹار کی پارکنگ میں روکی اور پھر اتر کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوٹل کے مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ ہوٹل سٹار کا مالک اور جنرل مینجر کارسٹو اس کا خاصا گہرا دوست تھا۔ کارسٹو کا تعلق یورپ کے ایک ملک لاجم سے تھا لیکن اسے پاکیشیا آئے ہوئے کئی سال ہو گئے تھے اس لئے اب ایک لحاظ سے وہ یہاں کا باشندہ بن گیا تھا۔ ہوٹل سٹار زیر زمین دنیا کا خاص معروف ہوٹل تھا۔ گو یہاں پر جرائم پیشہ افراد کی اکثریت آتی جاتی رہتی تھی لیکن جس طرح عام لوگوں میں طبقات ہوتے ہیں اعلیٰ طبقہ، متوسط طبقہ، نچلا طبقہ اسی طرح جرائم کی دنیا میں بھی یہ طبقات پائے جاتے ہیں اور ہوٹل سٹار جرائم کی دنیا کے اعلیٰ طبقے سے تعلق رکھتا تھا۔ یہاں بڑے بڑے جرائم کی تنظیموں کے عہدیدار اور ان سے متعلق افراد ہی آتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ ٹائیگر یہاں اکثر آتا جاتا رہتا تھا کیونکہ غیر ملکی جرائم

پیشہ افراد کا بھی پسندیدہ یہی ہوٹل تھا۔ ٹائیگر ہال میں داخل ہوا اور پھر سیدھا کاؤنٹر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ چونکہ یہاں کا سارا عملہ اسے اچھی طرح جانتا تھا اس لئے وہ سب اس کا اس طرح احترام کرتے تھے جیسے وہ کارسٹو کا کیا کرتے تھے۔ وسیع و عریض کاؤنٹر پر چار افراد موجود تھے جن میں سے دو سروس دینے میں مصروف تھے۔ ایک فون کالز سننے جبکہ چوتھا سٹول پر اطمینان سے بیٹھا ہوا تھا۔ اس کا نام جیکی تھا۔ جیکی ٹائیگر کو کاؤنٹر کی طرف بڑھتے دیکھ کر بے اختیار اٹھ کر کھڑا ہوا۔ اس کے چہرے پر ہلکی سی پریشانی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ ٹائیگر کو حیرت ہوئی کیونکہ جیکی اسے اچھی طرح جانتا تھا اس لئے اسے دیکھ کر اس کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات کا ابھر آنا اس کے لئے واقعی حیرت والی بات ہی تھی۔

"ہیلو۔ کیسے ہو"...... ٹائیگر نے کاؤنٹر کے قریب پہنچ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"فائن جناب۔ آپ کیا پینا پسند فرمائیں گے"...... جیکی نے قدرے مسکراتے ہوئے سے لہجے میں کہا۔

"کیا بات ہے۔ تم مجھے دیکھ کر پریشان ہو گئے ہو اور اب جواب دیتے ہوئے تمہاری زبان لڑکھڑا رہی ہے۔ کیا کوئی خاص بات ہے"۔ ٹائیگر نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ نہیں جناب۔ ایسی تو کوئی بات نہیں ہے"...... جیکی نے مصنوعی انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"کارسٹو کیا آفس میں ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"باس ایک ضروری میٹنگ میں مصروف ہے اس لئے ابھی آپ کی ملاقات نہیں ہو سکتی"...... جیکی نے کہا۔

"کس قسم کی میٹنگ"...... ٹائیگر نے چونک کر کہا۔

"مجھے تو نہیں معلوم جناب۔ بس مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میٹنگ میں ڈسٹرب نہ کیا جائے"...... جیکی نے جواب دیا۔

"کتنے آدمی میٹنگ میں شامل ہیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"یہ بھی مجھے نہیں معلوم جناب"...... جیکی نے جواب دیا۔

"یہ تو معلوم ہو گا کہ میٹنگ کہاں ہو رہی ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ظاہر ہے جناب سپیشل آفس میں ہی ہو سکتی ہے"...... جیکی نے کہا۔

"اوکے۔ پھر میں خود ہی دیکھ لیتا ہوں کہ یہ کس قسم کی میٹنگ ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"سوری جناب۔ آپ نہیں جا سکتے"...... اس بار جیکی کا لہجہ سخت تھا۔

"کیا مطلب۔ کیا تم مجھے روکو گے"...... ٹائیگر نے حیران ہو کر کہا۔

"یس سر۔ مجھے یہ حکم ہے اس لئے آپ پلیز یا تو ہال میں تشریف رکھیں اور کھائیں پئیں یا پھر دو تین گھنٹوں کے بعد تشریف

لائیں"۔ جیکی نے کہا۔ اس کا لہجہ مؤدبانہ ضرور تھا لیکن اس میں سختی کا عنصر نمایاں تھا۔

"کیا تمہیں خاص طور پر مجھے وہاں جانے سے روکنے کا کہا گیا ہے"...... ٹائیگر نے اس بار سرد لہجے میں کہا۔

"نہیں جناب۔ لیکن میں اس لئے آپ کو دیکھ کر پریشان ہو گیا تھا کہ آپ کو روکنا بے حد مشکل ہو گا"...... جیکی نے کہا تو ٹائیگر بے اختیار ہنس پڑا۔

"اس کے باوجود تم روکنے کی کوشش کر رہے ہو۔ بہت خوب"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"جناب۔ اب میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ آپ سمجھ دار ہیں"...... جیکی نے جواب دیا۔

"اگر میں زبردستی کروں تو پھر تم کیا کرو گے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"باس کے حکم کی تعمیل تو بہرحال کرنی ہی ہے چاہے اس کا نتیجہ کچھ بھی کیوں نہ نکلے"...... جیکی نے کہا۔

"گڈ۔ مجھے تمہاری وفاداری واقعی پسند آئی ہے۔ بہرحال تم بے فکر رہو میں شام کو آجاؤں گا"...... ٹائیگر نے کہا تو جیکی کے چہرے پر یکلخت انتہائی اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔

"شکریہ جناب۔ آپ نے مجھے انتہائی مشکل سے نکال لیا ہے۔ میں آپ کا شکر گزار ہوں"...... جیکی نے کہا۔

"اوکے"...... ٹائیگر نے کہا اور واپس ہال کے دروازے کی طرف مڑ گیا۔ اس کا ایک ہاتھ کوٹ کی جیب میں تھا۔ دروازے کے قریب ہی ایک سپروائزر موجود تھا۔

"مارٹن۔ میرے بعد باہر آجانا۔ بھاری رقم کما لو گے"...... ٹائیگر نے اس سپروائزر کے قریب سے گزرتے ہوئے رکے بغیر آہستہ سے کہا تو سپروائزر بے اختیار چونک پڑا۔ ٹائیگر دروازے سے باہر آکر ایک طرف برآمدے میں جا کر کھڑا ہو گیا۔ چند لمحوں بعد ہی مارٹن باہر آیا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا سیدھا ٹائیگر کے پاس پہنچ گیا۔

"یہ رکھ لو"...... ٹائیگر نے جیب سے پانچ بڑی مالیت کے نوٹ نکال کر مارٹن کی مٹھی میں دیتے ہوئے کہا۔

"حکم سر"...... مارٹن نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور جلدی سے نوٹ اپنی جیب میں ڈال لئے۔

"صرف یہ بتا دو کہ کارسٹو کس قسم کی میٹنگ میں مصروف ہے اور کون لوگ اس میٹنگ میں شامل ہیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"میٹنگ نہیں جناب۔ صرف اسے میٹنگ کا نام دیا گیا ہے۔ فورٹ ڈیم کا چیف انجینئر اکرام اکثر یہاں آتا ہے اور پھر اس کے ساتھ سپیشل آفس میں بیٹھ کر پیتا پلاتا ہے۔ اس وقت بھی وہی باس کے ساتھ سپیشل آفس میں موجود ہے۔ البتہ جب تک وہ واپس نہیں چلا جاتا تب تک باس اس کے ساتھ ہی رہتا ہے"...... مارٹن نے جواب دیا۔

"کیوں۔ وجہ۔ کیا اس چیف انجینئر کو علیحدہ کمرہ نہیں دیا جا سکتا"...... ٹائیگر نے حیران ہو کر کہا۔ ویسے ٹائیگر فورٹ ڈیم کا نام سن کر چونک پڑا تھا کیونکہ عمران کے حکم پر اس نے اس فورٹ ڈیم کے سلسلے میں خاصا ورک کیا تھا لیکن آج پہلی بار یہ اطلاع سامنے آئی تھی۔ اس سے پہلے اس بارے میں کچھ معلوم نہ ہو سکا تھا۔

"یہ تو مجھے نہیں معلوم جناب کہ باس ایسا کیوں کرتا ہے"۔ مارٹن نے جواب دیا۔

"کتنی دیر ہوئی ہے اسے آئے ہوئے"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"جی ابھی دس پندرہ منٹ پہلے وہ آیا ہے"...... مارٹن نے جواب دیا۔

"اوکے۔ اب تم جا سکتے ہو"...... ٹائیگر نے کہا اور مارٹن سلام کر کے واپس مڑا اور پھر وہ ہال کے اندر چلا گیا تو ٹائیگر برآمدے کی دوسری سائیڈ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ پھر برآمدے سے اتر کر وہ سائیڈ سے ہوتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ اس طرف سیڑھیاں اوپر جا رہی تھیں جس کے اختتام پر ایک برآمدہ تھا اور اس برآمدے کے آخر میں کارسٹو کا سپیشل آفس تھا۔ ٹائیگر کا خیال تھا کہ شاید یہاں مسلح محافظ ہوں گے لیکن وہاں کوئی موجود نہ تھا۔ ٹائیگر سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر والے برآمدے میں پہنچا اور پھر محتاط انداز میں آگے بڑھتا چلا گیا۔ آفس کا دروازہ نہ صرف بند تھا بلکہ اس کے اوپر سرخ رنگ کا بلب جل رہا تھا جس کا مطلب تھا کہ سپیشل آفس کا حفاظتی نظام آن ہے اور اب نہ

کوئی اندر جا سکتا ہے اور نہ اندر ہونے والی گفتگو باہر سے کسی طرح سنی جا سکتی ہے۔ لیکن ٹائیگر آگے بڑھتا چلا گیا اور پھر وہ دروازے کے قریب رک گیا۔ اس نے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک چھوٹا سا باکس نکالا اور اس باکس کو کھول کر اس نے اس میں موجود ایک مٹیالے رنگ کی پتلی سی پتی نکالی۔ اس پتی کے ایک کونے پر اس نے انگوٹھے سے دباؤ ڈالا اور پھر جھک کر اس نے پتی کو دروازے کی پتلی جھری کے اندر رکھ دیا۔ گو دروازہ مضبوطی سے بند تھا اس لئے اس میں معمولی سی جھری بھی نہ تھی لیکن پتی بہرحال اس بند دروازے کی جھری میں اٹک گئی تھی۔ ٹائیگر پیچھے ہٹا اور اس نے باکس میں موجود دو بٹن نکال کر انہیں اپنے کانوں سے لگا لیا اور پھر باکس بند کر کے واپس جیب میں ڈال لیا۔

"اب میں کیا بتاؤں اکرام صاحب۔ مجبوری ہے"...... اس کے کانوں میں اچانک ہلکی سی آواز پڑی اور وہ پہچان گیا کہ یہ آواز کارسٹو کی ہے۔

"لیکن پاکیشیا سیکرٹ سروس کی اس طرح ڈیم میں آمد نے مجھے تشویش میں مبتلا کر دیا ہے کارسٹو اس لئے یہ اطلاع بہرحال فرم تک پہنچنی چاہئے"...... ایک اور مدھم سی آواز سنائی دی اور ٹائیگر ڈیم اور سیکرٹ سروس کے الفاظ سن کر چونک پڑا۔

"تو اس میں بہرحال پریشانی کی کیا بات ہے۔ آخر آپ اتنے پریشان کیوں ہیں۔ وہاں کوئی کام تو نہیں ہو رہا۔ زیادہ سے زیادہ

یہی کہ آپ وہاں چھپ کر شراب پیتے ہیں۔ اگر اس بات کا پتہ چل بھی گیا تو کیا ہو گا"...... کارسٹو نے کہا۔

" تم نہیں سمجھ سکتے کارسٹو۔ کچھ نہ کچھ گڑبڑ ہے تو یہ لوگ وہاں آئے ہیں"...... دوسرے آدمی نے کہا جو یقیناً چیف انجینئر ہی تھا۔

" کیسی گڑبڑ"...... کارسٹو نے کہا۔

" اس کا تو مجھے بھی علم نہیں ہے لیکن بہرحال کوئی نہ کوئی گڑبڑ ضرور ہے"...... چیف انجینئر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" تمہیں خواہ مخواہ وہم ہو گیا ہے۔ وہاں کیا گڑبڑ ہو سکتی ہے۔ بہرحال تم بے فکر رہو۔ اگر تم یہ چاہتے ہو کہ اس کی اطلاع فرم تک پہنچ جائے تو پہنچ جائے گی"...... کارسٹو نے کہا۔

" اوہ ٹھیک ہے۔ تھینک یو کارسٹو۔ اب میں مطمئن ہوں اور اب مجھے اجازت دو۔ میرا کوٹہ تو پہنچ گیا ہو گا"...... اس بار چیف انجینئر نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

" ہاں۔ کار کی ڈگی میں پہنچا دیا گیا ہے"...... کارسٹو نے جواب دیا اور پھر کرسیاں گھسٹنے کی آوازیں سنائی دیں تو ٹائیگر نے کانوں سے بٹن نکالے اور پھر دروازے کی جھری سے پتی کھینچ کر وہ تیزی سے مڑا اور چند لمحوں بعد وہ سیڑھیاں اتر کر سائیڈ سے ہوتا ہوا واپس برآمدے میں پہنچ گیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک بھاری جسم کا ادھیڑ عمر آدمی جس نے سوٹ پہن رکھا تھا ہوٹل سے باہر آیا اور ادھر ادھر دیکھے بغیر پارکنگ کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے قدم لڑکھڑا رہے تھے۔ ٹائیگر سمجھ گیا کہ

یہی فورٹ ڈیم کا چیف انجینئر ہے۔ ٹائیگر ایک سائیڈ پر موجود فون بوتھ کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے فون بوتھ میں داخل ہو کر جیب سے کارڈ نکالا اور پھر فون کے مخصوص حصے میں کارڈ ڈال کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

" سلیمان بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی سلیمان کی آواز سنائی دی۔

" ٹائیگر بول رہا ہوں سلیمان۔ عمران صاحب کہاں ہیں"۔ ٹائیگر نے کہا۔

" معلوم نہیں۔ بتا کر تو نہیں جاتے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" اوکے"...... ٹائیگر نے کہا اور پھر رسیور ہک سے لٹکا کر اس نے کارڈ باہر نکالا اور پھر اسے جیب میں ڈال کر اس نے جیب سے ٹرانسمیٹر نکالا اور اس پر عمران کی فریکونسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی۔

" ہیلو ہیلو۔ ٹائیگر کالنگ۔ اوور"...... ٹائیگر نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

" یس۔ علی عمران بول رہا ہوں۔ اوور"...... چند لمحوں بعد عمران کی مخصوص آواز سنائی دی تو ٹائیگر نے ہوٹل سٹار میں آنے سے لے کر چیف انجینئر اور کارسٹو کے درمیان ہونے والی بات چیت کی تفصیل بتا دی۔

"کیا تم وہیں سے کال کر رہے ہو۔ اوور"....... عمران نے پوچھا۔

"یس باس۔ اوور"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اوکے۔ وہیں رکو میں پہنچ رہا ہوں اس کارسٹو سے ملاقات اب ضروری ہو گئی ہے۔ اوور"....... دوسری طرف سے عمران نے کہا۔

"یس باس۔ اوور"....... ٹائیگر نے کہا تو دوسری طرف سے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا گیا تو ٹائیگر نے بھی ٹرانسمیٹر آف کیا اور پھر اسے جیب میں ڈال کر وہ فون بوتھ سے باہر آ گیا۔ ظاہر ہے اب اسے عمران کی آمد کا انتظار کرنا تھا اس لئے وہ برآمدے میں ہی ٹہلنے لگا۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں موجود تھا۔ بلیک زیرو چائے بنانے کے لئے کچن میں گیا ہوا تھا۔ عمران خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے چہرے پر سنجیدگی اور الجھن کے تاثرات نمایاں تھے۔ چند لمحوں بعد بلیک زیرو کچن سے باہر آیا۔ اس کے ہاتھوں میں چائے کے دو کپ موجود تھے۔ اس نے ایک کپ عمران کے سامنے رکھا اور دوسرا اٹھائے اپنی کرسی کی طرف بڑھ گیا۔

"تو آپ کے خیال میں عمران صاحب وہاں کوئی سازش نہیں ہو رہی"...... بلیک زیرو نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ بظاہر تو یہی بات ہے"....... عمران نے چائے کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

"آپ کا لہجہ بظاہر بتا رہا ہے کہ آپ پوری طرح مطمئن نہیں ہیں"....... بلیک زیرو نے چونک کر کہا۔

"نجانے کیا بات ہے کہ میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ کوئی نہ کوئی گڑبڑ کہیں نہ کہیں بہرحال موجود ہے لیکن بظاہر ایسی کوئی بات نظر نہیں آ رہی"....... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ اس کافرستانی ایجنٹ کی وجہ سے یہ سارا مسئلہ پیدا ہوا ہے۔ کافرستان کا لفظ آتے ہی ہمارے ذہن میں شکوک بہرحال پیدا ہوتے ہیں"....... بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"تمہاری بات درست ہے۔ کیا ناٹران نے کوئی رپورٹ دی ہے"....... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ اس نے بھی یہی رپورٹ دی ہے کہ اس نے پوری کوشش کر ڈالی ہے لیکن اس بارے میں کسی ایجنسی سے کوئی کلیو نہیں ملا"....... بلیک زیرو نے جواب دیا تو عمران نے ٹرانسمیٹر اٹھا کر سامنے رکھا اور پھر اس پر فریکونسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی۔

"ہیلو ہیلو۔ علی عمران کالنگ۔ اوور"....... عمران نے اپنے اصل لہجے میں بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔ بلیک زیرو خاموش بیٹھا چائے پینے میں مصروف تھا۔

"ناٹران بول رہا ہوں۔ اوور"....... چند لمحوں بعد ناٹران کی آواز سنائی دی۔

"تم میری روزی کے پیچھے کیوں پڑ گئے ہو۔ اوور"....... عمران نے اس بار قدرے غصیلے لہجے میں کہا تو بلیک زیرو بے اختیار مسکرا دیا۔

"روزی کے پیچھے یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں عمران صاحب۔ اوور"۔

ناٹران کے لہجے میں حیرت تھی۔

"تم روزی سے کیا سمجھے ہو۔ مجھے بتاؤ۔ اوور"....... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"آپ کے علاوہ اور کوئی یہ الفاظ کہتا تو میں کسی عورت کا نام روزی سمجھتا لیکن آپ کی وجہ سے یہی سمجھا ہوں کہ آپ کا مطلب روزگار سے ہے۔ اوور"....... ناٹران نے ہنستے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"اس لحاظ سے تو واقعی سمجھ دار ہو۔ تمہیں معلوم ہے آج کل بڑی کڑکی کا زمانہ ہے اور کوئی کیس بھی نہیں ہے اس لئے بڑی مشکل سے میں نے فورٹ ڈیم کے سلسلے میں تمہارے چیف کو تیار کیا کہ وہ تمہیں کال کرے۔ تم نے بجائے مثبت رپورٹ دینے کے منفی رپورٹ دے دی۔ نتیجہ یہ کہ میرا سارا منصوبہ دھرے کا دھرا رہ گیا۔ اوور"....... عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

"لیکن عمران صاحب۔ جب یہاں ایسی کوئی بات ہی سامنے نہیں آئی تو آپ بتائیں میں کیسے مثبت رپورٹ دے سکتا تھا۔ اوور"....... ناٹران نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"مجھے چیف نے بتایا ہے کہ تم نے ایجنسیوں کے بارے میں رپورٹ دی ہے۔ کس کس ایجنسی کو چیک کیا ہے تم نے۔ اوور"....... عمران نے کہا۔

"سیکرٹ سروس، پاور ایجنسی، سنٹرل انٹیلی جنس، ملٹری انٹیلی

جنس ۔ سب کو چیک کر لیا ہے ۔ اوور"...... ناٹران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" صدر اور پرائم منسٹر کو بھی چیک کیا ہے یا نہیں ۔ تمہیں معلوم تو ہے کہ اب یہ صاحبان ازخود ہی مشن تیار کر کے اس پر بالا بالا عمل کرانے لگے ہیں اور وہ ان ایجنسیوں کو ہوا بھی نہیں لگنے دیتے ۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

" اس بات کا تو مجھے واقعی خیال نہیں آیا البتہ میں معلوم کر لیتا ہوں ۔ اوور"...... ناٹرن نے جواب دیا۔

" کتنی دیر لگے گی ۔ اوور"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ایک دو گھنٹے تو لگ ہی جائیں گے ۔ میں چیف کو رپورٹ دے دوں گا ۔ اوور"...... ناٹران نے کہا۔

" ارے پھر چیف ۔ تم مجھے بتانا تاکہ اگر منفی ہو تو اپنی مرضی کی مثبت بنا لوں ۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

" اوکے ۔ ایسے ہی سہی ۔ اوور"...... ناٹران نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

" میری ذاتی فریکونسی پر کال کر لینا ۔ اوور اینڈ آل"...... عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے اس پر اپنی ذاتی فریکونسی ایڈجسٹ کی اور پھر ٹرانسمیٹر اٹھا کر ایک طرف رکھ دیا۔

" تو آپ چاہتے ہیں کہ آپ کسی نہ کسی طرح کافرستان جائیں"۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اب کیا کروں ۔ تم بتاؤ ۔ آخر چیک کی وصولی کی کوئی صورت تو ہونی ہی چاہئے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔ لیکن اسی لمحے ٹرانسمیٹر سے کال آنا شروع ہو گئی۔

" ارے اتنی جلدی"...... عمران نے چونک کر کہا۔ بلیک زیرو کے چہرے پر بھی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے ۔ عمران نے ٹرانسمیٹر اٹھا کر اپنے سامنے رکھا اور اسے آن کر دیا۔

" ہیلو ہیلو ۔ ٹائیگر کالنگ ۔ اوور"...... ٹرانسمیٹر آن ہوتے ہی ٹائیگر کی آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔

" یس ۔ علی عمران بول رہا ہوں ۔ اوور"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے ٹائیگر نے جو رپورٹ دی اسے سن کر عمران کے ساتھ ساتھ بلیک زیرو بھی چونک پڑا۔

" اوکے ۔ وہیں رکو میں پہنچ رہا ہوں ۔ اس کارسٹو سے ملاقات اب ضروری ہو گئی ہے ۔ اوور"...... عمران نے کہا اور ٹائیگر کے یس باس کہنے پر اس نے اوور اینڈ آل کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

" یہ چیف انجنیئر کارسٹو کے ذریعے فرم تک اطلاع کیوں پہنچانا چاہتا تھا ۔ اس کا خود بھی تو براہ راست رابطہ ہو گا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"یہی بات تو معلوم کرنی ہے ورنہ تو جو کچھ ٹائیگر نے بتایا ہے وہ کوئی خاص بات نہیں ہے"...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

" وہ ناٹران نے بھی تو کال کرنی ہے ۔ اس کا کیا ہو گا"۔ بلیک

زیرو نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

" تم اسے آف کر دو۔ میں اپنے جیبی ٹرانسمیٹر پر کال سن لوں گا"۔ عمران نے کہا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلایا اور عمران تیزی سے مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی کافرستان کے صدر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔ وہ اس وقت اپنی رہائش گاہ پر موجود تھے۔

" یس "....... صدر صاحب نے باوقار لہجے میں کہا۔

" جناب پرائم منسٹر صاحب کی کال ہے جناب"....... دوسری طرف سے اس کے ملٹری سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

" اوکے "....... صدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے فون پیس کے نیچے موجود ایک بٹن پریس کر کے لائن ڈائریکٹ بھی کر لی اور اسے محفوظ بھی کر لیا۔

" ہیلو "....... صدر نے بٹن پریس کر کے کہا۔

" پرائم منسٹر بول رہا ہوں سر"....... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

" یس۔ فرمائیے۔ کیسے کال کی ہے اس وقت"....... صدر نے

باوقار سے لہجے میں کہا۔

" پاکیشیا سے ایک رپورٹ ملی ہے۔ ایف ڈی کے بارے میں "۔ دوسری طرف سے کہا گیا تو صدر صاحب بے اختیار چونک پڑے۔

" کیسی رپورٹ "...... صدر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

" رپورٹ کے مطابق پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والا علی عمران دو آدمیوں کے ساتھ ایف ڈی پہنچا اور وہاں پورے ڈیم کا دورہ کرتا رہا ہے "...... وزیر اعظم نے کہا۔

" کس نے یہ رپورٹ دی ہے "...... صدر کے لہجے میں حیرت تھی۔

" ایف ڈی میں ہمارے آدمی موجود ہیں سر "...... وزیر اعظم نے جواب دیا۔

" اور کیا ہوا وہاں۔ کچھ تفصیل کا پتہ چلا ہے یا صرف دورے کی ہی رپورٹ ہے "...... صدر نے کہا۔

" چیف انجینئر کے آفس میں یہ لوگ رہے اور چیف انجینئر نے انہیں ڈیم کے بارے میں تفصیلی بریفنگ دی۔ پھر عمران نے نقشوں کی چیکنگ کی۔ تکنیکی معلومات حاصل کیں اس کے بعد پورے علاقے کا دورہ کیا اور پھر واپس چلے گئے "...... پرائم منسٹر نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ مارتے رہیں ٹکریں۔ یہی تو ہماری کامیابی ہے "۔ صدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" یس سر۔ واقعی اس بار آپ نے ایسا کام کیا ہے کہ وہ ساری عمر بھی ٹکریں مارتے رہیں تب بھی وہ یہ معلوم نہیں کر سکتے کہ وہاں دراصل کیا ہو رہا ہے اور کیا ہونے والا ہے "...... پرائم منسٹر نے جواب دیا۔

" پاکیشیا سیکرٹ سروس کا یہاں کافرستان میں بھی سیٹ اپ موجود ہے اور یقیناً کافرستانی ایجنٹ کی وجہ سے وہ یہاں سے بھی معلومات حاصل کرنے کی کوشش کریں گے اور ہو سکتا ہے کہ وہ آپ کی اور میری بھی چیکنگ کرنے کی کوشش کریں اس لئے آپ کو ہر لحاظ سے محتاط رہنا ہو گا۔ اگر انہیں معمولی سا بھی کلیو مل گیا تو پھر وہ اصل بات کی تہہ تک پہنچ جائیں گے اور ہمارا منصوبہ یکسر ناکام ہو کر رہ جائے گا "...... صدر نے کہا۔

" میں سمجھتا ہوں سر۔ آپ قطعاً بے فکر رہیں۔ اس معاملے میں تو میں اپنے سائے تک سے بھی ہوشیار رہتا ہوں۔ ویسے آپ نے پہلی میٹنگ میں بتایا تھا کہ درمیانی رابطوں کو آف کر دیا جائے گا۔ کیا ایسا ہو چکا ہے "...... پرائم منسٹر نے کہا۔

" ہاں۔ آپ بے فکر رہیں۔ اب سوائے میرے اور آپ کے اور کسی کو بھی معلوم نہیں ہے اور نہ ہو سکتا ہے "...... صدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" ایک بات میرے ذہن میں کھٹکتی رہتی ہے سر "...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد پرائم منسٹر نے کہا۔

"کون سی"....... صدر نے چونک کر پوچھا۔

"کارٹن۔ جس نے یہ سارا کھیل سیٹ اپ کیا ہے۔ اگر یہ لوگ اس تک پہنچ گئے تو پھر"....... پرائم منسٹر نے کہا تو صدر صاحب بے اختیار دھیرے سے ہنس پڑے۔

"کارٹن ہارٹ اٹیک کی وجہ سے وفات پا چکا ہے۔ اسے وفات پائے ہوئے چھ ماہ گزر چکے ہیں۔ آپ کا کیا خیال تھا کہ میں یہ اہم کڑی باقی رہنے دوں گا"....... صدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ پھر ٹھیک ہے۔ آپ واقعی ہر پہلو پر نظر رکھتے ہیں"۔ پرائم منسٹر نے کہا۔

"جہاں معاملہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ہو وہاں ایسا کرنا ہی پڑتا ہے۔ میری بڑی شدید خواہش تھی کہ کسی طرح پاکیشیا سیکرٹ سروس کو شکست دی جائے لیکن کافرستان کی کوئی ایجنسی بھی میری اس خواہش کی تکمیل نہ کر سکی لیکن اب اس مشن کی تکمیل پر میری خواہش یقیناً پوری ہو جائے گی اور مجھے یہ سوچ سوچ کر ہی مسرت کا احساس ہوتا ہے کہ میں نے نہ صرف پاکیشیا کو خوفناک نقصان پہنچانے کا بندوبست کر دیا ہے بلکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو بھی یقینی شکست سے دوچار کر دیا ہے"....... صدر نے کہا۔

"یس سر۔ یہ واقعی آپ کی بے پناہ ذہانت اور دور اندیشی کی وجہ سے ہوا ہے"....... پرائم منسٹر نے کہا۔

"بہرحال آپ محتاط رہیں۔ بس میری آپ سے یہی درخواست

ہے"....... صدر نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں سر۔ میں اپنی ذمہ داری کو بخوبی سمجھتا ہوں"۔ پرائم منسٹر نے جواب دیا۔

"اوکے۔ تھینک یو"....... صدر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ ان کے چہرے پر عجیب سی مسرت اور اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے۔

"لاکھ ٹکریں مار لو عمران۔ لاکھ اپنا ذہن استعمال کر لو اس مشن میں تمہاری شکست مقدر بن چکی ہے اور جب مشن مکمل ہو گا اس کے بعد میں تم سے پوچھوں گا کہ شکست کسے کہتے ہیں"....... صدر نے کرسی کی اونچی نشست سے سر ٹکاتے ہوئے بڑبڑا کر کہا۔ ان کے چہرے پر عجیب سی فتح مندی کے تاثرات موجود تھے۔ پھر وہ اٹھے اور اپنے ریسٹ روم کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

عمران نے کار ہوٹل سٹار کی پارکنگ میں روکی اور پھر نیچے اتر کر اس نے پارکنگ بوائے سے کارڈ لیا اور ہوٹل کے مین گیٹ کی طرف بڑھنے لگا۔ اسی لمحے ہوٹل کے برآمدے سے ٹائیگر اتر کر اس کی طرف آتا دکھائی دیا۔

"کارسٹو کہیں نکل تو نہیں گیا"...... عمران نے کہا۔

"نہیں باس۔ وہ اپنے آفس میں ہی ہے لیکن اگر ہم ہوٹل کی اندرونی طرف سے گئے تو اسے پہلے سے اطلاع مل جائے گی جبکہ میرا خیال ہے کہ ہم اچانک اس کے سر پر پہنچ جائیں"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"کیوں۔ وجہ۔ اچانک کیوں۔ کیا وہ کوئی چیز چھپا لے گا"۔ عمران نے چونک کر پوچھا۔

"باس میرے بارے میں اور آپ کے بارے میں وہ اچھی طرح

جانتا ہے اور اب ہم دونوں کو اکٹھے دیکھ کر وہ سمجھ جائے گا کہ معاملہ سنگین ہے اس لئے ہو سکتا ہے کہ وہ کسی خفیہ راستے سے فی الحال غائب ہو جائے"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"تو کیا اب ہم اس خفیہ راستے سے جائیں گے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں باس۔ دوسری سائیڈ سے ایک راستہ ہے۔ میں اسے کھلوا لوں گا۔ آیئے"...... ٹائیگر نے کہا اور پھر عمارت کی سائیڈ کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں سائیڈ پر موجود سیڑھیاں چڑھ کر اوپر برآمدے میں پہنچ گئے جس کے اختتام پر ایک دروازہ تھا۔

"میں نے اس دروازے سے وائس رسیور کے ذریعے ان کے درمیان ہونے والی بات چیت سنی ہے باس"...... ٹائیگر نے کہا۔

"وائس رسیور کے ذریعے۔ تو کیا انہوں نے باقاعدہ حفاظتی نظام آن کیا ہوا تھا"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"یس باس۔ دروازے کے باہر بلب جل رہا تھا اور یہ اس بات کی نشانی ہے کہ اندر حفاظتی نظام آن ہے اور ایسے موقعوں کے لئے میں ہمیشہ جیب میں وائس رسیور رکھتا ہوں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اچھے شاگرد کی یہی نشانی ہوتی ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو ٹائیگر کا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔ وہ دونوں اب دروازے کے قریب پہنچ چکے تھے۔ ٹائیگر نے ہاتھ بڑھا کر دروازے پر مخصوص انداز میں تین بار دستک دی تو چند لمحوں بعد دروازہ خودبخود

میکانکی انداز میں کھلتا چلا گیا اور عمران اندر داخل ہو گیا۔ اس کے پیچھے ٹائیگر تھا۔ سامنے میز کے پیچھے ایک بھاری جسم کا دیو قامت آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے چہرے پر سختی اور سفاکی کے تاثرات نمایاں تھے۔ وہ عمران اور اس کے پیچھے آنے والے ٹائیگر کو دیکھ کر بے اختیار اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات تھے۔

" تم ٹائیگر۔ اور یہ تو سوپر فیاض کے دوست ہیں علی عمران۔ مگر تم اس راستے سے۔ یہ دروازے پر مخصوص دستک تم نے دی تھی"۔ کارسٹو نے قدرے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" ہاں۔ میں نے دی تھی کیونکہ میں نہیں چاہتا تھا کہ تمہارے آدمی میرے ہاتھوں ضائع ہو جائیں۔ میں پہلے بھی آیا تھا تو تمہارے کاؤنٹر بوائے جیکی نے مجھے روک دیا۔ میں نے صرف تمہارا لحاظ کیا اور واپس چلا گیا تھا"...... ٹائیگر نے سرد لہجے میں کہا جبکہ عمران خاموشی سے میز کی سائیڈ پر موجود صوفے کی کرسی پر اطمینان سے بیٹھ گیا تھا۔

" اوہ اچھا۔ میں ایک ضروری میٹنگ میں مصروف تھا اس لئے میں نے خود اسے منع کیا تھا"...... کارسٹو نے واپس کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ ٹائیگر میز کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھ گیا تھا۔

" فورٹ ڈیم کے چیف انجنیئر کے ساتھ خفیہ میٹنگ میں کیا طے ہو رہا تھا"...... عمران نے یکلخت سرد لہجے میں کہا تو کارسٹو بے اختیار اچھل پڑا۔

" کیا۔ کیا مطلب۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو"...... کارسٹو نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" دیکھو کارسٹو۔ تم ایک بہت ہی چھوٹی مچھلی ہو۔ اتنی چھوٹی کہ شاید خوردبین سے بھی نظر نہ آسکو جبکہ فورٹ ڈیم قومی سطح کا پراجیکٹ ہے اور اس پر اربوں کھربوں کا قومی سرمایہ بھی خرچ ہو رہا ہے اور یہ ہمارے ملک کی خوشحالی اور معیشت کی مضبوطی میں انتہائی نمایاں کردار ادا کرے گا۔ حکومت کو اطلاع ملی ہے کہ اس پراجیکٹ کے خلاف سازش کی جا رہی ہے۔ اس سلسلے میں سیکرٹ سروس کی ایک مطالعاتی ٹیم وہاں گئی تھی جبکہ چیف انجنیئر اکرام نے یہاں آکر تمہیں کہا کہ فرم تک اس ٹیم کی فورٹ ڈیم کے دورے کی اطلاع پہنچنی چاہیئے حالانکہ وہ خود فرم کا ملازم ہے اور چیف انجنیئر ہے۔ وہ خود وہاں اطلاع دے سکتا تھا اس کا تمہیں آکر کہنا کہ یہ اطلاع تم دو یہ بات بڑی معنی خیز ہے۔ چونکہ تم ٹائیگر کے دوست ہو اس لئے میں نہیں چاہتا کہ تمہیں انٹیلی جنس کے ہیڈ کوارٹر لے جایا جائے اور وہاں تم پر تھرڈ ڈگری کا استعمال کر کے تم سے اصل بات اگلوائی جائے اس لئے تم خود ہی سب کچھ بتا دو تو تمہارے حق میں یہ بہت بہتر رہے گا"...... عمران نے سرد لہجے میں مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

" یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ مجھ سے تو چیف انجنیئر نے ایسی کوئی بات نہیں کی۔ وہ چھپ کر پینے پلانے کا بے حد شوقین ہے اس لئے

وہ ایک ماہ کا کوٹہ مجھ سے خود آکر لے جاتا ہے اور جب بھی آتا ہے وہ
دو تین گھنٹے یہاں بیٹھ کر پیتا ہے۔ چونکہ وہ میرے لئے بڑی پارٹی ہے
اس لئے میں اس کا خیال رکھتا ہوں"...... کارسٹو نے جواب دیا۔

" تم دونوں کے درمیان ہونے والی گفتگو کی ٹیپ ہمارے پاس
موجود ہے"...... عمران کا لہجہ پہلے سے بھی زیادہ سرد ہو گیا تھا۔

" اوہ نہیں۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ یہاں مکمل حفاظتی نظام آن
تھا"...... کارسٹو نے تیز لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

" یہ مکمل حفاظتی نظام صرف پینے پلانے کے لئے آن کیا گیا
تھا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ہاں۔ یہ بھی چیف انجینئر کی خواہش ہوتی ہے۔ وہ پی کر بہت
فضول بولتا ہے اس لئے"...... کارسٹو نے جواب دیا اور عمران اس
کے جواب پر بے اختیار مسکرا دیا۔

" تو تم نہیں بتاؤ گے"...... عمران نے کہا۔

" کیا بتاؤں۔ تم خواہ مخواہ مجھ پر کسی سازش کا الزام لگا رہے ہو۔
تم سپرنٹنڈنٹ فیاض کے دوست ہو اس لئے میں تمہارا لحاظ کر رہا
ہوں ورنہ ٹائیگر جانتا ہے کہ میں ایسی باتیں برداشت کرنے کا عادی
نہیں ہوں"...... کارسٹو نے اس بار خاصے تلخ لہجے میں کہا۔

" اوکے۔ پھر تم سے بات ہو گی"...... عمران نے کہا اور اٹھ کھڑا
ہوا۔ اس کے اٹھتے ہی ٹائیگر بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور ان دونوں کے
اٹھتے ہی کارسٹو بھی کھڑا ہو گیا لیکن ابھی وہ پوری طرح اٹھ کر کھڑا

بھی نہ ہوا تھا کہ عمران کا بایاں ہاتھ بجلی سے بھی زیادہ تیز رفتاری
سے گھوما اور دیوہیکل کارسٹو عمران کا زوردار تھپڑ کھا کر چیختا ہوا اچھل
کر سائیڈ پر جا گرا۔ تھپڑ کی زوردار آواز سے کمرہ گونج اٹھا تھا۔ کارسٹو
نیچے گر کر تیزی سے اٹھنے ہی لگا تھا کہ عمران نے اس کی گردن پر پیر
رکھ کر اسے تیزی سے موڑ دیا اور اٹھنے کی کوشش کرتا ہوا کارسٹو
ایک دھماکے سے واپس گرا۔ عمران کا پیر پکڑ کر ہٹانے کے لئے اس
کے اٹھنے والے دونوں بازو بھی نیچے گر گئے تھے۔ اس کا چہرہ انتہائی
تیزی سے مسخ ہوتا چلا جا رہا تھا۔ عمران نے پیر کو تھوڑا سا واپس موڑا
تو اس کا مسخ شدہ چہرہ بھی اسی رفتار سے نارمل ہونا شروع ہو گیا۔

" بولو۔ کیا باتیں ہوئی ہیں۔ بولو۔ ورنہ"...... عمران نے پیر کو
دوبارہ اس کے سر کی طرف موڑتے ہوئے کہا۔

" بب۔ بب۔ بتاتا ہوں۔ فار گاڈ سیک۔ پیر ہٹا لو۔ یہ کیسا
عذاب ہے۔ بب۔ بب۔ بتاتا ہوں"...... کارسٹو کے منہ سے بھنچے
بھنچے سے انداز میں ٹوٹ ٹوٹ کر الفاظ نکل رہے تھے۔ اس کا بولنے کا
انداز بتا رہا تھا کہ وہ اس وقت انتہائی خوفناک اذیت سے دوچار
ہے۔ اس کی آنکھیں تکلیف کی شدت سے پھیل سی گئی تھیں اور چہرہ
اب بھی کافی حد تک مسخ تھا۔

" بولو ورنہ۔ سب کچھ بتا دو"...... عمران نے اور زیادہ سرد لہجے
میں کہا لیکن اس نے پیر کو تھوڑا سا واپس کر لیا تھا۔

" وہ۔ وہ۔ اکرام چاہتا تھا کہ میں کافرستان کے رمیش سنگھ کو

اطلاع دے دوں لیکن رمیش سنگھ دو دن پہلے ہلاک ہو گیا تھا اس لئے میں نے اسے کہا کہ اب میرا کافرستان سے کوئی رابطہ نہیں ہے"۔ کارسٹو نے رک رک کر کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے پیر کافی حد تک واپس موڑ لیا تھا لیکن پیر کارسٹو کی گردن سے علیحدہ نہیں کیا تھا۔

"ٹائیگر۔ اس کی تلاشی لو"....... عمران نے ٹائیگر سے کہا تو ٹائیگر تیزی سے آگے بڑھا اور پھر اس نے جھک کر کارسٹو کی تلاشی لینی شروع کر دی اور پھر اس کی جیب سے اس نے ایک ریوالور نکال لیا۔ اس ریوالور کے علاوہ اور کچھ نہ تھا۔ ٹائیگر کے پیچھے ہٹنے پر عمران نے پیر ہٹا لیا۔

"اب اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ کارسٹو"....... عمران نے کہا اور ٹائیگر کے ہاتھ سے کارسٹو کا ریوالور لے کر اسے ہاتھ میں پکڑ لیا۔ کارسٹو چند لمحے تک تو پڑا رہا پھر وہ ایک جھٹکے سے اٹھا اور اس کے ساتھ ہی اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنی گردن مسلنا شروع کر دی۔

"ادھر صوفے پر بیٹھ جاؤ"....... عمران نے کہا تو کارسٹو گردن مسلتا ہوا اس صوفے کی طرف بڑھ گیا۔ عمران کے ہاتھ میں موجود ریوالور کا رخ کارسٹو کی جانب ہی تھا۔

"بیٹھ جاؤ"....... عمران نے سرد لہجے میں کہا تو کارسٹو صوفے پر بیٹھ گیا۔

"تم صوفے کے عقب میں آجاؤ ٹائیگر۔ اب کارسٹو کی زندگی اس

کے اپنے ہاتھوں میں ہے"....... عمران نے سرد لہجے میں کہا تو ٹائیگر تیزی سے صوفے کے عقب میں آکر کھڑا ہو گیا۔

"میں جو کچھ جانتا تھا وہ میں نے بتا دیا ہے"....... کارسٹو نے گردن سے ہاتھ ہٹاتے ہوئے کہا۔ ایک بار پھر اس کا لہجہ سنبھلا ہوا تھا اور عمران سمجھ گیا تھا کہ کارسٹو خاصے مضبوط اعصاب کا مالک ہے۔

"یہ رمیش سنگھ کون تھا اور تمہارا اس سے کیا رابطہ تھا"۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"وہ سمگلر تھا۔ غیر ملکی شراب کا سمگلر۔ وہ مجھے شراب مہیا کرتا تھا"....... کارسٹو نے ہونٹ بھینچتے ہوئے جواب دیا۔ اس کی نظریں عمران کے اس ہاتھ پر جمی ہوئی تھیں جس میں اس کا اپنا ریوالور موجود تھا۔

"چیف انجینئر کا اس سے کیا تعلق تھا"....... عمران نے کہا لیکن دوسرے لمحے جس طرح بجلی چمکتی ہے کارسٹو نے یکلخت اچھل کر عمران پر حملہ کر دیا لیکن عمران پہلے سے اس کی طرف سے ہوشیار تھا اس لئے اس کی لات اس سے بھی زیادہ تیزی سے حرکت میں آئی اور کارسٹو بے اختیار چیختا ہوا ایک دھماکے سے فرش پر جا گرا۔ نیچے گرتے ہی اس نے ایک بار پھر تیزی سے اچھل کر کھڑا ہونے کی کوشش کی تو عمران کی لات ایک بار پھر حرکت میں آئی اور کنپٹی پر پڑنے والی ضرب نے کارسٹو کو ایک بار پھر بھیانک انداز میں چیخنے اور فرش چاٹنے پر مجبور کر دیا اور پھر جیسے مشین چل پڑتی ہے اس

طرح عمران کی دونوں لاتیں یکے بعد دیگرے حرکت میں آ گئیں اور چند لمحوں بعد ہی کارسٹو کی ناک اور منہ سے خون کی لکیریں بہنے لگیں اور وہ بے ہوش ہو گیا۔

"اس کا کوٹ اس کی پشت پر نیچے کر کے اسے دوبارہ صوفے پر بٹھاؤ اور پھر ہوش میں لے آؤ۔ میں اسے تب تک زندہ رکھنا چاہتا ہوں جب تک یہ سب کچھ نہ بتا دے"...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے فوراً اس کے حکم کی تعمیل کر دی۔ چند لمحوں بعد کارسٹو ایک بار پھر چیختا ہوا ہوش میں آ گیا۔ اس نے ہوش میں آتے ہی اٹھنے کی کوشش کی لیکن کوٹ پشت کی طرف سے کافی نیچے ہونے کی وجہ سے وہ اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکا اور دوبارہ صوفے پر گر گیا۔ اس نے کاندھے جھٹک کر کوٹ اونچا کرنے کی کوشش کی لیکن دو تین کوششوں کے بعد ہی وہ ڈھیلا پڑ گیا۔

"تم اب تک اس لئے زندہ ہو کارسٹو کہ تم چھوٹی مچھلی ہو۔ بولو۔ چیف انجنیئر کا کیا تعلق تھا رمیش سنگھ سے اور وہ کیوں سیکرٹ سروس کے بارے میں اطلاع اس تک پہنچانا چاہتا تھا۔ بولو"۔ عمران نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"مجھے اتنا معلوم ہے کہ رمیش سنگھ کے اس فرم جو یہ ڈیم بنا رہی ہے، کے اعلیٰ حکام سے گہرے تعلقات تھے اور اکرام کو چیف انجنیئر بنوانے میں اس نے کام کیا تھا اور مجھ سے بھی اس نے اکرام کا تعارف کرایا تھا اور اس نے میرے سامنے اکرام سے کہا تھا کہ اگر

انٹیلی جنس یا اعلیٰ حکام ڈیم کے بارے میں کوئی معمول سے ہٹ کر بات کریں تو وہ میری وساطت سے فوراً اس تک پیغام پہنچا دے"...... کارسٹو نے کہا اور عمران نے محسوس کر لیا کہ وہ سچ بول رہا ہے۔

"لیکن کسی سمگلر کے تو ایسی فرموں سے ایسے تعلقات نہیں ہوا کرتے کہ وہ اتنے بڑے عہدیداروں کو تعینات کرا سکے"...... عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"صرف اتنا معلوم ہے جتنا میں نے بتایا ہے اور تم یقین کرو اس سے زیادہ کا مجھے علم نہیں ہے"...... کارسٹو نے کہا۔

"کب ہلاک ہوا ہے رمیش اور اس کا کیا اتہ پتہ ہے"...... عمران نے کہا۔

"دو تین روز پہلے مجھے ایک مقامی سمگلر نے بتایا تھا کہ وہ کافرستان میں اس کا مہمان تھا اور وہ ایک کار پر سوار ہو کر جا رہے تھے کہ اچانک ان کی کار پر فائرنگ ہوئی اور رمیش ہلاک ہو گیا جبکہ وہ خود بال بال بچ گیا۔ ویسے اس فائرنگ کا نشانہ خاص طور پر رمیش ہی تھا کیونکہ کار میں سوار باقی افراد کو خراش تک نہیں آئی تھی اور نہ ہی حملہ آوروں کا پتہ چل سکا۔ ویسے کافرستان میں اس کا اپنا کلب ہے۔ رمیش کلب اور وہ اس کلب میں اٹھتا بیٹھتا تھا۔ کافرستان میں اس کے انتہائی اعلیٰ حکام سے گہرے تعلقات تھے"...... کارسٹو نے از خود ہی سب کچھ بتاتے ہوئے کہا۔

" اس رمیش سنگھ کے علاوہ اور کس کس سے چیف انجینئر کے تعلقات ہیں"...... عمران نے پوچھا۔

" مجھے نہیں معلوم۔ میرے علم میں صرف رمیش سنگھ سے ہی تعلق تھا"...... کارسٹو نے جواب دیتے ہوئے کہا اور عمران نے اثبات میں سرہلا دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹریگر دبا دیا۔ دھماکے کے ساتھ ہی کارسٹو کے حلق سے چیخ نکلی اور وہ پہلے پہلو کے بل صوفے پر گرا اور پھر الٹ کر قالین پر آگرا اور چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔ گولی اس کے دل میں اتر گئی تھی۔ عمران نے ریوالور وہیں پھینک دیا۔

" آؤ چلیں"...... عمران نے ٹائیگر سے کہا اور خود وہ اسی دروازے کی طرف بڑھ گیا جہاں سے وہ اندر آئے تھے۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں پارکنگ میں پہنچ چکے تھے۔

" تم کارسٹو کے کافرستان سے متعلق افراد سے رابطوں کے بارے میں مزید چھان بین کر کے مجھے رپورٹ دو گے"...... عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

" یس باس"...... ٹائیگر نے جواب دیا تو عمران اپنی کار میں بیٹھا اور چند لمحوں بعد اس کی کار تیزی سے دوڑتی ہوئی دوبارہ دانش منزل کی طرف بڑھتی چلی جا رہی تھی۔

" کیا ہوا عمران صاحب۔ آپ خاصے سنجیدہ ہیں۔ کیا کوئی خاص بات ہو گئی ہے"...... سلام دعا کے بعد بلیک زیرو نے کہا۔

" ہاں۔ کچھ نہ کچھ بات آگے بڑھی ہے اور میں چاہتا ہوں کہ اسے مزید آگے بڑھاؤں"...... عمران نے اپنی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

" کیا بات سامنے آئی ہے"...... بلیک زیرو نے اشتیاق آمیز لہجے میں کہا تو عمران نے اسے کارسٹو سے ہونے والی تمام گفتگو سے آگاہ کر دیا۔

" اوہ۔ اس کا تو مطلب ہے کہ فورٹ ڈیم کے بارے میں واقعی کوئی سازش ہو رہی ہے"...... بلیک زیرو نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

" ہاں۔ اب یہ بات کنفرم ہو گئی ہے کہ کوئی نہ کوئی پراسرار سلسلہ بہرحال چل رہا ہے۔ تم یہ بتاؤ کہ ناٹران کی کال تو نہیں آئی"...... عمران نے کہا۔

" نہیں"...... بلیک زیرو نے جواب دیا تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

" ناٹران بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ناٹران کی آواز سنائی دی۔

" ایکسٹو"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

" یس سر۔ حکم سر"...... ناٹران کا لہجہ یکلخت انتہائی مؤدبانہ ہو گیا تھا۔

" مجھے عمران نے رپورٹ دی ہے کہ اس نے تمہارے ذمے فورٹ ڈیم کے سلسلے میں کام لگایا تھا۔ کیا رپورٹ ہے اس سلسلے

میں"....... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

" انہوں نے کہا تھا کہ میں صدر اور پرائم منسٹر آفسز سے اس سلسلے میں انکوائری کروں لیکن وہاں سے بھی کچھ نہیں معلوم ہو سکا۔ میں ابھی عمران صاحب کو ٹرانسمیٹر کال کر کے رپورٹ دینے ہی والا تھا"....... ناٹران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اس سلسلے میں ایک اور نام سامنے آیا ہے۔ شراب کا ایک کافرستانی سمگلر ہے جس کا نام رمیش سنگھ بتایا گیا ہے۔ رمیش سنگھ کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ دو تین روز پہلے اسے اس وقت فائرنگ کر کے ہلاک کر دیا گیا ہے جب وہ کار میں سوار ہو کر کہیں جا رہا تھا۔ رمیش سنگھ کلب کا مالک تھا اور اس کا اڈا بھی وہیں تھا۔ بتایا گیا ہے کہ اس کے اس غیر ملکی فرم سے انتہائی قریبی تعلقات تھے جو فورٹ ڈیم تعمیر کر رہی ہے اور فورٹ ڈیم کے چیف انجینئر اکرام کو بھی اس کی سفارش پر ہی تعینات کیا گیا ہے"....... عمران نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

" یس باس۔ اس کے بارے میں کن پوائنٹ پر انکوائری کرنی ہے"....... دوسری طرف سے ناٹران نے مؤدبانہ لہجے میں پوچھا۔

" پہلے تفصیل سن لو تاکہ تمہیں کام کرنے میں آسانی رہے اور تم جلد از جلد کام کر سکو"....... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

" یس سر"....... ناٹرن نے جواب دیا۔

" سیکرٹ سروس نے فورٹ ڈیم کا مطالعاتی دورہ کیا تو چیف

انجینئر اکرام نے یہاں پاکیشیا کے ایک کلب کے مالک کے ذریعے رمیش سنگھ کو اس دورے کی اطلاع دینے کی کوشش کی لیکن رمیش سنگھ ہلاک ہو چکا تھا اور کلب کے مالک کا اس کے علاوہ اور کسی سے رابطہ نہ تھا اس لئے اب تم نے اس رمیش سنگھ کے ایسے رابطے تلاش کرنے ہیں جن کا تعلق سمگلنگ سے ہٹ کر ڈیم جیسے پراجیکٹس کے سلسلے میں ہو"....... عمران نے کہا۔

" یس سر۔ میں سمجھ گیا ہوں سر"....... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے بغیر کچھ کہے رسیور رکھ دیا۔

" اس چیف انجینئر سے بھی تو پوچھ گچھ کی جا سکتی ہے"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

" میں نے اسے چیک کر لیا ہے۔ جو سازش بھی ہو رہی ہے بہرحال چیف انجینئر اس سے آگاہ نہیں ہے"....... عمران نے کہا۔

" تو پھر اس انداز میں خصوصی طور پر اس کی تعیناتی اور پھر اس کی رمیش سنگھ کو اطلاع دینے کی کوشش اس کا کیا مطلب ہوا"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

" اصل مہرہ رمیش سنگھ ہی تھا اور سازش جو بھی ہو رہی ہے بہرحال کافرستان میں انتہائی پراسرار انداز میں کی جا رہی ہے"۔ عمران نے کہا۔

" ہاں۔ اسے پراسرار سازش کہا جا سکتا ہے کہ جس کا کوئی سر پیر ہی نہ سمجھ میں نہیں آ رہا"....... ڈیم بننے سے پہلے اس کے خلاف آخر

کیا سازش ہو سکتی ہے"...... بلیک زیرو نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یہی تو اصل نکتہ ہے جس نے ہمیں الجھا رکھا ہے۔ آج تک ہم سازش کے بارے میں معلوم کر لیتے تھے اور ہمیں یہ بھی معلوم ہو جاتا تھا کہ مجرم کون ہیں لیکن یہ شاید میری زندگی کا پہلا کیس ہے کہ بس اتنا معلوم ہے کہ سازش ہو رہی ہے۔ کیا سازش ہے اور کون کر رہا ہے اس بارے میں کچھ معلوم نہیں ہے"...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

عمران خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی پیشانی پر ابھر آنے والی شکنیں بتا رہی تھیں کہ وہ کچھ سوچنے میں مصروف ہے۔ پھر اچانک وہ بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے جلدی سے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"پی اے ٹو سیکرٹری خارجہ"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے سر سلطان کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ یس سر"...... دوسری طرف سے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"ہیلو جناب میں سلطان بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد سر سلطان کی انتہائی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔ ظاہر ہے پی اے نے انہیں بتا دیا تھا کہ چیف بات کر رہا ہے۔

"سر سلطان۔ فورٹ ڈیم کا اصل منظور شدہ نقشہ کس کی تحویل میں ہے"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"وزارت تعمیرات کے ریکارڈ روم میں ہو گا سر"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا گیا۔

"آپ وہ نقشہ منگوا کر اپنے پاس رکھ لیں اور وہاں سے اس بارے میں بھی تفصیلی رپورٹ منگوا لیں کہ اس نقشے کی منظوری پاکیشیا کے کن ماہرین نے دی ہے اور ان کی کوالیفکیشن کیا ہے۔ میرا خصوصی نمائندہ آپ کے پاس آکر یہ نقشہ بھی آپ سے لے لے گا اور تفصیل بھی"...... عمران نے کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے اسی طرح مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

"آپ یہ بات سر سلطان سے اپنی اصل آواز میں بھی کہہ سکتے تھے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"میں چاہتا تھا کہ یہ کام جلد از جلد ہو جائے اس لئے رعب دار انداز میں کام لینا ضروری تھا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

"عمران صاحب اس فرم کے بارے میں بھی تو تفصیلات معلوم کرنی چاہئیں جو یہ ڈیم تعمیر کر رہی ہے کیونکہ رمیش سنگھ جیسے سمگلر کے اس کے اعلیٰ حکام سے رابطے بتا رہے ہیں کہ معاملات وہاں بھی گڑبڑ ہیں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"بہت معروف فرم ہے۔ ایسا ہونا تو نہیں چاہئے بہرحال تم فارن ایجنٹ کو کہہ دو کہ وہ وہاں سے اس بارے میں مکمل تفصیلات حاصل کر کے رپورٹ دے۔ میں سر سلطان کے پاس جا رہا ہوں"۔ عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"اتنی جلدی تو سر سلطان نقشہ حاصل نہیں کر سکتے"....... بلیک زیرو نے چونک کر کہا۔

"تمہیں معلوم ہی نہیں ہے کہ تمہارے عہدے کا کتنا رعب ہے۔ تم دیکھنا میرے وہاں پہنچنے سے پہلے ہی نقشہ پہنچ چکا ہو گا"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو جو احتراماً اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا بے اختیار مسکرا دیا۔ تھوڑی دیر بعد عمران کی کار دانش منزل سے نکل کر سر سلطان کے آفس کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ اس کے ذہن میں ایک خیال آیا تھا اور وہ اس نقشے کی مدد سے اپنے اس خیال کو چیک کرنا چاہتا تھا۔

"السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاۃ"....... تھوڑی دیر بعد عمران نے سر سلطان کے آفس میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"وعلیکم السلام۔ آؤ بیٹھو"....... سر سلطان نے انتہائی خشک لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے۔ کیا ہوا۔ کیا آنٹی سے جھگڑا ہو گیا ہے اس عمر میں۔ حیرت ہے"....... عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"بکواس مت کرو۔ یہ بتاؤ کہ تمہیں چیف کے ذریعے نقشہ

منگوانے کی کیا ضرورت تھی۔ کیا میں ویسے تمہیں انکار کر دیتا"۔ سر سلطان نے غصیلے لہجے میں کہا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ سر سلطان کا لہجہ اس قدر خشک کیوں ہو گیا ہے۔

"آپ کا مؤدبانہ لہجہ۔ یس سر۔ یس سر کی گردان۔ آنٹی کو سنانی ضروری ہو گئی ہے"....... عمران نے جواب دیا تو سر سلطان بے اختیار چونک پڑے۔

"کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں تمہاری بات"....... سر سلطان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آنٹی کو بڑا زعم ہے کہ آپ پاکیشیا کے بہت بڑے افسر ہیں۔ اتنے بڑے کہ صدر صاحب بھی آپ سے درخواست کے انداز میں بات کرتے ہیں اس لئے میرا خیال ہے کہ چیف سے ہونے والی آپ کی بات چیت کی ٹیپ انہیں سنوائی جائے تاکہ انہیں معلوم ہو سکے کہ اونٹ تب تک اپنے آپ کو سب سے اونچا سمجھتا ہے جب تک وہ پہاڑ کے نیچے نہیں آتا"....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بکواس مت کرو۔ تمہاری آنٹی کبھی ایسی بات کر ہی نہیں سکتی۔ مجھے معلوم ہے اس کی فطرت۔ وہ تو مجھ سے لڑنا شروع کر دیتی ہے اگر میں ملازموں کو ڈانٹوں اور تم کہہ رہے ہو کہ وہ ایسا کہتی ہے۔ نانسنس"....... سر سلطان نے کہا۔

"کیا یہ لفظ آپ ان کے منہ پر کہہ سکتے ہیں"....... عمران نے شرارت بھرے لہجے میں کہا۔

"کون سا لفظ"...... سر سلطان نے چونک کر پوچھا۔

"یہی نانسنس"...... عمران نے کہا تو سر سلطان بے اختیار ہنس پڑے۔

"یہ میں نے اسے نہیں کہا۔ تمہیں کہا ہے"...... سر سلطان نے ہنستے ہوئے کہا۔

"بس اتنی جلدی آپ نے ہتھیار ڈال دیئے۔ بہرحال میں نے اس لئے چیف سے درخواست کی تھی کہ آپ کو احکامات دے دے کہ آپ جلد از جلد یہ نقشہ منگوالیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو تمہارا کیا خیال تھا کہ تمہارے کہنے پر میں نقشہ نہ منگواتا"۔ سر سلطان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ابھی تک آپ نے چائے تو منگوائی نہیں نقشہ کیسے منگواتے"۔ عمران نے کہا۔

"سوری۔ ڈیوٹی ٹائم میں چائے نہیں پی جا سکتی"...... سر سلطان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ڈیوٹی ٹائم تو آپ کا ہو گا۔ میں تو اس ڈیوٹی سے فارغ ہوں ورنہ ڈیڈی مجھے نکما کیوں کہتے"...... عمران نے جواب دیا اور سر سلطان بے اختیار ہنس پڑے۔

"اسے کیا معلوم کہ تم کیا ڈیوٹی دے رہے ہو"...... سر سلطان نے بے اختیار ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"جس دن معلوم ہو گیا اس دن کان سے پکڑ کر کوٹھی پر لے جایا جاؤں گا اور پھر ٹائیں ٹائیں فش"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹائیں ٹائیں فش۔ کیا مطلب"...... سر سلطان نے اور زیادہ حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے شادی اور اس کے بعد ٹیاؤں ٹیاؤں اور ٹائیں ٹائیں اور فش مچھلی کو کہتے ہیں اور ٹائیں ٹائیں شروع ہو جائے تو پھر مچھلی منڈی کے ہی بھاؤ یاد رہ جاتے ہیں"...... عمران نے کہا تو سر سلطان کافی دیر تک ہنستے رہے۔

"کم از کم محاوروں کو تو بخش دیا کرو۔ بہرحال یہ فائل لو۔ یہ تمہارے آنے سے چند لمحے پہلے مجھ تک پہنچی ہے"...... سر سلطان نے ہنستے ہوئے کہا اور میز کی دراز سے ایک سرکاری فائل نکال کر عمران کی طرف بڑھا دی۔ عمران نے فائل لی اور اسے کھول کر اس کے مطالعہ میں مصروف ہو گیا جبکہ سر سلطان نے پی اے کو چائے اور سنیکس بھیجنے کا کہہ دیا۔ فائل میں اصل نقشہ بھی تھا اور دوسری وہ تمام معلومات بھی جو عمران چاہتا تھا اس لئے عمران اس فائل کے مطالعہ میں مصروف ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد ہی چائے آ گئی اور چپڑاسی نے دو کپ چائے تیار کر کے ایک کپ عمران اور ایک سر سلطان کے سامنے رکھ دیا اور ساتھ ہی سنیکس کی پلیٹیں بھی رکھ دیں۔

"میں نے ایک ضروری میٹنگ میں جانا ہے اس لئے میں چائے

پی کر چلا جاؤں گا۔ تم اطمینان سے فائل دیکھتے رہنا"...... سر سلطان نے کہا۔

"کیا آپ کی عدم موجودگی میں آپ کا فون استعمال کر سکتا ہوں"...... عمران نے چائے کی پیالی اٹھا کر منہ کی طرف لے جاتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ بے شک کر لینا۔ اس میں کیا حرج ہے"...... سر سلطان نے کہا۔ وہ ساتھ ساتھ چائے بھی سپ کر رہے تھے۔

"واہ۔ اسے کہتے ہیں سرکاری فیاضی۔ اب لطف آئے گا فون کرنے کا۔ چاہے دنیا کے کسی کونے میں کر لو اور جتنی دیر چاہے گپیں ہانکتے رہو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو سر سلطان بے اختیار ہنس پڑے۔

"مجھے معلوم ہے کہ تم مجھ سے زیادہ اصول پرست ہو"۔ سر سلطان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ پیالی رکھ کر اٹھ کھڑے ہوئے۔

"ارے۔ کیا واقعی آپ جا رہے ہیں"...... عمران نے چونک کر اس انداز میں کہا جیسے پہلے وہ سر سلطان کی بات کو مذاق سمجھا ہو۔

"ہاں۔ کیوں"...... سر سلطان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ کے ہاں لیڈی سیکرٹری بھی نہیں ہے جس سے گپیں ہانکی جا سکتی ہوں اور اتنے بڑے آفس میں بیٹھ کر مجھے یقیناً ڈر لگے گا اس لئے مجھے اجازت دیں"...... عمران نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اگر تم جانا چاہتے ہو تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے"...... سر سلطان نے کہا اور تیزی سے آفس کے اس دروازے کی طرف بڑھ گئے جو میٹنگ روم میں کھلتا تھا۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر فون پیس کے نیچے لگے ہوئے بٹن کو پریس کر کے اسے ڈائریکٹ کیا اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"انکوائری پلیز"...... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"سلطان کالونی میں آصف بھٹی صاحب رہتے ہیں۔ ان کا فون نمبر چاہیئے"...... عمران کہا تو چند لمحوں کی خاموشی کے بعد فون نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے وہی نمبر پریس کر دیا جو انکوائری آپریٹر نے بتایا تھا۔

"جی صاحب"...... ایک منمناتی ہوئی سی آواز سنائی دی۔

"یہ آصف بھٹی صاحب کی رہائش گاہ ہے"...... عمران نے کہا۔

"جی صاحب"...... دوسری طرف سے اسی لہجے میں جواب دیا گیا۔ ظاہر ہے بولنے والا کوئی بوڑھا ملازم تھا۔

"آصف بھٹی صاحب موجود ہیں کیا"...... عمران نے کہا۔

"جی ہاں۔ مگر وہ بیمار ہیں۔ آپ کون صاحب بات کر رہے ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"میرا نام علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) ہے۔ تم میرا نام مع ڈگریوں کے ان تک پہنچا دو پھر جو جواب وہ دیں وہ مجھے بتا

دینا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ج۔ جی۔ مگر اتنا لمبا نام۔ میں آپ کی بات کرا دیتا ہوں"۔ دوسری طرف سے گڑبڑائے ہوئے لہجے میں کہا گیا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"آصف بھٹی بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک آواز سنائی دی۔ لہجے میں وقار تھا لیکن ہلکی سی کانپتی ہوئی آواز بتا رہی تھی کہ بولنے والا خاصی عمر کا ہے۔

"آپ اپنے ملازم کو مونگ کی دال کھلایا کریں جناب تاکہ اس کی یادداشت اچھی ہو جائے اور وہ میری ڈگریاں یاد کر سکے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ڈگریاں۔ مونگ کی دال۔ کیا مطلب۔ کون ہیں آپ"۔ دوسری طرف سے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔ اگر آپ کو بھی میری ڈگریاں یاد نہ رہی ہوں تو پھر آپ کو بھی ملازم کے ساتھ مل کر مونگ کی دال کھانا ہو گی"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ تم۔ تم علی عمران۔ اوہ۔ ان ڈگریوں کی وجہ سے میں نے تمہیں پہچان لیا ہے۔ بڑے طویل عرصے بعد تم نے یاد کیا ہے۔ کیا اس دوران مونگ کی دال کھانا بند کر دی تھی"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران ان کے اس خوبصورت فقرے پر اپنی عادت کے خلاف بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا کیونکہ آصف بھٹی

صاحب نے واقعی انتہائی گہری اور انتہائی خوبصورت بات کی تھی کہ طویل عرصے تک چونکہ عمران نے ان سے رابطہ نہ کیا تھا اس لئے یقیناً مونگ کی دال نہ کھانے کی وجہ سے اس کی یادداشت کمزور ہو گئی ہو گی۔

"بہت خوب۔ آپ نے یہ بات کر کے اپنے ملازم کی بات غلط ثابت کر دی ہے جو کہہ رہا تھا کہ آپ بیمار ہیں۔ اس قدر صحت مند ذہن کا مالک کیسے بیمار ہو سکتا ہے"...... عمران نے جواب دیا تو دوسری طرف سے آصف بھٹی صاحب بے اختیار ہنس پڑے۔

"بڑھاپا بذات خود بیماری ہے۔ بہرحال تم بتاؤ کیسے یاد کیا ہے۔ کوئی خاص بات"...... دوسری طرف سے اب قدرے سنجیدہ لہجے میں کہا گیا۔

"آپ کو یقیناً یہ اطلاع ہو گی کہ پاکیشیا اور آران کی سرحد کے قریب نیا ڈیم بنایا جا رہا ہے جس کا نام فورٹ ڈیم ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ سنا تو میں نے بھی ہے البتہ تفصیل کا علم نہیں ہے"۔ آصف بھٹی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں اس کا نقشہ آپ کو دکھانا چاہتا ہوں۔ آپ ایسے پراجیکٹ کے نقشے بناتے رہے ہیں اور اس سلسلے میں آپ کا نام بین الاقوامی سطح پر بھی مشہور ہے"...... عمران نے کہا۔

"یہ تو بس اللہ تعالیٰ کا کرم ہے ورنہ میں اپنے آپ کو اس قابل

نہیں سمجھتا لیکن اس نقشے میں کیا کوئی خاص بات ہے"...... آصف بھٹی نے کہا۔

" یہ بات آپ سے بالمشافہ ہو سکتی ہے۔ فون پر نہیں"۔ عمران نے کہا۔

" اوہ اچھا۔ ٹھیک ہے آجاؤ میں تمہارا منتظر رہوں گا"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

" ابھی حاضر ہو رہا ہوں"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھا اور پھر فائل اٹھا کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار ایک بار پھر سڑکوں پر دوڑ رہی تھی۔ آدھے گھنٹے بعد وہ ایک پرانی سی آبادی میں داخل ہوا۔ یہ سلطان کالونی تھی جو خاصی پہلے آباد ہوئی تھی اس لئے یہاں کی عمارتوں کے ڈیزائن بھی خاصے پرانے تھے۔ عمران نے کار ایک متوسط ٹائپ کی کوٹھی کے پھاٹک پر جا کر روکی اور پھر نیچے اتر کر اس نے کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔ گیٹ پر آصف بھٹی کی نیم پلیٹ موجود تھی۔ تھوڑی دیر بعد چھوٹا پھاٹک کھلا اور ایک ادھیڑ عمر ملازم باہر آ گیا۔

" بھٹی صاحب سے کہو کہ علی عمران آیا ہے"...... عمران نے کہا۔

" اوہ۔ اوہ۔ تو آپ ہیں جن کا نام بہت طویل ہے"...... ملازم نے چونک کر کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا اور ملازم بھی مسکراتا ہوا واپس مڑ گیا لیکن اس نے چھوٹا پھاٹک بند کر کے بڑا پھاٹک کھول دیا تو عمران جو اس دوران اپنی کار میں بیٹھ چکا تھا، نے کار آگے بڑھا

دی۔ پورچ میں ایک پرانے ماڈل کی کار بھی موجود تھی۔ عمران نے اپنی کار اس کار کے پیچھے روکی اور پھر کار سے نیچے اتر آیا۔ فائل اس کے ہاتھ میں تھی۔ ملازم پھاٹک بند کر کے تیز تیز قدم اٹھاتا اس کی طرف بڑھ آیا۔

" آیئے جناب۔ بھٹی صاحب نے آپ کے بارے میں مجھے پہلے ہی حکم دے رکھا ہے"...... ملازم نے کہا اور آگے بڑھ گیا۔ عمران اس کے پیچھے چلتا ہوا سٹنگ روم میں داخل ہوا تو وہاں آصف بھٹی صاحب موجود تھے جو خاصی عمر کے تھے۔

" سوری میں اٹھ نہیں سکتا۔ گھٹنوں میں درد ہو رہا ہے"۔ آصف بھٹی نے معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

" کوئی بات نہیں۔ آپ نے ملاقات کا وقت دے دیا۔ یہ بھی آپ کی مہربانی ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر مصافحہ کر کے وہ ان کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا۔

" کیا کوئی خاص الجھن پیدا ہو گئی ہے فورٹ ڈیم کے نقشے کے سلسلے میں"...... آصف بھٹی نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" میں آپ کو مختصر طور پر بتا دیتا ہوں۔ حکومت پاکیشیا کو حکومت آران کی طرف سے اطلاع ملی کہ انہیں ایک کافرستانی ایجنٹ کے ذریعے یہ اطلاع ملی ہے کہ فورٹ ڈیم کی تباہی کے لئے پاکیشیا میں سازش کی جا رہی ہے جس پر حکومت نے اس بارے میں تحقیقات کی ذمہ داری سنٹرل انٹیلی جنس بیورو پر ڈال دی جس کا

سپرنٹنڈنٹ میرا دوست ہے اور میں دوستی کے ناطے اس کی مدد کرتا رہتا ہوں۔ اس نے مجھے جب یہ سب کچھ بتایا تو میں بے حد پریشان ہوا کیونکہ میرے نزدیک فورٹ ڈیم پاکیشیا کے خوشحال مستقبل کی ضمانت ہے۔ میں نے اپنے چند ساتھیوں سمیت ڈیم کا دورہ بھی کیا لیکن مسئلہ یہ ہے کہ ابھی ڈیم تعمیر ہونا ہی شروع نہیں ہوا تو اس کی تباہی کیسے ہو سکتی ہے۔ اس پر میرے ذہن میں آیا کہ ہو سکتا ہے کہ ڈیم کے منظور شدہ نقشے میں کوئی ایسی خامی یا کمزوری رکھ دی گئی ہو جس کی وجہ سے تعمیر کے بعد یہ تباہ ہو جائے۔ چنانچہ میں نے ڈیم پر موجود نقشے کو غور سے دیکھا اور پھر سپرنٹنڈنٹ فیاض کے ذریعے اصل نقشہ محکمہ تعمیرات کے ریکارڈ روم سے نکلوایا۔ میں نے چونکہ دونوں نقشے دیکھ لئے ہیں۔ اس اصل نقشے کو میں نے اپنے طور پر انتہائی غور سے دیکھا ہے لیکن مجھے تو اس میں ایسی کوئی خامی یا کمزوری نظر نہیں آئی۔ حکومت پاکیشیا کے ماہرین نے بھی اسے چیک کر کے منظور کیا ہے اور حکومت آران کے ماہرین نے بھی لیکن میں مزید تسلی کے لئے چاہتا ہوں کہ آپ جیسے بین الاقوامی شہرت کے حامل نقشہ نویس کو یہ نقشہ دکھاؤں تاکہ اس خدشے کا حتمی طور پر فیصلہ ہو سکے"۔ عمران نے کہا۔

"ایسا تو ممکن ہی نہیں ہے عمران کہ نقشہ غلط ہو کیونکہ تعمیر کرنے والے ماہرین ہوتے ہیں۔ نقشے کی معمولی سی کمزوری کا بھی انہیں فوراً علم ہو جاتا ہے۔ بہرحال مجھے دکھاؤ نقشہ۔ اگر ایسی کوئی

بات ہوئی تو مجھے فوراً معلوم ہو جائے گا۔ میری ساری عمر اسی کام میں گزری ہے"...... آصف بھٹی نے کہا تو عمران نے کوٹ کی اندرونی جیب سے تہہ شدہ فائل نکال کر آصف بھٹی کی طرف بڑھا دی۔ آصف بھٹی نے فائل کھول کر اس میں موجود نقشے کو سامنے موجود میز پر پھیلا دیا۔

"پلیز وہ سامنے سوئچ پینل پر موجود بٹن پریس کر دو تاکہ کمرے میں روشنی ہو جائے"...... آصف بھٹی نے کہا تو عمران سر ہلاتا ہوا اٹھا اور مڑ کر دروازے کے ساتھ والی دیوار پر موجود سوئچ پینل کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے کئی بٹن پریس کر دیئے اور کمرہ تیز روشنی سے بھر گیا۔

"بس کافی ہے"...... آصف بھٹی نے کہا اور عمران واپس مڑ کر دوبارہ پہلے والی کرسی پر بیٹھ گیا۔ آصف بھٹی نے کوٹ کی جیب سے عینک نکالی اور اسے آنکھوں پر لگا کر وہ میز پر پھیلے ہوئے نقشے پر جھک گیا۔ عمران خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ آصف بھٹی تقریباً آدھے گھنٹے تک اس نقشے کا ہر پہلو سے جائزہ لیتا رہا۔ پھر اس نے سر اٹھایا اور کرسی کی اونچی نشست سے سر ٹکا کر اس نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"نہیں عمران۔ اس میں کوئی گڑبڑ نہیں ہے۔ یہ انتہائی شاندار اور بہترین نقشہ ہے۔ ایسے جامع اور خوبصورت نقشے میں نے بہت کم دیکھے ہیں"...... چند لمحوں بعد آصف بھٹی نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے انتہائی بااعتماد لہجے میں کہا۔

" پھر آخر وہ کیا سازش ہو سکتی ہے آصف بھٹی صاحب جس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے"....... عمران نے کہا۔

" میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ بظاہر تو کوئی سازش ہو ہی نہیں سکتی۔ جب تک یہ ڈیم تعمیر نہ ہو جائے اس وقت تک اسے کیسے تباہ کیا جا سکتا ہے۔ یہ تو مجھے کوئی عامیانہ سا مذاق لگتا ہے"...... آصف بھٹی نے کہا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا اور پھر وہ نقشے پر جھک گیا۔ اس کے بعد وہ سیدھا ہوا اور اس نے آصف بھٹی سے نقشے کے حوالے سے سوال کرنے شروع کر دیئے۔ آصف بھٹی اسے تفصیل سے بتانے لگا۔

" اوکے۔ واقعی یہ نقشہ ہر لحاظ سے مکمل اور درست ہے۔ یہ کوئی اور ہی سلسلہ ہو سکتا ہے"...... عمران نے کہا اور نقشے کو تہہ کر کے اس نے فائل بند کی اور پھر اسے تہہ کر کے کوٹ کی اندرونی جیب میں رکھ لیا۔

" اب مجھے اجازت دیجئے۔ آپ کا بہت وقت لیا"...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

" ارے نہیں بیٹھو۔ میرا بوڑھا ملازم ذرا مارکیٹ گیا ہے۔ آ جائے تو تمہیں کچھ کھلایا پلایا جائے "...... آصف بھٹی نے کہا۔

" اس تکلف کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ آرام کیجئے پھر کبھی سہی۔ خدا حافظ "...... عمران نے کہا اور پھر آصف بھٹی سے مصافحہ کر کے وہ کار لے کر وہاں سے روانہ ہو گیا۔ اب اس کا رخ دانش منزل کی

طرف تھا۔ اس پراسرار سازش والے کیس نے اسے واقعی ذہنی طور پر انتہائی بری طرح الجھا دیا تھا۔ سازش کے امکانات تو ظاہر ہوتے جا رہے تھے لیکن سازش تو ایک طرف اس کا کوئی سرا بھی سامنے نہ آ رہا تھا اور نہ ہی مجرموں کے بارے میں کچھ معلوم ہو رہا تھا۔ یہی باتیں وہ سوچتا ہوا دانش منزل کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی ناٹران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"....... ناٹران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"فیصل جان بول رہا ہوں باس"....... دوسری طرف سے فیصل جان کی آواز سنائی دی۔

"اوہ۔ کیا بات ہے۔ کیوں کال کی ہے"....... ناٹران نے کہا۔

"آپ فوری طور پر زیرو ون پر پہنچ جائیں وہاں تفصیل سے بات ہو گی"....... فیصل جان نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ناٹران نے رسیور رکھا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار مختلف سڑکوں پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد اس کی کار ایک نو تعمیر شدہ کالونی میں داخل ہوئی اور پھر اس کالونی کی ایک کوٹھی کے پھاٹک پر پہنچ کر رک گئی۔ ناٹران نے نہ ہی ہارن دیا تھا

اور نہ ہی نیچے اتر کر کال بیل کا بٹن پریس کیا تھا۔ وہ خاموش بیٹھا رہا۔ چند لمحوں بعد کوٹھی کا پھاٹک میکانکی انداز میں خود بخود کھل گیا تو ناٹران کار اندر لے گیا۔ یہ ان کا ایک خصوصی پوائنٹ تھا اور اس میں ایسے انتظامات تھے کہ اندر سے ہی باہر موجود افراد یا کار کے بارے میں تفصیلات معلوم کر لی جاتی تھیں۔ کار پورچ میں روک کر ناٹران نیچے اترا۔ اسی لمحے برآمدے میں فیصل جان نمودار ہوا۔

"آئیے باس"....... فیصل جان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا ہو گیا ہے جو تم نے ایسی ایمر جنسی نافذ کر دی ہے"۔ ناٹران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ اندر تو آئیں"....... فیصل جان نے کہا اور پھر وہ دونوں راہداری سے گزر کر ایک کمرے میں داخل ہوئے تو ناٹران بے اختیار چونک پڑا کیونکہ سامنے کرسی پر رسیوں سے بندھا ہوا ایک مقامی نوجوان بے ہوشی کے عالم میں موجود تھا۔

"اس کا نام گوپال ہے اور یہ ملٹری انٹیلی جنس کے خصوصی سیکشن جسے ہنٹنگ سیکشن کہا جاتا ہے کا رکن ہے۔ کیپٹن گوپال اور رمیش سنگھ پر فائر اس نے اور اس کے ساتھیوں نے کھولا تھا"۔ فیصل جان نے کہا تو ناٹران بے اختیار اچھل پڑا۔

"اوہ۔ تم اسے کہاں سے اغوا کر لائے ہو"....... ناٹران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"بڑی زبردست جدوجہد کے بعد میں نے اس کا سراغ لگایا ہے اور

یہ ان دنوں چھٹی پر تھا اور ایک فلیٹ پر اپنی دوست لڑکی کے ساتھ رہ رہا تھا۔ میں وہاں سے اسے گیس کی مدد سے بے ہوش کر کے اٹھا لایا ہوں چونکہ اس کا تعلق ملٹری انٹیلی جنس سے ہے اس لئے میں فون پر آپ کو تفصیل نہ بتانا چاہتا تھا"...... فیصل جان نے کہا اور ناٹران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ رمیش کو باقاعدہ سرکاری طور پر ہلاک کیا گیا ہے"...... ناٹران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے"...... فیصل جان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن اس کو تو صرف حکم ہی ملا ہو گا۔ اس سے کیا معلومات حاصل ہو سکتی ہیں"...... ناٹران نے کہا۔

"یہی تو اصل بات ہے باس۔ ہنٹنگ سیکشن ملٹری انٹیلی جنس کے سربراہ کے براہ راست ماتحت ہوتا ہے اور جہاں تک مجھے معلوم ہے یہ لوگ کسی سول آدمی کے سلسلے میں کسی صورت بھی ملوث نہیں ہوتے۔ اس کا مطلب ہے کہ رمیش کے قتل میں اسے احکامات بہرحال ملٹری انٹیلی جنس کے چیف نے نہیں دیئے ہوں گے۔ اس کے باوجود اس نے یہ کام کیا ہے تو لازماً اس کی پشت پر چیف سے ہٹ کر کوئی اور شخصیت ہو سکتی ہے اور اس شخصیت کا پتہ چل جائے تو ہمارا مسئلہ حل ہو جائے گا"...... فیصل جان نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ تمہاری بات درست ہے لیکن تم اس کے سامنے تو نہیں

آئے تھے"...... ناٹران نے کہا۔

"نہیں۔ میں نے اس کے فلیٹ پر بے ہوش کر دینے والی گیس پمپ کر کے اسے بے ہوش کیا تھا۔ اس کی ساتھی لڑکی اس وقت ڈیوٹی پر تھی۔ وہ کسی ہوٹل میں کام کرتی ہے اس لئے یہ فلیٹ میں اکیلا تھا"...... فیصل جان نے جواب دیا۔

"اوکے۔ پھر تم بھی میک اپ کر لو اور میں بھی ماسک میک اپ کر لیتا ہوں کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ اسے ہلاک کر دیا جائے۔ اس طرح ملٹری انٹیلی جنس حرکت میں آجائے گی"...... ناٹران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں لے آتا ہوں ماسک میک اپ باکس"۔ فیصل جان نے کہا اور کمرے سے باہر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ماسک میک اپ باکس موجود تھا۔ چند لمحوں بعد فیصل جان اور ناٹران دونوں نے ماسک میک اپ کر لیا۔

"اب اسے ہوش میں لے آؤ"...... ناٹران نے کہا تو فیصل جان نے جیب سے ایک شیشی نکالی۔ اس کا ڈھکن ہٹایا اور پھر اس نے شیشی کا دہانہ گوپال کی ناک سے لگا دیا۔ چند لمحوں بعد اس نے شیشی ہٹا کر اس کا ڈھکن بند کیا اور پھر شیشی جیب میں ڈال کر وہ واپس پلٹا اور ناٹران کے ساتھ کرسی پر بیٹھ گیا۔ ناٹران گوپال کی طرف متوجہ تھا۔ چند لمحوں بعد گوپال نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھولیں اور پھر لاشعوری طور پر اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے بندھا

ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر رہ گیا۔

" اوہ۔ اوہ۔ یہ۔ یہ میں کہاں ہوں۔ تم کون ہو"....... میں تو اپنے فلیٹ میں تھا"....... گوپال نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" تمہارا نام گوپال ہے اور تم ملٹری انٹیلی جنس کے ہنٹنگ سیکشن سے متعلق ہو"....... ناٹران نے لہجہ بدل کر بات کرتے ہوئے کہا۔

" تم۔ تم کون ہو اور مجھے کیسے جانتے ہو"....... گوپال نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" ہمارا تعلق رمیش سنگھ سے ہے جس کو تم نے اور تمہارے ساتھیوں نے فائرنگ کر کے ہلاک کر دیا تھا"....... ناٹران نے خشک لہجے میں کہا جبکہ فیصل جان خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

" رمیش سنگھ۔ کون رمیش سنگھ اور یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ میرا ان باتوں سے کیا تعلق۔ میں تو ایک فرم میں سٹور کیپر ہوں"۔ اس بار گوپال نے سنبھلے ہوئے لہجے میں کہا۔ ظاہر ہے وہ تربیت یافتہ آدمی تھا اس لئے وہ اتنی آسانی سے کیسے کھل سکتا تھا۔

" فیروز"....... ناٹران نے ساتھ بیٹھے ہوئے فیصل جان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

" یس باس"....... فیصل جان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا لیکن اس نے بھی اپنی آواز بدل لی تھی۔

" گوپال چونکہ تربیت یافتہ ہے اس لئے اس کا خیال ہے کہ یہ ہمیں ڈاج دے لے گا اس کی زبان کھلواؤ"....... ناٹران نے کہا۔

" یس باس"....... فیصل جان نے کہا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

" میں جو کچھ کہہ رہا ہوں سچ کہہ رہا ہوں۔ تم لوگوں کو ضرور کوئی غلط فہمی ہوئی ہے"....... گوپال نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" ابھی سچ جھوٹ سامنے آ جائے گا۔ ہم تو اس لئے تمہارا لحاظ کر رہے تھے کہ تم بہرحال سرکاری آدمی ہو لیکن تم ضرورت سے زیادہ ہوشیار بن رہے ہو"....... ناٹران نے سرد لہجے میں کہا جبکہ فیصل جان نے جب سے ایک چھوٹا سا سیاہ رنگ کا پسٹل نکالا اور آگے بڑھ کر اس نے ایک ہاتھ سے گوپال کا سر پکڑا اور دوسرے ہاتھ سے اس نے پسٹل کی نال اس کے ایک نتھنے میں گھسیڑ کر پسٹل کا ٹریگر دبا دیا اور پھر اس نے پسٹل واپس کھینچا اور یہی عمل اس نے دوسرے نتھنے میں دوہرایا اور پھر اس نے پسٹل واپس کھینچا اور اسے جیب میں ڈال لیا اور مڑ کر واپس اپنی کرسی پر آ کر بیٹھ گیا۔ گوپال کے چہرے پر حیرت تھی جیسے اس کی سمجھ میں یہ بات نہ آ رہی ہو کہ فیصل جان نے اس پر کسی قسم کا تشدد کیا ہے۔ لیکن چند لمحوں بعد اس کی حالت بگڑنے لگی۔ اس کے منہ سے یکلخت کراہیں سی نکلنے لگیں۔ وہ اپنے جسم کو اس انداز میں حرکت دینے کی کوشش کر رہا تھا جیسے اس کے جسم پر بے پناہ کھجلی ہو رہی ہو اور چند لمحوں بعد اس کے منہ سے بے اختیار چیخیں نکلنے لگیں۔ اس کا چہرہ تکلیف کی شدت سے انتہائی مسخ ہو

گیا تھا۔

" بچاؤ۔ بچاؤ۔ فار گاڈ سیک بچاؤ۔ میں بتاتا ہوں۔ بچاؤ"۔ گوپال نے یکلخت چیختے ہوئے کہا تو ناٹران کے اشارے پر فیصل جان نے جیب سے اس بار ایک اور شیشی نکالی اور آگے بڑھ کر اس نے شیشی کا ڈھکن ہٹایا اور اس کا دہانہ گوپال کی ناک سے لگا دیا۔ پھر اس نے شیشی ہٹائی۔ اس کا ڈھکن لگایا اور اسے جیب میں ڈال کر واپس اپنی کرسی پر آ کر بیٹھ گیا۔ ادھر گوپال کا تڑپنے کی کوشش کرتا ہوا جسم آہستہ آہستہ بے حرکت ہوتا چلا گیا۔ اس کے چہرے پر ایسے تاثرات ابھر آئے تھے جیسے اسے بے پناہ ریلیف مل رہا ہو۔ وہ بے اختیارانہ انداز میں لمبے لمبے سانس لے رہا تھا۔

" اب اگر تم نے سچ نہ بتایا تو تمہاری حالت اس سے بھی بدتر ہو گی اور یہ بھی سن لو کہ اس خوفناک عذاب سے موت بھی تمہیں چھٹکارا نہیں دلا سکتی اور ہم نہیں چاہتے کہ تم ہمارے ہاتھوں ضائع ہو جاؤ اس لئے جو کچھ سچ ہے بتا دو۔ ہم تمہیں بے ہوش کر کے دوبارہ تمہارے فلیٹ پر پہنچا دیں گے اور کسی کو معلوم نہ ہو گا کہ تم کہاں گئے تھے اور کیا بتا چکے ہو"...... ناٹران نے کہا۔

" یہ درست ہے کہ میں نے اپنے ساتھیوں سمیت رمیش پر فائر کھولا تھا۔ اس کا حکم مجھے براہ راست صدر صاحب نے دیا تھا"۔ گوپال نے کہا تو ناٹران اور فیصل جان دونوں بے اختیار چونک پڑے۔

" صدر صاحب نے۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ صدر کا کسی کو ہلاک

کرانے سے کیا تعلق"...... ناٹران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

" میرا سیکشن صدر صاحب کے تحت ہے اور ہمارا کام ہی یہی ہے اور ہم نے صرف رمیش کو ہی نہیں بلکہ دو اور آدمیوں کو بھی ہلاک کر دیا ہے۔ ان میں سے ایک کا نام پرشاد ہے۔ اس کا تعلق یورپ میں کافرستان کے ایک سفارت خانے سے تھا اور دوسرے کا نام لالو رام ہے۔ وہ وزارت تعمیرات میں اسسٹنٹ سیکرٹری تھا"...... گوپال نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" کیا صدر نے تمہیں بلا کر یہ احکامات دیئے تھے"...... ناٹران نے پوچھا۔

" نہیں۔ انہوں نے فون پر احکامات دیئے تھے"...... گوپال نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" کیا کہا تھا انہوں نے۔ ان کی بات دوہراؤ"...... ناٹران نے کہا اور گوپال نے گفتگو دوہرانی شروع کر دی اور ناٹران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ پھر وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

" فیروز۔ اسے بے ہوش کر کے واپس بھجوا دو اور سنو گوپال ہم تمہیں زندہ اس لئے بھیج رہے ہیں کہ تم بہرحال سرکاری آدمی ہو۔ لیکن اگر تم نے زبان کھولی تو پھر تم خود جانتے ہو کہ تمہارا اپنا حشر کیا ہو گا"...... ناٹران نے کہا۔

" میں سمجھتا ہوں اور تمہارا شکریہ"...... گوپال نے کہا تو ناٹران مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔ وہ ایک

اور کمرے میں آکر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد فیصل جان بھی وہاں پہنچ گیا۔

" یہ کیا بات ہوئی باس۔ صدر کا براہ راست اس طرح احکامات دینے اور ان لوگوں کو ہلاک کرانا بڑی عجیب سی بات ہے"۔ فیصل جان نے کہا۔

" ہاں۔ اس کا مطلب ہے کہ واقعی فورٹ ڈیم کے خلاف کوئی بھیانک سازش ہو رہی ہے اور اس سازش کے سلسلے میں ہی رمیش اور باقی افراد کو ہلاک کیا گیا ہے تاکہ ان کے ذریعے ہم اصل سازش تک نہ پہنچ سکیں"...... ناٹران نے کہا۔

" پھر کیوں نہ صدر کو اغوا کر لیا جائے"...... فیصل جان نے کہا۔

" اوہ نہیں۔ ایسا ممکن ہی نہیں ہے۔ ایسی بات مت ذہن میں لایا کرو۔ البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ ہم چیف کو تفصیلی رپورٹ دے دیں۔ پھر چیف جس طرح حکم دے۔ ویسے تم اس گوپال کو کہیں غیر آباد جگہ پر ڈال کر ہیڈ آفس آجاؤ۔ میں اب چلتا ہوں"...... ناٹران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ماسک میک اپ اتار کر ایک طرف پھینکا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

" ناٹران کی طرف سے کوئی رپورٹ یا فارن ایجنٹ کی طرف سے"...... عمران نے بلیک زیرو سے مخاطب ہو کر پوچھا۔ وہ ابھی دانش منزل میں پہنچا تھا اور سلام دعا کے بعد عمران نے یہ بات کی تھی۔

" نہیں۔ ابھی تک تو کسی طرف سے کوئی رپورٹ نہیں ملی۔ اس نقشے کا کیا ہوا۔ کیا آپ کے ذہن میں نقشے کے سلسلے میں کوئی خاص بات تھی"...... بلیک زیرو نے کہا۔

" ہاں۔ میرے ذہن میں یہ خیال آیا تھا کہ کہیں اصل نقشے میں کوئی ایسی خامی یا کمزوری رکھ دی گئی ہو جو عام حالات میں مارک نہ ہو سکتی ہو لیکن جب ڈیم بن جائے تو پھر اس خامی کی وجہ سے فورٹ ڈیم تباہ ہو جائے"...... عمران نے کہا۔

" اوہ۔ کیا ایسا ممکن ہو سکتا ہے"...... بلیک زیرو نے چونک کر

پوچھا۔

"بظاہر تو ایسا ممکن نہیں ہے کیونکہ نقشے کے مطابق تعمیرات ہوتی اور خامی سب کے سامنے آجاتی لیکن اس بار اس کیس میں جب کوئی سرا ہی نہ مل رہا تھا تو میں نے سوچا کہ شاید ایسا ہو سکتا ہے"۔ عمران نے جواب دیا۔

"پھر کیا معلوم ہوا"....... بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے آصف بھٹی سے ہونے والی ملاقات کے بارے میں تفصیل سے بتا دیا۔

"عجیب کیس ہے۔ کوئی سر پیر ہی نہیں ہے اور اس کے باوجود بھی کیس ہے"....... بلیک زیرو نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"ذہانت صرف ہماری ہی ملکیت نہیں ہے اور لوگ بھی ذہین ہوتے ہیں۔ اگر یہ واقعی کوئی سازش ہے تو پھر اس کے پیچھے واقعی بے پناہ ذہانت کام کر رہی ہے"....... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو"....... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"ناٹران بول رہا ہوں باس"....... دوسری طرف سے ناٹران کی آواز سنائی دی تو عمران اور بلیک زیرو دونوں چونک پڑے۔

"یس۔ کیا رپورٹ ہے"....... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا تو ناٹران نے دوسری طرف سے ملٹری انٹیلی جنس کے ہنٹنگ سیکشن

کے کیپٹن گوپال کے اغوا سے لے کر اس سے ہونے والی تمام بات چیت دوہرا دی۔

"اس کا مطلب ہے کہ اس سازش کے پیچھے براہ راست کافرستان کے صدر کا ہاتھ کام کر رہا ہے"....... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ اب کیا حکم ہے"....... ناٹران نے کہا۔

"صدر جیسے عہدے کا آدمی سب کام اپنے ہاتھوں سے خود نہیں کر سکتا۔ لامحالہ اس نے اس سلسلے میں کسی نہ کسی کو اپنا دست راست بنایا ہو گا۔ اگر تم اس آدمی کو ٹریس کر لو تو اس صورت میں معاملات کو چیک کیا جا سکتا ہے"....... عمران نے کہا۔

"یس سر۔ میں کوشش کرتا ہوں"....... ناٹران نے کہا۔

"صدر کے ساتھ ساتھ پرائم منسٹر کو بھی اس انداز میں چیک کرو۔ ہو سکتا ہے کہ صدر کا رابطہ پرائم منسٹر سے ہو اور پرائم منسٹر کا آگے کسی سے ہو"....... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر"....... ناٹران نے جواب دیا تو عمران نے مزید کچھ کہے بغیر رسیور رکھ دیا۔

"عمران صاحب اصل معاملہ یہ نہیں ہے کہ سازش کون کر رہا ہے۔ اصل معاملہ تو یہ ہے کہ آخر سازش ہے کیا"....... بلیک زیرو نے کہا۔

"یہی تو اصل بات ہے کہ اس بارے میں کچھ پتہ نہیں چل رہا"۔ عمران نے کہا اور پھر چند لمحے وہ خاموش بیٹھا رہا۔ پھر وہ اس انداز میں

چونک پڑا جیسے اسے اچانک کسی بات کا خیال آگیا ہو۔

" وہ عمرو عیار کی زنبیل دینا مجھے "...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے سر ہلایا اور پھر میز کی دراز کھول کر اس نے سرخ جلد والی ضخیم سی ڈائری نکالی اور عمران کی طرف بڑھا دی۔ عمران کافی دیر تک ڈائری کا مطالعہ کرتا رہا۔ پھر اس نے اسے بند کر کے رکھ دیا۔

" نہیں۔ کوئی بات سمجھ میں نہیں آرہی۔ ٹھیک ہے اب سوائے انتظار کے اور کیا کیا جا سکتا ہے "...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

" کس کا انتظار "...... بلیک زیرو نے بھی اٹھ کر چونک کر کہا۔

" ڈیم تعمیر ہونے کا اور کس کا "...... عمران نے کہا۔

" اس میں تو کئی سال لگ جائیں گے "...... بلیک زیرو نے کہا۔

" تو پھر آخر کیا کیا جائے۔ اب تو بس ایک ہی صورت رہ گئی ہے کہ کافرستان کے صدر کو اغوا کیا جائے اور اس پر تشدد کر کے اس سے سازش کے بارے میں معلوم کیا جائے اور یہ کام ہو نہیں سکتا اس لئے اب سوائے انتظار کے اور کیا کیا جا سکتا ہے "...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" آپ صدر کو فون کر کے اسے ٹٹولیں۔ شاید کوئی بات سامنے آ جائے "...... بلیک زیرو نے کہا۔

" اوہ ہاں۔ واقعی ٹھیک ہے "...... عمران نے چونک کر کہا اور

دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

" پریذیڈنٹ ہاؤس "...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

" پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں۔ صدر صاحب سے بات کراؤ ورنہ کافرستان کو ناقابل تلافی نقصان بھی پہنچ سکتا ہے "۔ عمران نے انتہائی خشک اور سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" آپ ان کے ملٹری سیکرٹری سے رابطہ کیجئے میں رابطہ نہیں کرا سکتی "...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی ایک نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے دوبارہ نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

" یس۔ ملٹری سیکرٹری ٹو پریذیڈنٹ "...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

" میں پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں۔ صدر صاحب سے بات کرائیں ورنہ کافرستان کو ناقابل تلافی نقصان بھی پہنچ سکتا ہے "۔ عمران نے ایک بار پھر خشک لہجے میں کہا۔

" ہولڈ کریں "...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" ہیلو "...... چند لمحوں بعد صدر کی باوقار سی آواز سنائی دی۔

" پاکیشیا سے علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں صدر صاحب۔ آپ نے واقعی بڑی ذہانت سے پاکیشیائی

فورٹ ڈیم کے خلاف پراسرار سازش تیار کی تھی اور اسے پراسرار رکھنے کے لئے آپ کو براہ راست رمیش سنگھ، پرشاد اور لالو رام کو بھی ہلاک کرانا پڑا۔ لیکن میں آپ کو مطلع کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کی یہ پراسرار سازش کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی اور یہ بھی بتا دوں کہ اگر آپ جیسا عہدیدار بھی براہ راست سازش میں شریک ہو سکتا ہے تو پھر آپ جیسے عہدیدار کے گریبان تک ہاتھ بھی پہنچ سکتا ہے"۔ عمران نے انتہائی خشک لہجے میں کہا۔

" یہ کیا کہہ رہے ہو تم۔ کیسی سازش اور کیسی ہلاکت۔ کیا تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے"....... دوسری طرف سے صدر نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

" صدر نے تو پٹھے پر ہاتھ ہی نہیں رکھنے دیا"....... بلیک زیرو نے کہا۔

" ہاں۔ بظاہر ایسا ہی ہے لیکن اب ناٹران کا کام نسبتاً آسان ہو جائے گا کیونکہ اب صدر نے بوکھلا کر ایسے اقدامات کرنے ہیں کہ معاملات سامنے آجائیں گے"....... عمران نے کہا اور ایک بار پھر اٹھ کھڑا ہوا۔

" ہاں۔ آپ کی یہ بات درست ہے۔ بہرحال دیکھو کیا ہوتا ہے۔ ویسے صدر صاحب نے جو ردعمل ظاہر کیا ہے اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ انہیں سو فیصد یقین ہے کہ اس سازش تک آپ نہیں پہنچ

سکتے"....... بلیک زیرو نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

" تمہاری بات درست ہے۔ بہرحال اب سوائے انتظار کے اور کیا کیا جا سکتا ہے"....... عمران نے کہا اور واپس مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اپنے فلیٹ میں داخل ہو رہا تھا۔

" کیا ہوا صاحب۔ آپ کچھ پریشان دکھائی دے رہے ہیں"۔ سلیمان نے دروازہ بند کر کے اس کے پیچھے آتے ہوئے کہا۔

" صرف کچھ نہیں۔ بہت کچھ کہو"....... عمران نے سٹنگ روم میں داخل ہوتے ہوئے کہا اور پھر وہ کرسی پر اس طرح بیٹھ گیا جیسے میلوں پیدل چل کر آرہا ہو۔

" کیا ہوا ہے۔ خیریت"....... سلیمان نے بھی سٹنگ روم میں آتے ہوئے کہا۔

" آج تک میں یہی سمجھتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے دماغ میں خصوصی عقل ڈالی ہے لیکن اب محسوس ہو رہا ہے کہ ایسا نہیں ہے۔ عقل دوسروں کے پاس بھی ہے اور مجھ سے زیادہ ہے"۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

" مطلب ہے کہ آپ پہاڑ کے نیچے آگئے ہیں"....... سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ہاں۔ صرف پہاڑ نہیں بلکہ ماؤنٹ ایورسٹ کہو"....... عمران نے کہا۔

"ایسی صورت میں بزرگ کہتے ہیں کہ مشورہ لیا جائے۔ بعض اوقات جو کام بہت مشکل نظر آرہا ہوتا ہے وہ مشورے سے حل ہو جایا کرتا ہے"...... سلیمان نے کہا۔

"بڑے مشورے لے لئے لیکن ڈھاک کے وہی تین پات۔ تم چائے کا ایک کپ لے آؤ اور بس"...... عمران نے تھکے تھکے لہجے میں کہا۔

"پتہ نہیں کس کس سے آپ مشورہ لیتے رہیں گے۔ آپ سید چراغ شاہ صاحب سے بات کر دیکھیں"...... سلیمان نے کہا۔

"اوہ نہیں۔ ان دنیاوی معاملات میں وہ مداخلت نہیں کیا کرتے"...... عمران نے کہا تو سلیمان خاموشی سے مڑا اور کمرے سے باہر چلا گیا۔ عمران آنکھیں بند کئے اور کرسی کی اونچی نشست سے سر ٹکائے خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

"یہ لیجئے چائے"...... تھوڑی دیر بعد سلیمان کی آواز سنائی دی تو عمران نے آنکھیں کھولیں اور پھر سیدھا ہو کر کرسی پر بیٹھ گیا۔

"مجھے بتائیں جناب کیا مسئلہ ہے۔ شاید میں کوئی حل تلاش کر لوں"...... سلیمان نے کہا۔

"اچھا تو مشورہ لینے سے تمہارا مطلب یہ تھا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا آپ مجھ سے مشورہ لینا اپنی توہین سمجھتے ہیں"...... سلیمان نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ نہیں۔ ایسا نہیں ہے۔ تمہارے اس فقرے کا مطلب ہے کہ تم ناراض ہو رہے ہو اور کم از کم میں تمہیں ناراض نہیں کر سکتا ورنہ تمہارے ہی کھاتے فوراً کھل جائیں گے اس لئے بات نہیں کر رہا تھا کہ یہ تمہارا مسئلہ نہیں ہے"...... عمران نے کہا۔

"آپ بتائیں تو سہی"...... سلیمان نے کہا تو عمران نے مختصر طور پر اسے سب کچھ بتا دیا۔

"تو آپ اس پر اس قدر پریشان ہیں۔ حیرت ہے"...... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"بس اب اداکاری بند کرو۔ مجھے معلوم ہے کہ تم کیا جواب دو گے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ ساتھ ساتھ چائے بھی پی رہا تھا۔

"کیا جواب دوں گا"...... سلیمان نے چونک کر کہا۔

"یہی کہ یہ سرے سے کوئی سازش ہی نہیں ہے حالانکہ یہ سازش ہے اور اس سلسلے میں تین افراد بھی ہلاک ہو چکے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"میں نے تو یہ نہیں کہا کہ یہ سرے سے سازش ہی نہیں ہے۔ یہ واقعی انتہائی خوفناک سازش ہے البتہ میں حیران ہوں کہ آپ کو اس سازش کا علم کیوں نہیں ہو رہا"...... سلیمان نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"چلو تم بتاؤ کہ کیا سازش ہے۔ آخر تم بھی تو مقوی حریرے

کھاتے رہتے ہو"....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" مسئلہ تو فورٹ ڈیم کی تباہی کا ہے اور یہ بات تو بہرحال طے ہے کہ ڈیم اس وقت تباہ ہو سکتا ہے جب یہ نہ صرف مکمل ہو جائے بلکہ اس میں پانی رواں ہو جائے"....... سلیمان نے کہا۔

" ہاں۔ اور اس میں ابھی کئی سال لگ جائیں گے"....... عمران نے کہا۔

" آپ نے بتایا ہے کہ آپ نے نقشہ چیک کیا ہے اور کسی ماہر سے بھی چیک کرایا ہے"....... سلیمان نے کہا۔

" ہاں۔ بتایا ہے لیکن اس میں بھی کوئی خامی نہیں ہے"۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" ڈیم کا کیا مطلب ہوتا ہے"....... سلیمان نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

" ڈیم کا مطلب ہوتا ہے پشتہ، بند یعنی پانی کو بند کے ذریعے روک دیا جائے اور پھر اسے مختلف نہروں میں ڈال کر اسے اپنی مرضی سے سپلائی کیا جائے"....... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" اور یہ پانی لامحالہ دریاؤں سے آتا ہو گا اور ان دنوں کے لئے جب دریاؤں میں پانی کم ہوتا ہے۔ مصنوعی جھیل بنائی جاتی ہے تاکہ پانی کا ذخیرہ ہر وقت موجود رہے"....... سلیمان نے کہا۔

" ہاں۔ لیکن تم کہنا کیا چاہتے ہو"....... عمران نے حقیقتاً الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

" آپ نے یہ معلوم کر لیا ہے کہ پانی کی کتنی مقدار کو مدنظر رکھ کر جھیل بنائی گئی ہے اور ڈیم کتنی مقدار کے پانی کے لئے تیار کیا جا رہا ہے۔ اگر فرض کیا کسی طرح پانی یکلخت زیادہ آ جائے تو اسے سنبھالنے اور ڈیم کو بچانے کے لئے کیا اقدامات کئے گئے ہیں"۔ سلیمان نے کہا۔

" ظاہر ہے ماہرین نے یہ ساری باتیں مدنظر رکھ کر ہی نقشہ بنایا ہو گا۔ اس پر نجانے پہلے کتنے سالوں تک ریسرچ ہوتی رہی ہو گی"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" ایک منٹ۔ میں ابھی آ رہا ہوں"....... سلیمان نے کہا اور تیزی سے مڑ کر واپس چلا گیا۔

" اسے خواہ مخواہ اپنے عقلمند ہونے کا دورہ پڑ رہا ہے"....... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا لیکن تھوڑی دیر بعد سلیمان واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں پاکیشیا کا نقشہ تھا۔ اس نے نقشہ کھولا اور عمران کے سامنے میز پر بچھا دیا۔

" تم بھی بیٹھ جاؤ"....... عمران نے کہا تو سلیمان میز کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھ گیا۔

" آپ نے ڈیم کا دورہ کیا ہے۔ آپ مجھے بتائیں کہ یہ جھیل کس طرف بنائی جا رہی ہے۔ بحیرہ عرب کی طرف یا اس سے مخالف سمت میں"....... سلیمان نے کہا۔

" میں تمہیں نقشہ دکھا دیتا ہوں"....... عمران نے مسکراتے

ہوئے کہا اور جیب سے تہہ شدہ فائل نکال کر اس نے اسے کھولا اور
پھر نقشے کے اوپر اس نے ڈیم کا نقشہ کھول کر پھیلا دیا۔
" یہ دیکھو یہ ہے ڈیم کا نقشہ اور یہ ہے جھیل۔ اب بتاؤ تم کیا کہنا
چاہتے ہو"....... عمران نے نقشے پر انگلی رکھتے ہوئے کہا۔
" ہونہہ۔ اس کا مطلب ہے کہ اس جھیل میں دریائے فورٹ کا
پانی اکٹھا کیا جائے گا اور یہ جھیل بحیرہ عرب کی مخالف سمت میں
ہے"....... سلیمان نے کہا۔
" ہاں اور چونکہ دریائے فورٹ کا پانی سمندر میں جا گرتا ہے اور
ضائع ہو جاتا ہے اس لئے اسے استعمال میں لانے کے لئے یہ ڈیم بنایا
جا رہا ہے"....... عمران نے کہا۔
" اب تو واقعی یہ مسئلہ الجھ گیا ہے ورنہ میرا خیال تھا کہ اگر یہ
جھیل سمندر کی طرف ہے تو ہو سکتا ہے کہ کافرستان والے سمندر سے
اس جھیل تک کوئی سرنگ بنا دیں اور اس طرح سمندر کا پانی جھیل
میں طوفانی رفتار سے آ جائے اور اس طرح جھیل اور ڈیم سب تباہ ہو
جائیں"....... سلیمان نے کہا۔
" اوہ نہیں۔ ایسا ممکن ہی نہیں ہے۔ سمندر سے اس کا فاصلہ
بہت ہے اور وہاں ایسی سرنگ بن ہی نہیں سکتی اور اگر بنائی بھی
جائے تو فوراً اس کا علم نہ صرف پاکیشیا کی بحریہ بلکہ آرانی بحریہ کو بھی
ہو جائے گا"....... عمران نے کہا۔
" اگر ایسا ممکن نہیں ہے تو بہرحال یہ بات طے ہے کہ کافرستان

نے کوئی نہ کوئی ایسا بندوبست کر رکھا ہے جس سے وہ ڈیم اور
جھیل میں اچانک بہت سا پانی پہنچا دے گا اور اس طرح ڈیم اور
جھیل تباہ ہو جائے گی"....... سلیمان نے کہا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔
" لیکن کس طرح۔ یہی بات تو سمجھ میں نہیں آ رہی"....... عمران
نے کہا۔
" اس کے لئے تو اس پورے علاقے اور اس کے ارد گرد کے
علاقے کا سروے کرنا ہو گا۔ کہیں نہ کہیں کوئی گڑبڑ ضرور ہے"۔
سلیمان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے نقشہ اٹھا کر تہہ کیا اور
واپس چلا گیا کیونکہ عمران پہلے ہی اصل نقشہ تہہ کر کے فائل بند کر
چکا تھا۔
" بات تو سلیمان کی ٹھیک ہے۔ واقعی یہی ایک صورت ہے ڈیم
کی تباہی کی۔ لیکن"....... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس
نے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔
" ایکسٹو"....... رابطہ قائم ہوتے ہی مخصوص آواز سنائی دی۔
" عمران بول رہا ہوں طاہر۔ سلیمان نے مسئلے کے حل کی ایک
اچھی ٹپ دی ہے۔ اسے چیک کرنا چاہئے"....... عمران نے کہا۔
" سلیمان نے دی ہے۔ بہت خوب۔ کیا کہا ہے"....... اس بار
بلیک زیرو نے اپنی اصل آواز میں بات کرتے ہوئے کہا۔
" وہ نجانے کون کون سے مقوی حریرے کھاتا رہتا ہے اس لئے
اس کی عقل میں تیزی آ گئی ہے"....... عمران نے کہا اور اس کے

ساتھ ہی اس نے سلیمان کی بات دوہرا دی۔

"ہو تو ایسا سکتا ہے۔ لیکن اگر ایسا ہے تو پھر یہ بات یقینی ہے کہ کافرستان اس کا انتظام پہلے کر چکا ہے اس لئے وہ پوری طرح مطمئن ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں خود جا کر اس پوائنٹ پر سروے کروں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم چلے جانا۔ میں کل صبح دانش منزل آ جاؤں گا"۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

کافرستان کے صدر میٹنگ روم میں داخل ہوئے تو وہاں پہلے سے موجود پرائم منسٹر احتراماً اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

"تشریف رکھیں"...... صدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے مڑ کر دروازے کے قریب لگے ہوئے سوئچ پینل کا سرخ رنگ کا بٹن پریس کر دیا اور پھر وہ اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گئے۔

"آپ کچھ پریشان لگ رہے ہیں جناب۔ کیا کوئی خاص بات ہو گئی ہے"...... وزیراعظم نے بھی ان کے بعد کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ اب تک میں مطمئن تھا کہ فورٹ ڈیم کے سلسلے میں ہم نے جو کچھ کیا ہے وہ کسی طرح بھی ٹریس نہ ہو سکے گا لیکن ابھی تھوڑی دیر پہلے پاکیشیا سے عمران کی کال آئی ہے۔ اس نے مجھے واقعی پریشان کر دیا ہے اور اسی لئے میں نے آپ کو کال کیا ہے"...... صدر نے

جواب دیا۔

" عمران کی کال اور آپ کو "...... پرائم منسٹر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں اور اس نے مجھے کہا ہے کہ اسے معلوم ہے کہ ہم نے رمیش سنگھ، پرشاد اور لالو رام کو ہلاک کروایا ہے اور ہم نے فورٹ ڈیم کے سلسلے میں جو کچھ کیا ہے اس کا بھی اسے علم ہو گیا ہے۔ اس نے مجھے دھمکی دی ہے کہ اس کا ہاتھ براہ راست میرے گریبان تک بھی پہنچ سکتا ہے "...... صدر نے کہا۔

" اوہ۔ اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ اسے ان آدمیوں کے بارے میں علم ہو چکا ہے۔ لیکن کیسے۔ کیا وہ علم نجوم جانتا ہے "...... پرائم منسٹر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو صدر صاحب بے اختیار مسکرا دیئے۔

" معلوم نہیں کہ یہ شخص کیا کیا جانتا ہے۔ بہرحال اس نے جو کچھ کہا ہے وہ درست ہے حالانکہ ان لوگوں کا خاتمہ میں نے ملٹری انٹیلی جنس کے ہنٹنگ سیکشن کے خصوصی آدمیوں کے ذریعے کرایا ہے۔ اس کے باوجود یہ بات اس کے علم میں آچکی ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ اسے اصل بات کا اب تک علم نہیں ہو سکا کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو وہ صرف ان آدمیوں کا ریفرنس دینے پر ہی اکتفا نہ کرتا بلکہ اصل بات بھی بتا دیتا لیکن اس کا اس حد تک آگے بڑھ جانا بھی میرے لئے تشویشناک ہے "...... صدر نے کہا۔

" جناب صدر جب ایسا کوئی کام عملی طور پر ہوا ہی نہیں تو اسے کہاں سے معلوم ہو جائے گا۔ اس نے دراصل یہ بات اس لئے کی ہے کہ آپ پریشان ہو جائیں اور اس پریشانی کے عالم میں آپ کوئی ایسا اقدام کر گزریں جس سے اسے اصل بات کا علم ہو سکے "۔ پرائم منسٹر نے کہا۔

" ہاں۔ میں یہ سوچ کر اس نتیجے پر پہنچا ہوں لیکن اگر وہ ان آدمیوں تک پہنچ سکتا ہے تو پھر لاجم کی اس فرم کے جانسن تک بھی پہنچ سکتا ہے جس نے بہرحال یہ کام مکمل کرنا ہے اور اگر وہ جانسن تک پہنچ گیا تو پھر لامحالہ یہ کام مکمل نہ ہو سکے گا اور ہماری ساری کارروائی دھری کی دھری رہ جائے گی "...... صدر نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

" آپ نے جانسن سے تو کوئی بات نہیں کی اس عمران کے فون کے بعد "...... پرائم منسٹر نے کہا۔

" نہیں۔ کیوں "...... صدر نے چونک کر پوچھا۔

" یہ اچھا ہوا۔ ہو سکتا ہے کہ اس نے اس لئے دھمکی دی ہو کہ آپ اصل آدمی کو کال کریں اور یہ کال ٹیپ کرنے کا وہ کوئی پہلے سے انتظام کر چکا ہو۔ ویسے آپ بے فکر رہیں جانسن تک وہ کسی صورت بھی نہیں پہنچ سکتا اور جانسن کو جس انداز میں رمیش اور لالو نے کور کیا ہے جانسن مر تو سکتا ہے لیکن وہ کام کرنے سے انکار نہیں کر سکتا اس لئے آپ بس مطمئن رہیں۔ کام اپنے وقت پر ہو جائے

گا"...... پرائم منسٹر نے کہا۔

" میں ایک بات اور سوچ رہا ہوں"...... صدر نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

" کون سی جناب"...... پرائم منسٹر نے چونک کر پوچھا۔

" کیوں نہ اصل جانسن کی جگہ کوئی اور کافرستانی اس کے میک اپ میں ڈال دیں اس طرح معاملہ مکمل طور پر ہمارے ہاتھ میں رہے گا"...... صدر نے کہا۔

" نہیں جناب۔ اس طرح بات بگڑ بھی سکتی ہے۔ جو کام جانسن کر سکتا ہے وہ کوئی اور نہیں کر سکتا اور جانسن اس کام کے لئے تیار ہے اور اس پر کسی کو معمولی سا بھی شک نہیں پڑ سکتا البتہ اگر آپ چاہیں تو میں جانسن سے بات کر کے اسے محتاط رہنے کا کہہ دیتا ہوں"۔ وزیراعظم نے کہا۔

" لیکن آپ اسے کیا کہیں گے۔ کس سے محتاط رہنے کا کہیں گے"۔ صدر نے پوچھا۔

" پاکیشیا سیکرٹ سروس اور پاکیشیائی حکام سے اور کس کے بارے میں کہنا ہے"...... وزیراعظم نے جواب دیا۔

" ٹھیک ہے۔ آپ اسے مکمل طور پر محتاط رہنے کا کہہ دیں کیونکہ ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ وہ جلدی کرے اور پہلے ہی جا کر کام شروع کر دے۔ ایسی صورت میں وہ چیک بھی ہو سکتا ہے اور اگر وہ چیک ہو گیا تو پھر ساری بات کھل جائے گی"...... صدر نے کہا۔

" یس سر"...... وزیراعظم نے کہا تو صدر صاحب اٹھ کھڑے ہوئے۔ ان کے اٹھتے ہی پرائم منسٹر بھی کھڑے ہو گئے۔

" آپ نے پوری طرح احتیاط کرنی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ آپ کی کال کی وجہ سے جانسن چیک ہو جائے"...... صدر نے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

" میں خیال رکھوں گا جناب"...... وزیراعظم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اوکے۔ میں حفاظتی سرکٹ آف کر دوں"...... صدر نے کہا اور اندرونی دروازے کے ساتھ دیوار میں نصب سوئچ بورڈ کی طرف بڑھ گئے۔

"کیا رزلٹ رہا تمہارے سروے کا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے بلیک زیرو سے پوچھا۔ بلیک زیرو فورٹ ڈیم کے علاقے کا اپنے طور پر سروے کر کے تین روز بعد واپس آیا تھا جبکہ اس دوران عمران دانش منزل میں ہی رہا تھا۔

"میں نے مکمل سروے کر لیا ہے۔ یہ سارا مسئلہ ہی غلط ہے۔ وہاں کسی قسم کی سازش نہیں ہو سکتی"...... بلیک زیرو نے بڑے حتمی لہجے میں کہا۔

"سلیمان کے آئیڈیئے کو ذہن میں رکھا تھا تم نے"...... عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں۔ میں نے وہاں نہ صرف دریائے فورٹ بلکہ ارد گرد کے علاقوں میں موجود دوسرے نہری نالوں کے بارے میں بھی تفصیل معلوم کی ہے۔ جھیل اور ڈیم کو اس انداز میں تیار کیا جائے گا کہ

دوگنا پانی آ جانے کی صورت میں بھی ڈیم اور جھیل کو کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا اس لئے سلیمان والا آئیڈیا بھی درست نہیں ہے۔ ویسے میں نے وہاں ہونے والی بارشوں کا ریکارڈ دیکھا ہے اس سے بھی کوئی فرق نہیں پڑے گا"...... بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر یہ سب کچھ میرا مطلب ہے رمیش سنگھ اور دوسرے افراد کی ہلاکت اور سیکرٹ سروس کی ٹیم کے دورے کی رپورٹ رمیش سنگھ تک پہنچانے والی بات یہ سب آخر کیوں ہوا ہے"...... عمران نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہو سکتا ہے کہ کوئی اور سلسلہ ہو۔ بہرحال ڈیم کے خلاف سازش نہیں ہو رہی ہے اور نہ ہو سکتی ہے"...... بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ اب یہی کہا جا سکتا ہے"...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"کیا آپ کو یقین ہے کہ سازش واقعی ہو رہی ہے"...... بلیک زیرو نے عمران کے الفاظ کی بناء پر کہا۔

"میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ کچھ نہ کچھ بہرحال ضرور ہو رہا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ ہم اس کا ادراک نہیں کر پا رہے"۔ عمران نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"تو پھر اس کی ایک صورت ہو سکتی ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے کسی ممبر کو وہاں مستقل تعینات کر دیا جائے اور پھر اس

سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"ناٹران بول رہا ہوں سر"...... دوسری طرف سے ناٹران کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"یس"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"جناب ایک اہم اطلاع ملی ہے کہ پرائم منسٹر صاحب نے صدر صاحب کے ساتھ اکیلے جا کر خصوصی میٹنگ روم میں میٹنگ کی اور پھر وہ اپنے آفس واپس آ گئے۔ وہاں سے انہوں نے خصوصی فون کے ذریعے لاجم کال کی چونکہ یہ خصوصی فون تھا اس لئے گفتگو کے بارے میں تو علم نہیں ہو سکا البتہ انہوں نے کسی جانسن سے بات کی ہے اور ایف ڈی اور پاکیشیا کا حوالہ بھی اس گفتگو میں دیا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ جو اہم بات سامنے آئی ہے وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا حوالہ ہے"...... ناٹران نے کہا۔

"جب خصوصی فون کی گفتگو چیک نہیں ہو سکی تو یہ حوالہ جات کیسے سامنے آئے ہیں"...... عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

"پرائم منسٹر صاحب جو کچھ بولتے رہے ہیں وہ سنا بھی گیا تھا لیکن وہ لاجمی زبان میں بات کر رہے تھے اور یہ زبان ہمارے آدمی کو جو یہ سب کچھ سن رہا تھا سمجھ نہیں آ سکی البتہ یہ الفاظ مقامی زبان میں ادا کئے گئے تھے اس لئے وہ سن لئے گئے تھے"...... ناٹران نے جواب

دیا۔

"کیا ان کی بات ٹیپ نہیں ہو سکی"...... عمران نے مخصوص لہجے میں پوچھا۔

"جی نہیں۔ صرف سنی جا سکی ہے"...... دوسری طرف سے ناٹران نے جواب دیا۔

"کیا یہ معلوم ہو سکا ہے کہ انہوں نے لاجم کسے فون کیا ہے یا کس نمبر پر فون کیا گیا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"جی نہیں۔ یہ بھی نہیں معلوم ہو سکا"...... ناٹران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ اس سلسلے میں مزید کوشش جاری رکھو"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"اب تو مجھے بھی یقین ہوتا جا رہا ہے کہ واقعی کوئی سازش ہو رہی ہے"...... بلیک زیرو نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ اب یہ بات کنفرم ہو گئی ہے کیونکہ لاجم کی فرم ہی ڈیم تعمیر کر رہی ہے اور یقیناً یہ جانسن اس فرم کا کوئی خاص آدمی ہو گا"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"انکوائری پلیز"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"لاجم کا رابطہ نمبر اور اس کے دارالحکومت کا رابطہ نمبر دے دیں"...... عمران نے کہا۔

"ہولڈ کریں سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو سر۔ کیا آپ لائن پر ہیں سر"...... تھوڑی دیر بعد انکوائری آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

"یس"...... عمران نے جواب دیا تو انکوائری آپریٹر نے لاجم کا رابطہ نمبر اور اس کے دارالحکومت کا رابطہ نمبر بتا دیا اور عمران نے کریڈل دبا کر ٹون آنے پر انکوائری آپریٹر کے بتائے ہوئے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے وہاں کی انکوائری کے نمبر ڈائل کر دیئے کیونکہ پورے یورپ میں اور ایکریمیا میں انکوائری کا ایک ہی نمبر مخصوص تھا اس لئے یہ نمبر کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہ رہتی تھی۔

"انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"آرکسٹاکس کنسٹرکشن کمپنی کے ہیڈ آفس کا نمبر دیں"۔ عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا اور عمران نے ایک بار پھر کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"آرکسٹاکس کنسٹرکشن کمپنی"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"جانسن سے بات کرائیں۔ میں پاکیشیا سے بول رہا ہوں"۔ عمران نے کہا۔

"پورا نام بتائیں پلیز۔ یہاں تو کئی مسٹر جانسن ہیں"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"پورے نام کا مجھے علم نہیں ہے۔ صرف اتنا بتا سکتا ہوں کہ ان کا تعلق پاکیشیا میں بننے والے فورٹ ڈیم سے کسی نہ کسی انداز میں ہے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں آپ کی بات ایشیائی سیکشن کے مینجر مسٹر رابرٹ سے کرا دیتی ہوں وہ آپ کو بہتر گائیڈ کر سکیں گے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے۔ تھینک یو"...... عمران نے کہا۔

"ہیلو رابرٹ بول رہا ہوں مینجر ایشیائی سیکشن"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی مردانہ آواز سنائی دی۔

"میرا نام علی عمران ہے۔ آپ کی فرم نے پاکیشیا میں فورٹ ڈیم کی تعمیر کا ٹھیکہ لیا ہوا ہے اور میں بھی اس ڈیم سے متعلق ہوں۔ میں نے اس سلسلے میں جانسن سے بات کرنی ہے"...... عمران نے کہا۔

"کسی جانسن کا براہ راست تو کوئی تعلق فورٹ ڈیم سے نہیں ہے اور یہاں جانسن دو تین ہی نہیں بلکہ سات آٹھ ہیں۔ آپ مجھے بتائیں کہ آپ نے کس سلسلے میں ان سے بات کرنی ہے"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کافرستان کے پرائم منسٹر نے ان سے بات کی تھی۔ اسی حوالے سے میں نے ان سے بات کرنی ہے۔ اب آپ خود ہی بتا دیں کہ

پرائم منسٹر کافرستان کس جانسن سے بات کر سکتے ہیں"....... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ میں سمجھ گیا کہ آپ نے جانسن ریڈ سے بات کرنی ہے۔ وہ پرائم منسٹر کافرستان کے ذاتی دوست ہیں اور ان کے کلاس فیلو بھی رہے ہیں"....... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"وہ یہاں فرم میں کیا کرتے ہیں"....... عمران نے پوچھا۔

"وہ ہماری فرم کے چند ٹاپ ماہرین میں سے ایک ہیں۔ وہ جیالوجسٹ ہیں۔آپ کو ان سے کیا کام ہے"....... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"فوری طور پر تو کام نہیں ہے۔ میں نے ان سے صرف پوچھنا تھا کہ وہ کب پاکیشیا تشریف لا رہے ہیں"....... عمران نے گول مول سا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں آپ کو نمبر بتا دیتا ہوں آپ اس نمبر پر ان سے رابطہ کر سکتے ہیں"....... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی نمبر بتا دیا گیا۔

"تھینک یو"....... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"جیالوجسٹ۔ یعنی زمین کے بارے میں ماہر بھلا کیا سازش کر سکتا ہے"....... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہی بات میں سوچ رہا ہوں"....... عمران نے انتہائی الجھے

ہوئے انداز میں کہا۔

"آپ اس سے بات کر لیں۔ ہو سکتا ہے کہ کوئی اشارہ مل جائے"....... بلیک زیرو نے کہا۔

"لاجم میں ہمارا فارن ایجنٹ کون ہے"....... عمران نے کہا۔

"سٹیوراٹ"....... بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"اس کا فون نمبر مجھے دو۔ میں اس کے ذمے یہ کام لگاتا ہوں کہ وہ جانسن ریڈ سے اصل بات اگلوائے"....... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے میز کی دراز کھولی اور اس میں سے ایک ڈائری نکال کر اس نے اسے کھولا اور پھر ایک صفحہ اس نے عمران کے سامنے رکھ دیا۔ عمران نے بغور اس صفحے کو دیکھا اور پھر رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"جسکاٹ کلب"....... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"سٹیوراٹ سے بات کراؤ"....... عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

"ہیلو۔ سٹیوراٹ بول رہا ہوں"....... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"سپیشل فون پر پاکیشیا کال کرو"....... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی س نے رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد پاس پڑے ہوئے سپیشل فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔چیف سپیکنگ"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"سٹیوارٹ بول رہا ہوں چیف۔حکم سر"...... دوسری طرف سے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"لاجم کے دارالحکومت میں ڈیم وغیرہ بنانے کی ایک مشہور تعمیراتی فرم ہے آرکسٹاکس کنسٹرکشن کمپنی۔اس میں ایک آدمی جانسن ریڈ کام کرتا ہے جو بطور جیالوجسٹ فرم سے منسلک ہے۔اس فرم کے تحت پاکیشیا میں ایک ڈیم جسے فورٹ ڈیم کا نام دیا گیا ہے تعمیر کیا جارہا ہے۔اس ڈیم کے خلاف کافرستان حکومت کوئی سازش کر رہی ہے اور اس سازش کے سلسلے میں جانسن ریڈ کو استعمال کیا جارہا ہے۔وہ کافرستان کے پرائم منسٹر کا دوست اور کلاس فیلو رہا ہے اور پرائم منسٹر کافرستان نے اس سے فون پر بات کی ہے کہ وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس سے محتاط رہے۔تم اس جانسن ریڈ کی نگرانی کراؤ اور اس کے رابطے چیک کر کے مجھے تفصیلی رپورٹ دو"۔عمران نے سرد لہجے میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"سازش کیا ہے سر"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے پوچھا گیا۔

"یہی بات تو معلوم کرنی ہے"...... عمران نے کہا۔

"یس سر۔میں کام شروع کر دیتا ہوں۔میں جلد ہی آپ کو تفصیلی رپورٹ دوں گا"...... سٹیوارٹ نے کہا۔

"یہ خیال رکھنا کہ جانسن ریڈ یا اس کے کسی آدمی کو شک نہ

پڑے ورنہ ہو سکتا ہے کہ وہ سازش کو بدل دیں اور ہم پھر اندھیرے میں رہ جائیں"...... عمران نے کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے مزید کچھ کہے بغیر رسیور رکھ دیا۔

"میرا تو خیال ہے عمران صاحب کہ آپ بذات خود لاجم چلے جائیں۔سٹیوارٹ شاید وہ کچھ نہ معلوم کر سکے جو ہم معلوم کرنا چاہتے ہیں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"نہیں۔میں سٹیوارٹ کو جانتا ہوں۔وہ خاصا ہوشیار اور سمجھ دار آدمی ہے"...... عمران نے جواب دیا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

فورٹ ڈیم کا چیف انجنیئر اکرام اپنے آفس میں موجود تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اکرام نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... اکرام نے بڑے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"سر۔ لاجم سے جناب جانسن ریڈ صاحب کی کال ہے"۔ دوسری طرف سے اس کے پی اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"اوہ اچھا۔ کراؤ بات"...... اکرام نے چونک کر کہا کیونکہ وہ جانسن ریڈ کو اچھی طرح جانتا تھا اور اس کی سفارش پر ہی اسے اس پراجیکٹ کا چیف انجنیئر مقرر کیا گیا تھا۔

"ہیلو۔ جانسن بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"یس سر۔ میں اکرام بول رہا ہوں"...... اکرام نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"مجھے اطلاع ملی ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس ڈیم کا سروے کر

رہی ہے۔ کیوں۔ سیکرٹ سروس کا ڈیم کی تعمیر سے کیا تعلق ہو سکتا ہے"...... دوسری طرف سے جانسن نے کہا۔

"جناب ان کی ٹیم یہاں آئی تھی۔ ان کا کہنا تھا کہ انہیں خفیہ طور پر اطلاع ملی ہے کہ ڈیم کی تباہی کے لئے کوئی سازش ہو رہی ہے۔ وہ اس سلسلے میں ڈیم کا دورہ کرنے آئے ہیں۔ میں نے انہیں بتایا کہ ابھی تو ڈیم کا اصل کام شروع ہی نہیں ہوا۔ ابھی ڈیم بنا ہی نہیں تو اسے تباہ کرنے کی سازش کیسے ہو سکتی ہے۔ بہرحال وہ پورے ڈیم کا دورہ کر کے واپس چلے گئے تھے۔ اس کے بعد ان کی دوبارہ واپسی نہیں ہوئی"...... اکرام نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"حیرت ہے۔ ڈیم کے خلاف کیا سازش ہو سکتی ہے۔ انہوں نے ڈیم کا نقشہ بھی دیکھا تھا"...... جانسن ریڈ نے پوچھا۔

"یس سر۔ میں نے خود انہیں اس سلسلے میں بریفنگ دی تھی"۔ اکرام نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیولنگ کا کام کہاں تک پہنچا ہے"...... جانسن نے پوچھا۔

"کام ہو رہا ہے جناب۔ ابھی تو ابتدائی حصوں میں ہے"۔ اکرام نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا جھیل کے مشرق میں جو سفید رنگ کی پہاڑی ہے وہاں تک کام ہو گیا ہے یا نہیں"...... جانسن نے پوچھا۔

"جی ہاں۔ وہاں سے تو ابتدا کی گئی ہے جناب"...... اکرام نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا اس پہاڑی پر لیولنگ مکمل ہو چکی ہے"...... جانسن نے چونک کر پوچھا۔

"جی ہاں جناب میں نے بتایا ہے ناں کہ ابتدا ہی وہاں سے کی گئی ہے کیونکہ ہدایات بھی یہی تھیں جناب"۔ اکرام نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ میں نے اس لیولنگ کو خود چیک کرنا ہے اس لئے میں کل صبح دس بجے چارٹرڈ طیارے سے پہنچ جاؤں گا۔ آپ ایئرپورٹ پر مجھے لینے کے لئے پہنچ جائیں"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"یس سر۔ میں پہنچ جاؤں گا سر"...... اکرام نے کہا اور دوسری طرف سے رابطہ ختم ہو گیا۔

"یہ خاص طور پر اس پہاڑی کے بارے میں کیوں پوچھا جا رہا ہے"...... اکرام نے رسیور رکھ کر بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی جیپ اس پہاڑی والے حصے کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ اس نے فیصلہ کیا تھا کہ جانسن کے آنے سے قبل وہ خود اس جگہ کا اچھی طرح معائنہ کرے تاکہ اگر کوئی کمی ہو تو اسے پورا کیا جا سکے۔ تھوڑی دیر بعد اس کی جیپ ڈرائیور نے اس پہاڑی پر لے جا کر روک دی۔ وہاں کام ہو رہا تھا۔ اکرام جیپ سے نیچے اترا تو وہاں موجود سپروائزر اور انجینئر تیزی سے چلتے ہوئے اس کے قریب پہنچ گئے اور انہوں نے مؤدبانہ انداز میں اسے سلام کیا۔

"کام کرتے رہو۔ میں صرف چیکنگ کے لئے آیا ہوں"۔ اکرام

نے کہا تو وہ سلام کر کے واپس مڑ گئے۔ اکرام وہاں کھڑا کچھ دیر تک کام ہوتا دیکھتا رہا۔ پھر تیز تیز قدم اٹھاتا اس جگہ کی طرف بڑھ گیا جہاں سفید رنگ کے پتھروں کی چھوٹی سی پہاڑی تھی جسے کاٹ کر لیول کر دیا گیا تھا۔ یہاں چونکہ لیولنگ کا کام ختم ہو چکا تھا اس لئے وہاں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ اکرام تیز تیز قدم اٹھاتا وہاں پہنچا اور پھر اس نے بغور وہاں ہونے والے کام کو چیک کرنا شروع کر دیا۔ اچانک چلتے چلتے وہ بے اختیار ٹھٹھک کر رک گیا۔ اس کی نظریں ایک جگہ پر جمی ہوئی تھیں۔ اس جگہ کا رنگ ہلکا سرخ نظر آ رہا تھا اور یہ جگہ تقریباً دو میٹر کے قریب تھی۔

"یہاں کیا ہے"...... اکرام نے آگے بڑھ کر اس جگہ کے قریب جاتے ہوئے بڑبڑا کر کہا اور پھر وہاں پہنچ کر وہ جھکا اور اس نے ہلکے سرخ رنگ کا ایک چھوٹا سا پتھر اٹھا لیا اور اسے غور سے دیکھتا رہا لیکن وہ پتھر ہی تھا۔ اس کا رنگ دوسرے پتھروں کی طرح سفید ہونے کی بجائے ہلکے سرخ رنگ کا تھا اور اس دو میٹر کے علاقے میں اس رنگ کے پتھر بکھرے ہوئے تھے۔ وہ کافی دیر تک اس جگہ اور پتھر کو دیکھتا رہا۔ پھر اس نے اس پتھر کو جیب میں ڈال لیا اور واپس مڑ گیا۔ بہرحال وہ پوری طرح مطمئن ہو گیا تھا کہ یہاں لیولنگ معیار کے مطابق درست کی گئی ہے اور وہ یہی بات چیک کرنے آیا تھا اس لئے وہ مطمئن تھا البتہ پتھر اس نے اس لئے جیب میں رکھ لیا تھا کہ وہ اسے اطمینان سے چیک کرنا چاہتا تھا کہ یہ کس قسم کا پتھر ہے۔

عمران اپنے فلیٹ میں موجود تھا۔ سلیمان مارکیٹ گیا ہوا تھا جبکہ عمران سٹنگ روم میں بیٹھا جیالوجی کے موضوع پر ایک تحقیقی کتاب کے مطالعہ میں مصروف تھا۔ جب سے اسے معلوم ہوا تھا کہ جانسن ریڈ جیالوجسٹ ہے اور اس کے بارے میں یہ شک پیدا ہوا تھا کہ وہ فورٹ ڈیم کے خلاف ہونے والی سازش میں کسی نہ کسی انداز میں شریک ہے تو عمران نے جیالوجی کے موضوع پر جدید ترین کتابیں منگوا کر ان کا مطالعہ شروع کر دیا تھا۔ اس نے خاص طور پر ایسی کتابیں منتخب کی تھیں جو فورٹ ڈیم کے علاقے کے بارے میں لکھی گئی تھیں یا پھر ان میں ایسے ارضی عناصر وغیرہ کے بارے میں سائنسی طور پر ڈسکس کیا گیا ہو جو عناصر اس علاقے میں بھی پائے جاتے ہوں۔ اچانک فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے رسیور اٹھا لیا۔

"علی عمران۔ ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"۔ عمران نے کتاب پر نظریں جمائے ہوئے کہا۔

"طاہر بول رہا ہوں عمران صاحب۔ سٹیوراٹ کی رپورٹ ابھی ملی ہے۔ اس نے بتایا ہے کہ جانسن ریڈ اچانک دو روز پہلے ایک چارٹرڈ طیارے سے پاکیشیا گیا تھا اور پھر وہاں چند گھنٹے لگا کر اسی چارٹرڈ طیارے پر وہ واپس لاجم پہنچ چکا ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"تو اس میں کیا خاص بات ہے۔ وہ اس تعمیراتی فرم کا ماہر ہے جو فورٹ ڈیم تعمیر کر رہی ہے اس لئے اس کا تو سائٹ پر آنا جانا رہتا ہی ہو گا"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"سٹیوراٹ نے اس کی رہائش گاہ اور آفس دونوں کے فون ٹیپ کئے ہیں اور اس نے بتایا ہے کہ پاکیشیا سے واپس آنے کے بعد اس نے اپنی رہائش گاہ کے فون سے کافرستان کے پرائم منسٹر کو کال کیا اور انہیں صرف اتنا کہا کہ اب وہ مطمئن رہیں۔ کام ہو گیا ہے اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون بند کر دیا"...... بلیک زیرو نے مزید تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ یہ انتہائی اہم بات ہے۔ سٹیوراٹ نے مزید معلومات کی ہیں کہ اس نے کیوں یہ بات کہی ہے"...... اس بار عمران نے قدرے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"اس کا کہنا ہے کہ اسے اجازت دی جائے کہ وہ اسے اغوا کر کے اس سے تفصیلی پوچھ گچھ کرے کیونکہ ویسے اس بارے میں کہیں سے

کچھ معلوم نہیں ہو رہا۔ میں نے آپ کو فون بھی اسی لئے کیا ہے کہ کیا اسے اجازت دی جائے یا نہیں"....... بلیک زیرو نے کہا۔

" لیکن پھر اسے ہلاک کرنا ضروری ہو جائے گا اور اگر وہ سازش کا کوئی چھوٹا کردار ہوا تو پھر معاملات زیادہ سنگین بھی ہو سکتے ہیں اس لئے میں نے صرف نگرانی اور رابطوں کو چیک کرنے کا حکم دیا تھا"....... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" لیکن عمران صاحب کافرستان کے وزیراعظم کو اس کا یہ پیغام دینا ہی بتا رہا ہے کہ وہ سازش کا معمولی مہرہ نہیں ہے بلکہ مین کردار ہے"....... بلیک زیرو نے کہا۔

" ہاں۔ اب واقعی ایسا ہی لگتا ہے۔ ٹھیک ہے تم سٹیوراٹ کو کہہ دو کہ وہ اسے اغوا کر کے اس سے تفصیلی پوچھ گچھ کرے لیکن اسے خاص طور پر بتا دینا کہ وہ اس بات کا خیال رکھے کہ کہیں وہ بتانے سے پہلے ہلاک نہ ہو جائے"....... عمران نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ میں اسے خاص طور پر کہہ دوں گا"....... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا اور ایک بار پھر اس نے کتاب پر نظریں جما دیں۔ پھر نجانے کتنے گھنٹے مسلسل مطالعہ کرنے کے بعد اس نے کتاب ختم کی اور ایک طویل سانس لے کر اسے بند کر کے میز پر رکھا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی۔

" سلیمان دیکھو کس کا فون ہے۔ میں ذہنی طور پر بے حد تھک گیا ہوں"....... عمران نے اونچی آواز میں کہا کیونکہ سلیمان کافی دیر ہوئے

واپس آگیا تھا۔ دوسرے لمحے سلیمان اندر داخل ہوا اور اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

" سلیمان بول رہا ہوں"....... سلیمان نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

" طاہر بول رہا ہوں۔ عمران صاحب ہیں"....... دوسری طرف سے طاہر کی آواز سنائی دی۔

" جی ہاں"....... سلیمان نے کہا اور رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا جو آنکھیں بند کئے کرسی کی اونچی پشت سے سر ٹکائے بیٹھا ہوا تھا۔

" طاہر صاحب کا فون ہے"....... سلیمان نے کہا تو عمران نے چونک کر آنکھیں کھولیں اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور لے لیا۔

" چائے لے آؤں صاحب"....... سلیمان نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا تو سلیمان تیزی سے واپس مڑ گیا۔

" لیس علی عمران بول رہا ہوں"....... عمران نے سادہ اور سپاٹ لہجے میں کہا کیونکہ وہ واقعی ذہنی طور پر بے حد تھکا ہوا تھا اور اس عالم میں اس کا بولنے کو بھی دل نہ چاہ رہا تھا۔

" عمران صاحب۔ لاجم سے انتہائی اہم اطلاع ملی ہے۔ جانسن ریڈ کو اس کے آفس میں گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا ہے اور اسے ہلاک کرنے والا لاجم کے ایک مقامی سنڈیکیٹ کا آدمی تھا"....... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔

" اوہ۔ پھر سٹیوراٹ نے کیا معلوم کیا ہے"....... عمران نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"سٹیوراٹ نے اسے اس کی رہائش گاہ سے اغوا کرنے کا پلان بنا رکھا تھا لیکن اسے آفس میں ہی گولی مار دی گئی۔ قاتل پہچان لیا گیا ہے جس پر سٹیوراٹ نے اپنے طور پر اس سنڈیکیٹ سے اطلاعات حاصل کیں تو اسے پتہ چلا کہ سنڈیکیٹ کو جانسن ریڈ کے فوری قتل کا ٹاسک کافرستان کی کسی پارٹی نے دیا تھا"...... طاہر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ اس کا مطلب ہے کہ ہم واقعی لیٹ ہو گئے ہیں۔ جانسن ریڈ ہی اس سازش کا اصل مہرہ تھا اس لئے اسے سامنے سے ہٹا دیا گیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"لیکن اس کو سامنے سے ہٹانے سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ سازش مکمل ہو چکی ہے مگر یہاں تو ابھی ڈیم تیار ہی نہیں ہوا پھر سازش کیا ہو سکتی ہے"...... طاہر نے انتہائی الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کافرستان کے حکام کو اس بات کی اطلاع مل چکی ہو کہ جانسن ریڈ کے بارے میں پاکیشیا والوں کو اطلاع مل گئی ہے اس لئے اسے سامنے سے ہٹا دیا گیا ہو اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس نے واقعی کوئی کام کر دیا ہو اور اسے پردہ رکھنے کے لئے سامنے سے ہٹا دیا گیا ہو اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان کے پاکیشیا آنے پر اسے مشکوک سمجھ کر ختم کر دیا گیا ہو۔ سب باتیں ہو سکتی ہیں"۔ عمران نے کہا۔

"لیکن اس کا واپس جا کر پرائم منسٹر کافرستان کو خصوصی طور پر پیغام دینے سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس نے کوئی کام مکمل کر لیا ہے اور اس لئے اسے فوری طور پر سکرین آؤٹ کر دیا گیا ہے"۔ طاہر نے کہا۔

"ہاں۔ غالب امکان واقعی یہی ہے۔ بہرحال اب مجھے دوبارہ فورٹ ڈیم سائٹ پر جا کر اس جانسن ریڈ کی یہاں مصروفیات چیک کرنا پڑیں گی اس کے بعد ہی اگر کچھ معلوم ہو سکا تو معلوم ہو گا"۔ عمران نے کہا۔

"میں ابھی تو سروے کر کے آیا ہوں۔ وہاں تو ابھی ابتدائی مرحلے میں لیولنگ کا کام ہو رہا ہے اور اب لیولنگ کے کام میں ڈیم کے خلاف کیا سازش ہو سکتی ہے"...... طاہر نے کہا۔

"اس کیس میں یہی بنیادی بات تو مسئلہ لاینحل بنی ہوئی ہے۔ سازش ہو رہی ہے بلکہ سازش مکمل ہو گئی ہے لیکن نہ سازش کا پتہ ہے اور نہ ہی سازش کے مابعد اثرات کا۔ بہرحال اب کام تو کرنا ہی ہے اس لئے کچھ نہ کچھ تو کرنا ہی پڑے گا"...... عمران نے کہا۔

"اگر آپ اجازت دیں تو میں آپ کے ساتھ وہاں جاؤں"۔ طاہر نے کہا۔

"نہیں۔ اس کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ نجانے مجھے کتنے دن رہنا پڑے اور کہاں کہاں جانا پڑے"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ سلیمان اس دوران چائے کا کپ

اس کے سامنے رکھ گیا تھا۔ عمران نے چائے کی پیالی اٹھائی اور آہستہ آہستہ گھونٹ گھونٹ اس نے چائے پینا شروع کر دی۔ وہ مسلسل اس بات پر غور کر رہا تھا کہ آخر ڈیم کے خلاف کیا سازش ہو سکتی ہے اور وہ کس طرح مکمل ہو سکتی ہے لیکن حقیقتاً اسے کچھ سمجھ نہ آ رہی تھی۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس بار واقعی اس کا ذہن مکمل طور پر ماؤف ہو چکا ہو۔

کافرستان کے صدر اپنے آفس میں موجود تھے کہ پاس پڑے ہوئے سرخ رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو انہوں نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... صدر نے مخصوص اور باوقار لہجے میں کہا۔

"پرائم منسٹر صاحب لائن پر ہیں جناب"...... دوسری طرف سے ان کے ملٹری سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"یس"...... صدر نے کہا۔

"ہیلو سر"...... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے پرائم منسٹر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ مؤدبانہ تھا۔

"یس۔ کوئی خاص بات ہو گئی ہے"...... صدر نے کہا۔

"یس سر تفصیل سے بات کرنا چاہتا ہوں اور انتہائی بڑی خوشخبری بھی میرے پاس ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں آ

جاؤں"...... دوسری طرف سے بڑے جوشیلے انداز میں کہا گیا تو صدر بے اختیار چونک پڑے۔

"کس سلسلے میں"...... صدر نے کہا۔

"ایف ڈی کے سلسلے میں سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوہ۔ ویری گڈ۔ پھر تو ضرور تشریف لائیں میں آپ کا منتظر ہوں"...... صدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے رسیور رکھا اور پھر انٹرکام کا رسیور اٹھا کر انہوں نے متعلقہ آدمی سے رابطہ کر کے اسے پرائم منسٹر صاحب کی آمد اور ملاقات کے بارے میں ہدایات دے کر رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد انہیں اطلاع ملی کہ پرائم منسٹر صاحب خصوصی میٹنگ روم میں پہنچ چکے ہیں تو وہ کرسی سے اٹھے اور اندرونی دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ خصوصی میٹنگ روم میں پرائم منسٹر موجود تھے جو ان کے اندر داخل ہوتے ہی اٹھ کھڑے ہوئے۔

"تشریف رکھیں"...... رسمی فقروں کی ادائیگی کے بعد صدر نے کہا اور پھر دروازے کے ساتھ دیوار پر موجود سوئچ پینل کا ایک بٹن پریس کر کے وہ خود بھی اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گئے۔

"جناب۔ عظیم کامیابی مبارک ہو۔ فورٹ ڈیم کی تباہی اب مقدر ہو چکی ہے"...... وزیراعظم نے کہا تو صدر بے اختیار اچھل پڑے۔

"اوہ۔ کیسے۔ تفصیل بتائیں"...... صدر نے بڑے اشتیاق

بھرے لہجے میں کہا۔

"جانسن سے میری بات ہوئی تو جانسن نے کہا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس چاہے لاکھ سر پٹک لے وہ اس بارے میں کچھ معلوم نہیں کر سکتی اور جب ڈیم تعمیر ہو جائے گا اور اس میں پانی چھوڑ دیا جائے گا تو پورا ڈیم مکمل طور پر تباہ ہو جائے گا۔ اس نے فوری طور پر اس منصوبے پر کام کرنے کی بات کی۔ چونکہ اس منصوبے کو پہلے ہمارے ماہر جیالوجسٹ لالو رام چیک کر کے اوکے کر چکے تھے اس لئے میں نے اسے اجازت دے دی۔ پھر جانسن کی کال آئی کہ اس نے پاکیشیا جا کر کام مکمل کر دیا ہے اور اب وہ پوری طرح مطمئن ہے تو میں نے ایک خصوصی آدمی کے ذریعے لاجم کے ایک سنڈیکیٹ سے رابطہ کیا اور انہیں فوری طور پر جانسن کے قتل کا ٹاسک دے دیا اور ابھی تھوڑی دیر پہلے مجھے اطلاع ملی ہے کہ جانسن کو اس کے آفس میں ہی گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا ہے۔ اس طرح ہمارا یہ مشن نہ صرف مکمل ہو چکا ہے بلکہ ہمیشہ کے لئے محفوظ بھی ہو چکا ہے۔ اب جب پاکیشیا اربوں کھربوں کا سرمایہ لگا کر ڈیم مکمل کرے گا تو وہ ایک لمحے میں تباہ و برباد ہو جائے گا"...... پرائم منسٹر نے بچوں کے سے انداز میں تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھوں میں مسرت کی تیز چمک تھی۔

"اوہ۔ ویری گڈ۔ رئیلی ویری گڈ۔ یہ بات ہوئی ناں۔ آپ نے اس جانسن کو ہلاک کرا کر واقعی انتہائی عقلمندی کا ثبوت دیا ہے

ورنہ ہو سکتا تھا کہ ڈیم بننے تک پاکیشیا سیکرٹ سروس اس جانسن کا سراغ لگا لیتی اور پھر منصوبہ ناکام ہو سکتا تھا۔ ویری گڈ"...... صدر نے بھی انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

" جناب۔ اب ہر قسم کا خطرہ ختم ہو چکا ہے۔ ہر وہ شخص جس کا کوئی بھی تعلق اس منصوبے سے تھا وہ ختم ہو چکا ہے اور منصوبہ مکمل ہے۔ اس کے باوجود پاکیشیا والے لاکھ سر پٹکیں وہ اس منصوبے تک نہیں پہنچ سکتے۔ بس انہیں اس وقت معلوم ہو گا جب ڈیم تباہ ہو جائے گا"...... پرائم منسٹر نے واقعی بچوں کی طرح ہنستے ہوئے کہا۔ وہ انتہائی خوش نظر آ رہے تھے۔

" زندگی میں پہلی بار پاکیشیا سیکرٹ سروس کو شکست دے کر مجھے واقعی ایسی مسرت کا احساس ہو رہا ہے جو اب تک میرے لئے اجنبی تھی"...... صدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اب جناب آپ چاہیں تو بے شک پاکیشیا کے اعلیٰ حکام کو اطلاع دے دیں کہ ان کا فورٹ ڈیم کبھی کامیاب نہ ہو سکے گا اور وہ جو پاکیشیا کی معیشت کی مضبوطی اور پاکیشیا کی خوشحالی کی امید اس ڈیم سے لگائے ہوئے ہیں وہ یقیناً خاک میں مل جائے گی"...... پرائم منسٹر نے کہا۔

" نہیں۔ ہم اس طرح براہ راست تو نہیں کہہ سکتے۔ البتہ سفارتی انداز میں بات کی جا سکتی ہے۔ اس میں کوئی ہرج نہیں ہے"۔ صدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے پاس پڑے ہوئے فون کا

رسیور اٹھا کر اس کا ایک بٹن پریس کر دیا۔

" یس سر"...... دوسری طرف سے ان کے ملٹری سیکرٹری کی مخصوص آواز سنائی دی۔

" پاکیشیا کے صدر سے ہاٹ لائن پر میری بات کرائیں"۔ صدر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو صدر نے رسیور اٹھا لیا۔

" یس"...... صدر نے کہا۔

" جناب پاکیشیا کے صدر کسی تقریب میں شرکت کے لئے گئے ہوئے ہیں۔ ان کی پریذیڈنٹ ہاؤس میں واپسی کل ہو گی"۔ دوسری طرف سے ملٹری سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

" پاکیشیا کے سیکرٹری خارجہ سر سلطان سے بات کرائیں"۔ صدر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

" سر سلطان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہی پاکیشیا سیکرٹ سروس کے انتظامی انچارج ہیں"...... پرائم منسٹر نے کہا۔

" ہاں۔ اس طرح پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف تک بھی اطلاع پہنچ جائے گی اور پھر وہ جو اپنے آپ کو نجانے کیا سمجھتا ہے تلملا کر رہ جائے گا"...... صدر نے کہا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو صدر صاحب نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

" یس"...... صدر صاحب نے لہجے کو باوقار بناتے ہوئے کہا۔

" پاکیشیا وزارت خارجہ کے سیکرٹری سر سلطان لائن پر ہیں

جناب"...... ملٹری سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"ہیلو"...... صدر نے باوقار لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا تاکہ دوسری طرف سے آنے والی آواز پرائم منسٹر صاحب بھی سن سکیں۔

"سلطان بول رہا ہوں جناب۔ سیکرٹری وزارت خارجہ"۔ دوسری طرف سے ایک باوقار سی آواز سنائی دی۔

"سر سلطان۔ میں نے پاکیشیا کے جناب صدر سے بات کرنا چاہی تھی لیکن مجھے بتایا گیا ہے کہ وہ کسی تقریب کے سلسلے میں مصروف ہیں اس لئے آپ سے بات کی جا رہی ہے کیونکہ میں پاکیشیا کے مفاد میں ایک اطلاع بہم پہنچانا چاہتا ہوں۔ بہرحال ہم ہمسایہ ہیں اور ہمسایوں کے ایک دوسرے پر بڑے حقوق ہوتے ہیں"...... صدر نے کہا اور کن انکھیوں سے پرائم منسٹر کی طرف دیکھا جو صدر کی بات سن کر بے اختیار مسکرا رہے تھے۔

"جی فرمائیے"...... دوسری طرف سے مختصر طور پر جواب دیا گیا۔

"مجھے اطلاع ملی ہے کہ پاکیشیا اور آران کی سرحد پر جو ڈیم بنایا جا رہا ہے اور جس کا نام فورٹ ڈیم ہے اس کے خلاف کوئی انتہائی خوفناک سازش کی جا رہی ہے جو اگر کامیاب ہو گئی تو ڈیم تباہ و برباد ہو جائے گا اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ ڈیم پاکیشیا کی خوشحالی اور معیشت کی مضبوطی کا ضامن بنے گا اور پھر نہ صرف پاکیشیا کا انتہائی کثیر سرمایہ اس پر خرچ ہو رہا ہے بلکہ پاکیشیا نے اس ڈیم کے سلسلے

میں عالمی اداروں سے بھاری قرض کے حصول کے معاہدے بھی کر رکھے ہیں اس لئے میرا یہ فرض بنتا ہے کہ آپ تک یہ اطلاع پہنچا دی جائے"...... صدر نے کہا۔

"آپ کا بہت شکریہ جناب۔ ویسے حکومت آران نے بھی پہلے اس بارے میں اطلاع دی تھی اور پاکیشیا سیکرٹ سروس اس سازش کا کھوج لگا رہی ہے اور مجھے اللہ تعالیٰ کی مدد پر پورا بھروسہ ہے کہ وہ کامیاب رہے گی۔ بہرحال آپ کی اس اطلاع پر ہم آپ کے بے حد مشکور ہیں"...... سر سلطان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس کامیاب ہو جائے تو یہ پاکیشیا کے حق میں بہتر ہو گا۔ گڈ بائی"...... صدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے رسیور رکھ دیا۔

"ہونہہ۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کامیاب ہو جائے گی۔ کیسے کامیاب ہو سکتی ہے۔ زندگی بھر کامیاب نہیں ہو سکتی۔ ہونہہ"۔ صدر نے رسیور رکھ کر بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"بالکل جناب۔ ایسا تو ممکن ہی نہیں رہا۔ اس ڈیم کی تباہی تو اب ہر لحاظ سے یقینی ہو چکی ہے۔ ویسے آپ نے بڑے خوبصورت انداز میں بات کی ہے جناب"...... پرائم منسٹر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جب ڈیم تباہ ہو گا تو میں ایک بار پھر کافرستان کی حکومت کی طرف سے افسوس کا اظہار کروں گا"...... صدر نے مسکراتے ہوئے

کہا تو پرائم منسٹر بھی آہستہ سے ہنس پڑے۔
"اوکے۔ جناب اب مجھے اجازت دیجئے"...... پرائم منسٹر نے کہا
تو صدر سر ہلاتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے اور پرائم منسٹر بڑے
گرمجوشانہ انداز میں ان سے مصافحہ اور سلام کر کے میٹنگ روم کے
بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئے جبکہ صدر نے مڑ کر سوئچ پینل کا
بٹن آف کر دیا تھا۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو اس کا انداز
ایسا تھا جیسے وہ کافی سے زیادہ تھک گیا ہو۔
"آپ بہت تھکے ہوئے لگ رہے ہیں۔ خیریت"...... بلیک زیرو
نے سلام دعا کے بعد کہا۔
"ذہنی تھکاوٹ جسم پر بہت زیادہ اثر انداز ہوتی ہے اور میری
ذہنی تھکاوٹ اب اپنی انتہا پر پہنچ چکی ہے"...... عمران نے کہا اور
کرسی پر بیٹھ گیا۔
"کافی پلاؤں یا چائے"...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"کافی لے آؤ۔ شاید اس سے تھکاوٹ قدرے کم ہو جائے"۔
عمران نے کہا۔
"آپ اس دوران سر سلطان کو فون کر لیں۔ کل سے وہ آپ کو
بار بار پوچھ رہے ہیں"...... بلیک زیرو نے کچن کی طرف بڑھتے

ہوئے کہا۔

" ابھی نہیں۔ کافی پینے کے بعد"...... عمران نے کہا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد بلیک زیرو نے ہاٹ کافی کا ایک کپ عمران کے سامنے رکھا اور دوسرا کپ اٹھائے وہ اپنی کرسی کی طرف مڑ گیا۔

" آپ فورٹ ڈیم سائٹ پر گئے تھے۔ کیا معلوم ہوا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

" کچھ بھی نہیں۔ جانسن ریڈ وہاں پہنچا۔ اس نے مختلف آلات کی مدد سے اب تک ہونے والی لیولنگ چیک کی۔ اس وقت اس کے ساتھ چیف انجنیئر اکرام اور سپروائزر وغیرہ بھی تھے اور پھر یہ کام کر کے اس نے کھانا کھایا اور کچھ دیر آرام کرنے کے بعد وہ واپس چلا گیا۔ میں نے اس کمرے کی تلاشی بھی لی جہاں اس نے آرام کیا۔ ان لوگوں سے بھی تفصیلی معلومات حاصل کیں جن کے سامنے اس نے کام کیا۔ چیف انجنیئر سے بھی تفصیلی بات چیت ہوتی رہی لیکن کسی کو بھی کچھ معلوم نہ تھا اس لئے بے نیل و مرام واپس آنا پڑا"۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اس بار تو واقعی ہمارے ستارے سخت گردش میں آ گئے ہیں۔ کوئی بات سامنے ہی نہیں آ رہی"...... بلیک زیرو نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

" ہاں۔ لگتا تو ایسے ہی ہے"...... عمران نے کافی کا آخری گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

" اس کا مطلب ہے کہ آپ اب اس کیس کے سلسلے میں مکمل طور پر مایوس ہو چکے ہیں"...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر یکلخت غصے کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

" آئندہ میرے سامنے یہ الفاظ نہ کہنا ورنہ انتہائی سخت سزا دوں گا۔ مایوسی کفر ہے۔ ابلیس کا مطلب بھی مایوسی ہوتا ہے اور شیطان کو اس لئے ابلیس کہا جاتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہو گیا تھا۔ حالات چاہے کیسے بھی کیوں نہ ہوں انسان کو مایوس اور نا امید نہیں ہونا چاہئے اور ہر وقت اللہ تعالیٰ سے رحمت کی دعا مانگتے رہنا چاہئے"...... عمران نے کہا۔

" آئی ایم سوری عمران صاحب۔ بس ویسے ہی یہ الفاظ منہ سے نکل گئے تھے۔ آئندہ محتاط رہوں گا"...... بلیک زیرو نے شرمندہ سے لہجے میں کہا تو عمران نے اسے کوئی جواب دینے کی بجائے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

" پی اے ٹو سیکرٹری خارجہ"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے سر سلطان کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

" یہ لفظ ٹو سے تمہاری کیا مراد ہے کیونکہ جب میں سکول میں پڑھا کرتا تھا تو اس لفظ کے موقع محل کے مطابق معنی میری سمجھ میں نہ آیا کرتے تھے۔ ٹو کا مطلب دو بھی ہوتا ہے، ٹو کا مطلب مزید بھی ہوتا ہے اور ٹو کا تیسرا مطلب کسی سے مناسبت بھی ہوتا ہے۔ ویسے

چیف صاحب بھی اپنے آپ کو ٹو کہلاتے ہیں ۔ میرا کئی بار دل چاہا کہ ان سے پوچھوں کہ وہ کس معنی میں ٹو کہلاتے ہیں لیکن بڑے لوگوں سے ڈر بھی لگتا ہے کیونکہ خوش ہو جائیں تو گالی دینے پر انعام و ایوارڈ بھی دے دیتے ہیں کہ دیکھو کتنا بہادر آدمی ہے یہ ہمارے منہ پر گالی دے رہا ہے اور ناراض ہو جائیں تو تعریف پر بھی سر قلم کر دیتے ہیں کہ خوشامد کر رہا ہے اس لئے تم ہی بتا دو کیونکہ تم بھی میری طرح کے ہی ٹو لگتے ہو۔ یعنی میں نمائندہ خصوصی ٹو چیف اور تم پی اے ٹو سیکرٹری خارجہ "۔ عمران کی زبان نجانے کب سے بند تھی اور جب رواں ہوئی تو بس رواں ہی ہوتی چلی گئی۔

" عمران صاحب میرے فقرے میں جو ٹو آتا ہے اس کا مطلب تو مناسبت ہی ہے البتہ چیف صاحب والے ٹو کا مطلب میں نہیں بتا سکتا۔ البتہ آپ صاحب سے پوچھ لیں میں ان سے آپ کی بات کرا دیتا ہوں"...... دوسری طرف سے پی اے نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

" سلطان بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

" حقیر فقیر پر تقصیر ہیچ مدان بندہ نادان علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" شکر ہے اس کے باوجود بول تو رہے ہو"...... دوسری طرف

سے سر سلطان نے جواب دیا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

" بزرگ کہتے ہیں جب تک کوئی بولے نہیں اس وقت تک اس کی لیاقت اور ظرف کا علم نہیں ہو سکتا اس لئے مجبوری ہے بول رہا ہوں تاکہ آپ پر میری لیاقت کا کچھ تو رعب پڑ سکے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" وہ رعب تو تمہاری ڈگریوں سے ہی پڑ جاتا ہے اس لئے مزید کیا رعب پڑے گا۔ بہرحال میں نے تمہیں بار بار کال اس لئے کیا تھا کہ کافرستان کے صدر صاحب نے باقاعدہ مجھے فون کر کے فورٹ ڈیم کے سلسلے میں ہونے والی سازش کے بارے میں آگاہ کیا ہے"۔ سر سلطان نے کہا تو عمران اور بلیک زیرو دونوں بے اختیار چونک پڑے۔

" آپ کو فون کیا لیکن یہ تو پروٹوکول کے خلاف ہے"۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" انہوں نے پاکیشیا کے صدر صاحب کو کال کیا تھا لیکن وہ کسی تقریب کے سلسلے میں گئے ہوئے تھے اس لئے انہوں نے مجھے کال کیا"...... سر سلطان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اچھا۔ کیا فرمایا ہے انہوں نے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"چونکہ یہ آفیشل اور انتہائی اہم کال تھی اس لئے اسے ریکارڈ کر لیا گیا ہے تاکہ پاکیشیا کے صدر صاحب کو یہ گفتگو سنوائی جا سکے۔ اگر

تم کہو تو میں یہ ٹیپ تمہیں سنوا دوں"...... سر سلطان نے کہا۔

"اگر ایسا ہو سکے تو زیادہ بہتر ہے"...... عمران نے کہا۔

" میں سنواتا ہوں تمہیں"...... سر سلطان نے کہا اور پھر خاموشی طاری ہو گئی۔

" اس کا مطلب ہے عمران صاحب کہ کافرستان کی سازش واقعی مکمل ہو چکی ہے اور یہ کال ہمیں چڑانے کے لئے کی گئی ہے"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

" ہاں۔ اس بار ان کا داؤ چل گیا ہے۔ بہرحال اللہ تعالیٰ کرم کرے گا"...... عمران نے جواب دیا۔

" ہیلو عمران۔ کیا تم لائن پر ہو"...... تھوڑی دیر بعد سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

" کرسی پر بیٹھا ہوں جناب۔ لائن پر بیٹھ کر میں نے خودکشی تو نہیں کرنی۔ آج کل تو ریلوے ٹرینیں شتر بے مہار ہو چکی ہیں"۔ عمران کی زبان ایک بار پھر رواں ہو گئی لیکن دوسرے طرف سے کوئی جواب نہ دیا گیا اور پھر کافرستان کے صدر کی آواز سنائی دی اور عمران اور بلیک زیرو دونوں نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ پھر جیسے جیسے صدر اور سر سلطان کی گفتگو آگے بڑھتی رہی ان دونوں کے چہروں پر کھچاؤ بھی ساتھ ساتھ بڑھتا رہا۔

" تم نے سن لی یہ کال"...... سر سلطان کی آواز دوبارہ سنائی دی۔

" آج پہلی بار مجھے اندازہ ہوا ہے کہ حکومت پاکیشیا آپ کو اپنا

گراں قدر سرمایہ کیوں کہتی ہے۔ آپ نے جس خوبصورت سفارتی انداز میں جواب دیا ہے وہ واقعی بے مثال ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اس تعریف کا شکریہ۔ لیکن یہ بتاؤ کہ آخر یہ سب کیا ہو رہا ہے۔ کیا واقعی فورٹ ڈیم کے خلاف سازش ہو رہی ہے اور اگر ہو رہی ہے تو پھر تم نے اب تک اس سلسلے میں کیا کیا ہے"...... سر سلطان نے جواب دیا۔

" سازش صرف ہو نہیں رہی بلکہ مکمل بھی ہو چکی ہے کیونکہ اگر یہ مکمل نہ ہو چکی ہوتی تو کافرستان کے صدر جو اس سازش کے سرغنہ ہیں اس انداز میں کال نہ کرتے اور ہماری صحیح پوزیشن تو یہ ہے کہ ہمیں ابھی تک یہ بھی معلوم نہیں ہو سکا کہ سازش ہے کیا کیونکہ ابھی تو ڈیم تیار ہی نہیں ہوا۔ ابھی تو اس کا ابتدائی مرحلہ زیر تعمیر ہے اور اسے تیار ہونے میں تو کئی سال لگ جائیں گے"...... عمران نے جواب دیا۔

" کیا مطلب۔ ادھر تم کہہ رہے ہو کہ سازش مکمل ہو چکی ہے ادھر کہہ رہے ہو کہ ابھی کام ہی شروع نہیں ہوا"...... سر سلطان نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

" یہی تو اصل الجھن ہے۔ ویسے میرے ذہن میں آپ سے بات کرتے ہوئے ایک پوائنٹ آیا ہے۔ میں اب اس پوائنٹ پر کام کروں گا۔ آپ بہرحال یقین رکھیں جلد ہی آپ کافرستان کے صدر کو

اس سازش کے خاتمے کی خوشخبری سنا رہے ہوں گے کیونکہ آپ بھی ان کی طرح حق ہمسائیگی رکھتے ہیں"....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اللہ تعالیٰ تمہاری زبان مبارک کرے کیونکہ یہ ڈیم واقعی انتہائی خوشحالی کا ضامن ہے"....... سر سلطان نے کہا۔

"آپ دعا کیجئے۔ خدا حافظ"....... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"اس بار عجیب گھن چکر کیس سے پالا پڑ گیا ہے۔ بہر حال آپ کے ذہن میں کیا پوائنٹ آیا ہے"....... بلیک زیرو نے قدرے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یہی کہ واقعی جا کر سید چراغ شاہ صاحب کے گھٹنے پکڑ لوں اور کیا ہو سکتا ہے"....... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"مطلب ہے آپ شکست کا اعتراف کرنا چاہتے ہیں"....... بلیک زیرو نے مزے لے لے کر کہا۔

"شکست کا اعتراف کرنا مردانگی میں شامل ہوتا ہے۔ وہ کیا کہتے ہیں سپورٹس مین اسپرٹ۔ ویسے اسپرٹ کی بجائے اگر وہ لکڑی پر پالش کرنے والی سپرٹ کہا جائے تو زیادہ بہتر ہو گا"....... عمران کی زبان چل پڑی اور بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"تو کیا آپ واقعی اب سید چراغ شاہ صاحب کے پاس جائیں گے سازش کا سراغ لگانے"....... بلیک زیرو نے کہا۔

"اور اگر انہوں نے تمہیں کان پکڑنے کا حکم دے دیا تو پھر مرغا بھی بننا پڑے گا۔ یہ سوچ لو"....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مجھے کیوں"....... بلیک زیرو نے چونک کر کہا۔

"ایکسٹو تو تم ہو۔ میں تو بس تمہارا نمائندہ خصوصی ہوں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شاہ صاحب کو معلوم ہے کہ کون اصل ہے اور کون ڈمی اس لئے مرغا آپ کو ہی بننا پڑے گا"....... بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

اسی لمحے عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"انکوائری پلیز"....... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"نیشنل یونیورسٹی کے شعبہ جیالوجی کا نمبر دیں"....... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے انکوائری آپریٹر کا بتایا ہوا نمبر ڈائل کرنا شروع کر دیا۔

"شعبہ جیالوجی نیشنل یونیورسٹی"....... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"یہاں ڈاکٹر انیس احمد صاحب ہوں گے ان سے میری بات کرا دیں۔ میرا نام علی عمران ہے"....... عمران نے کہا۔

"اوہ جناب ڈاکٹر صاحب تو گزشتہ سال ریٹائرڈ ہو چکے ہیں۔ اب

تو وہ اپنی رہائش گاہ پر ہوتے ہیں۔ وہاں آپ کی ملاقات ہو سکتی ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" ان کی رہائش گاہ کا پتہ بھی بتا دیں اور ان کا فون نمبر بھی۔ میں بے حد مشکور ہوں گا"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے پتہ اور فون نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے اس کا شکریہ ادا کیا اور پھر کریڈل دبا کر اس نے ٹون آنے پر بتایا گیا نمبر ڈائل کرنا شروع کر دیا۔

" جی صاحب"...... رابطہ قائم ہوتے ہی کسی ملازم کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

" ڈاکٹر صاحب سے کہیں کہ علی عمران بات کرنا چاہتے ہیں"۔ عمران نے کہا۔

" جی صاحب۔ ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" ڈاکٹر انیس بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

" السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ ڈاکٹر صاحب۔ میں علی عمران بول رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

" وعلیکم السلام عمران صاحب۔ آپ۔ خیریت۔ کیسے کال کی ہے"...... دوسری طرف سے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

" آپ سے ایک اہم معاملے کے لئے مدد چاہئے ۔ پاکیشیا کے مستقبل کا مسئلہ ہے"...... عمران نے کہا۔

" پاکیشیا کے مفاد کے لئے تو میں ہر وقت حاضر ہوں لیکن مسئلہ

ہے کیا جس میں میری ضرورت پڑ گئی ہے"...... ڈاکٹر انیس نے کہا۔

" بالمشافہ تفصیل سے بات ہو گی۔ اگر آپ وقت دیں تو میں ابھی حاضر ہو جاؤں"...... عمران نے کہا۔

" ضرور ضرور۔ میں منتظر رہوں گا"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے شکریہ ادا کر کے رسیور رکھ دیا۔

" اب اس کے سوا اور کوئی صورت نہیں رہی کہ کسی ماہر جیالوجسٹ کی خدمات حاصل کی جائیں۔ سر سلطان سے بات کرتے ہوئے میرے ذہن میں یہی پوائنٹ آیا تھا کہ جانس ریڈ بہرحال جیالوجسٹ ہے۔ اس نے اس زمین پر جہاں ڈیم بن رہا ہے کوئی ایسی کارروائی کی ہے جس سے یہ بات یقینی ہو گئی ہے کہ ڈیم بننے کے بعد تباہ ہو جائے اور اس بات کا ادراک بہرحال کوئی ماہر جیالوجسٹ ہی کر سکتا ہے حالانکہ میں نے اپنے طور پر جیالوجی کے سجیکٹ پر کتابیں پڑھی ہیں لیکن بہرحال ڈاکٹر انیس کے علم اور تجربے کا تو میں مقابلہ نہیں کر سکتا"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

" تو کیا آپ ڈاکٹر انیس کو سائٹ پر ساتھ لے جائیں گے"۔ بلیک زیرو نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

" ہاں۔ وہاں جا کر ہی کچھ معلوم ہو سکتا ہے"...... عمران نے کہا اور پھر مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار اس کالونی کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی جہاں ڈاکٹر انیس

کی رہائش گاہ تھی۔ کچھ دیر بعد وہ ڈاکٹر انیس کے ڈرائینگ روم میں موجود تھا۔

" ڈاکٹر صاحب تشریف لا رہے ہیں "...... ملازم نے مشروب کی ایک بوتل لا کر اس کے سامنے رکھتے ہوئے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر اس نے بوتل ختم کی ہی تھی کہ دروازہ کھلا اور بھاری جسم کے ادھیڑ عمر ڈاکٹر انیس اندر داخل ہوئے تو عمران احتراماً اٹھ کھڑا ہوا۔ ڈاکٹر انیس سے اس کی ملاقات یونیورسٹی کی لائبریری میں کئی بار ہو چکی تھی اس لئے وہ اسے اچھی طرح جانتے تھے۔

" بیٹھو "...... سلام دعا کے بعد ڈاکٹر انیس نے کہا اور خود بھی وہ صوفے پر بیٹھ گئے۔

" آپ کو میں نے تکلیف دی ہے لیکن مسئلہ ایسا ہے کہ شاید آپ ہی اسے حل کر سکیں "...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" جب سے تمہاری کال آئی ہے میں مسلسل یہی سوچ رہا ہوں کہ ایسا کون سا مسئلہ ہو سکتا ہے جس میں میری مدد کی ضرورت پڑ سکتی ہے۔ بہرحال بتاؤ کیا مسئلہ ہے "...... ڈاکٹر انیس نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران نے شروع سے لے کر اب تک کے سارے واقعات تفصیل سے بتا دیئے۔

" جانسن ریڈ۔ ہاں میں اسے جانتا ہوں۔ خاصا معروف جیالوجسٹ ہے تو اسے ہلاک کر دیا گیا ہے "...... ڈاکٹر انیس نے کہا۔

" جی ہاں "...... عمران نے کہا۔

" لیکن میری سمجھ میں یہ بات نہیں آ رہی کہ جب ڈیم ابھی تیار نہیں ہوا تو اس کو تباہ کیسے کیا جا سکتا ہے جبکہ آپ اس کے نقشے کی طرف سے مطمئن ہیں اور اس کی تعمیر سے بھی۔ جانسن ریڈ کیا کر سکتا ہے "...... ڈاکٹر انیس نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

" میری سمجھ میں تو یہی بات آئی ہے ڈاکٹر صاحب کہ جانسن ریڈ نے اس علاقے جہاں ڈیم تیار ہونا ہے کوئی ایسی کارروائی زمین پر کی ہے کہ جب ڈیم تیار ہو جائے تو وہ خود بخود تباہ ہو جائے۔ اس کے علاوہ تو اور کوئی صورت نہیں ہو سکتی "...... عمران نے کہا۔

" ایسی کیا کارروائی ہو سکتی ہے عمران صاحب۔ بہرحال وہاں ماہرین نے کام کرنا ہے اور مسلسل کرنا ہے۔ آپ کا مطلب ہے کہ اس نے زمین کے اندر کوئی بم چھپا دیا ہو گا جو ڈیم تیار ہوتے ہی پھٹے گا "...... ڈاکٹر انیس نے کہا۔

" اوہ نہیں۔ ایسی چیزیں تو چھپ ہی نہیں سکتیں اور نہ ایسا کوئی بم ہو سکتا ہے کہ وہ کئی سالوں تک پھٹنے کے انتظار میں پڑا رہے۔ بحیثیت جیالوجسٹ اس نے کوئی خاص کارروائی کی ہے اس لئے میرا خیال ہے کہ آپ میرے ساتھ سائٹ پر چلیں اور اس سارے علاقے کا خود بطور جیالوجسٹ سروے کریں۔ پھر شاید کوئی بات سامنے آ جائے "...... عمران نے کہا۔

" ہاں۔ ٹھیک ہے۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ جب بھی تم کہو میں چل پڑوں گا کیونکہ میں تو ان دنوں فارغ ہوں "...... ڈاکٹر

انیس نے کہا۔

"کل صبح نو بجے میں حاضر ہو جاؤں گا۔ آپ تیار رہیں"۔ عمران نے کہا اور ڈاکٹر انیس نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر عمران ان سے اجازت لے کر وہاں سے واپس اپنے فلیٹ پر آ گیا۔

"نہیں عمران صاحب یہاں کچھ بھی نہیں ہے۔ میں نے ایک ایک چپہ چیک کر لیا ہے۔ یہ سب فرضی کہانی ہے"...... چیف انجینئر اکرام کے آفس میں داخل ہوتے ہوئے ڈاکٹر انیس نے انتہائی بااعتماد لہجے میں کہا۔ عمران صبح سے انہیں لے کر یہاں پہنچا تھا اور صبح سے اب تک کئی گھنٹے گزر چکے تھے اور اس دوران عمران ڈاکٹر انیس اور چیف انجینئر اکرام تینوں نے سائٹ کا ہر وہ علاقہ بغور چیک کر لیا تھا جہاں جہاں سے ڈیم نے گزرنا تھا اور جہاں مصنوعی جھیل بنائی جانی تھی۔ لیولنگ کا کام ابھی ابتدائی مرحلے میں تھا اور جھیل کی جگہ چھوڑ کر اسے شروع کیا گیا تھا۔ عمران نے اس دوران تقریباً ہر جگہ کی زمین کے بارے میں ڈاکٹر انیس سے سوالات کر کے معلومات حاصل کی تھیں کیونکہ اس نے بھی اس بارے میں خاصی کتابیں پڑھ رکھی تھیں لیکن کوئی مشکوک بات سامنے نہ آئی تھی اور

پھر آخر تھک ہار کر وہ واپس چیف انجینئر کے آفس میں پہنچ گئے تھے۔

"آپ کو بہت تکلیف ہوئی ڈاکٹر صاحب"...... عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں۔ بلکہ مجھے خوشی ہے کہ مجھے مستقبل کے اس عظیم ڈیم کو دیکھنے کا موقع مل گیا ہے۔ یہ ڈیم واقعی انشاء اللہ پاکیشیا کا روشن مستقبل ثابت ہوگا"...... ڈاکٹر انیس نے کہا۔

"جناب کھانا لگ چکا ہے آیئے تشریف لایئے"...... چیف انجینئر نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا اور وہ دونوں سر ہلاتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔

"آپ کا بے حد شکریہ اکرام صاحب۔ آپ نے واقعی مہمان نوازی کا حق ادا کر دیا ہے"...... کھانے کے بعد ڈاکٹر انیس نے چیف انجینئر اکرام سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں ہے جناب۔ آپ استاد ہیں اور میں اساتذہ کی دل سے عزت کرتا ہوں۔ مجھے تو فخر ہے کہ مجھے آپ جیسے قابل استاد کے ساتھ رہ کر کافی کچھ سیکھنے کا موقع ملا ہے"...... چیف انجینئر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اکرام صاحب۔ میں ابھی کچھ دیر یہاں رہنا چاہتا ہوں۔ آپ اپنی جیپ پر ڈاکٹر انیس صاحب کو ان کی رہائش گاہ پر پہنچا دیں"۔ عمران نے چیف انجینئر سے کہا تو ڈاکٹر انیس بے اختیار چونک پڑے۔ ان کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"کیا مطلب۔ کیا یہاں دیکھنے کے لئے کچھ باقی رہ گیا ہے"۔ ڈاکٹر انیس نے قدرے ناخوشگوار سے لہجے میں کہا۔

"اوہ نہیں ڈاکٹر صاحب۔ جب آپ نے چیک کر لیا تو اب اور کیا ہو سکتا ہے۔ میں سوچ رہا ہوں کہ اس ڈیم سے آران کو بھی فائدہ پہنچے گا اس لئے کیوں نہ اس علاقے کو بھی چیک کر لیا جائے جو ان کی حدود میں ہے"...... عمران نے کہا۔

"لیکن وہ تو اس ڈیم کا حصہ نہیں ہے بلکہ ڈیم سے ایک بڑی نہر نکالی جائے گی۔ مسئلہ تو میرے نزدیک ڈیم کا ہے"...... ڈاکٹر انیس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔ آپ درست کہہ رہے ہیں۔ بہرحال اگر سرسری طور پر اس علاقے کا جائزہ لے لیا جائے تو کوئی حرج نہیں ہے اور چونکہ اس کے لئے باقاعدہ حکومتی سطح پر معاملات طے ہوں گے جس میں لازماً کچھ وقت لگ جائے گا اس لئے میں آپ کو مزید تکلیف نہیں دینا چاہتا"...... عمران نے جواب دیا۔

"اوہ۔ اچھا ٹھیک ہے"...... ڈاکٹر انیس نے مطمئن ہوتے ہوئے کہا اور پھر چیف انجینئر نے اپنی گاڑی میں ڈرائیور کے ساتھ ڈاکٹر انیس کو واپس بھجوا دیا تو عمران اس کے آفس میں آ کر بیٹھ گیا۔ اس کا ذہن واقعی تقریباً ماؤف ہو چکا تھا۔

"اکرام صاحب۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ کی یہاں کافرستان کے شراب کے سمگلر رمیش سنگھ کے ذریعے تعیناتی ہوئی ہے اور اس

رمیش سنگھ کے تعلقات اس تعمیراتی فرم کے اعلیٰ حکام سے تھے"۔
عمران نے چیف انجینئر اکرام سے مخاطب ہو کر کہا تو اکرام بے
اختیار چونک پڑا۔

"جی ہاں۔آپ کو درست اطلاع ملی ہے۔رمیش سنگھ سے میرے
وابی کے ملازمت کے دوران خاصے گہرے تعلقات تھے اور جب اس
ڈیم کا ٹھیکہ اس تعمیراتی کمپنی نے لیا تو حکومت پاکیشیا نے یہ شرط لگا
دی کہ ماہرین کے علاوہ تمام عملہ پاکیشیائی نژاد ہو گا۔میں اس وقت
وابی میں ایک ڈیم پر کام کر رہا تھا اور وہ ڈیم تقریباً مکمل ہو چکا تھا۔
رمیش سنگھ نے مجھ سے بات کی تو میں فوراً تیار ہو گیا کیونکہ میں جس
کمپنی کے تحت وابی میں کام کر رہا تھا وہ اس آرکسٹاکس کنسٹرکشن
کمپنی سے کہیں چھوٹی تھی جبکہ یہ بین الاقوامی سطح کی انتہائی معروف
کمپنی ہے اور اس کمپنی کے ساتھ کام کرنا اعزاز بھی ہے اور پھر یہ کمپنی
اپنے ملازمین کو اس قدر زیادہ مراعات، تنخواہیں اور الاؤنس وغیرہ دیتی
ہے کہ شاید ہی کوئی کمپنی دیتی ہو اس لئے میں نے نہ صرف فوراً حامی
بھر لی بلکہ اس کی منت بھی کی اور پھر اس کی وجہ سے مجھے یہاں
ملازمت مل گئی"...... اکرام نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے
کہا۔

"جب ہم پہلی بار یہاں آئے تھے تو آپ نے دارالحکومت جا کر
کارسٹو کے ذریعے رمیش سنگھ تک یہ رپورٹ پہنچانے کی کیوں
کوشش کی تھی کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس ڈیم کا دورہ کر رہی ہے"۔

عمران نے کہا تو اکرام بے اختیار اچھل پڑا۔اس کے چہرے پر انتہائی
حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"آپ کو کیسے یہ سب کچھ معلوم ہو گیا"...... اکرام نے انتہائی
حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ اس بات کو چھوڑیں۔ہمارا کام ہی یہی ہے اور خاص طور پر
جب پاکیشیا کے مستقبل کے خلاف سازش ہو رہی ہو تو پھر تو ہمارا
کام مزید بڑھ جاتا ہے۔اب تک آپ سے کوئی بات اس لئے نہیں
ہوئی کہ اب تک سوائے اس رمیش سنگھ والی بات کے آپ کے
خلاف اور کوئی پوائنٹ نہیں ملا ورنہ آپ یہاں بیٹھے ہونے کی بجائے
انٹیلی جنس کے ہیڈ کوارٹر میں ہوتے اور آپ پر تھرڈ ڈگری کا استعمال
ہو رہا ہوتا کیونکہ جہاں ملک کے مستقبل کا مسئلہ ہو وہاں کوئی عہدہ
وغیرہ نہیں دیکھا جاتا"...... عمران کا لہجہ بے حد سخت تھا۔

"رمیش سنگھ نے تو مجھے کچھ نہیں کہا تھا البتہ جانسن ریڈ نے
رمیش سنگھ کے کہنے پر مجھے یہاں تعینات کر دیا تھا۔انہوں نے مجھے کہا
تھا کہ اگر ڈیم پر کوئی غیر معمولی بات میں دیکھوں تو کارسٹو کے
ذریعے رمیش تک اطلاع پہنچا دوں۔آپ کی یہاں آمد میرے لئے
حیران کن تھی اس لئے میں نے کارسٹو کے ذریعے رمیش سنگھ تک یہ
اطلاع پہنچانے کی کوشش کی لیکن کارسٹو نے مجھے بتایا کہ رمیش سنگھ
ہلاک ہو چکا ہے اس لئے میں خاموش ہو گیا۔آپ یقین کریں میں
اسی مٹی کا بیٹا ہوں۔میں اپنے وطن اور اپنے ملک سے کیسے غداری کر

سکتا ہوں"...... چیف انجینئر اکرام نے جواب دیتے ہوئے کہا اور عمران اس کے لہجے سے ہی سمجھ گیا تھا کہ وہ جو کچھ کہہ رہا ہے نہ صرف سچ کہہ رہا ہے بلکہ پورے خلوص سے کہہ رہا ہے۔

" جانسن ریڈ جیالوجسٹ اچانک چارٹرڈ طیارہ کرا کر یہاں آئے ہیں اور پھر چند گھنٹوں بعد واپس چلے گئے۔ آپ نے مجھے پہلے بتایا تھا کہ وہ لیولنگ چیک کرتے رہے لیکن میرا تو خیال ہے کہ جیالوجسٹ کا کام لیولنگ چیک کرنا نہیں ہوا کرتا۔ یہ کام تو انجینئرنگ سٹاف کرتا ہے"...... عمران نے کہا۔

" آپ کی بات درست ہے لیکن شاید آپ کو معلوم نہیں کہ جانسن صاحب نہ صرف جیالوجی میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری لے چکے ہیں بلکہ وہ سول انجینئرنگ میں بھی ڈاکٹریٹ کی ڈگری رکھتے ہیں۔ انتہائی قابل آدمی ہیں"...... چیف انجینئر اکرام نے کہا تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔

" اوہ۔ دو مختلف مضامین میں ڈاکٹریٹ۔ اوہ۔ پھر تو اس جیسے آدمی کی ہلاکت بہت بڑا المیہ ہے"...... عمران نے کہا تو اکرام بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

" کیا۔ کیا مطلب۔ کیا جانسن ہلاک ہو چکے ہیں"...... اکرام نے کہا۔

" آپ کو اطلاع نہیں ملی"...... عمران نے مشکوک لہجے میں کہا۔

" جی نہیں۔ مجھے تو ہیڈ آفس سے اطلاع نہیں دی گئی اور میں خو

بغیر کسی انتہائی ضروری کام کے ہیڈ آفس سے رابطہ نہیں کیا کرتا۔ یہ میرا اصول ہے کہ ہیڈ آفس سے جس قدر کم رابطہ رکھا جائے اتنا ہی آدمی ہیڈ آفس میں عزت دار اور باوقار رہتا ہے"...... اکرام نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" انہیں ان کے آفس میں گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا ہے اور یہ بھی بتا دوں کہ حتمی اطلاعات کے مطابق ان کی ہلاکت کے پیچھے کافرستان کے اعلیٰ حکام کا ہاتھ ہے۔ جانسن نے یہاں سے جا کر کافرستان کے پرائم منسٹر سے فون پر بات کی اور اسے بتایا کہ وہ پاکیشیا میں اپنا مشن مکمل کر آیا ہے اور اب جب بھی ڈیم مکمل ہو گا خود بخود تباہ ہو جائے گا۔ اس کے بعد اسے اس لئے ہلاک کر دیا گیا کہ سازش لیک آؤٹ نہ ہو سکے۔ رمیش سنگھ کو بھی اسی لئے کافرستان کے حکام نے ہلاک کرایا ہے کیونکہ وہ بھی اس سازش میں شریک تھا۔ میں پہلے بھی ایسی اطلاع کی بنا پر یہاں آیا تھا تاکہ یہ دیکھ سکوں کہ جانسن ریڈ یہاں کیا کر رہا ہے لیکن کچھ معلوم نہ ہو سکا۔ اب ڈاکٹر انیس کو بھی اسی لئے ساتھ لیا تھا کہ وہ بھی معروف جیالوجسٹ ہیں۔ شاید وہ کوئی بات چیک کر لیں لیکن وہ بھی ناکام لوٹے ہیں"۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

" جناب۔ اگر کوئی سازش ہوتی تو کم از کم مجھ سے چھپی نہ رہ سکتی تھی"...... چیف انجینئر اکرام نے کہا۔

" آپ ایسا کریں کہ اپنے ذہن پر زور دیں اور خوب سوچیں کہ

جانسن ریڈ نے یہاں کوئی خلاف معمول کام کیا ہو۔ کوئی بھی کام چاہے اس کی آپ کے ذہن میں کوئی اہمیت نہ ہو۔ آپ مجھے بتائیں کیونکہ یہ بات تو بہرحال طے ہے کہ وہ یہاں آکر سازش کر گیا ہے"...... عمران نے کہا تو چیف انجنیئر اکرام نے آنکھیں بند کر لیں اور کرسی کی اونچی پشت سے سر ٹکا دیا۔ کافی دیر بعد اچانک اس نے ایک جھٹکے سے آنکھیں کھولیں اور پھر اس نے میز کی دراز کھولی اور اس میں سے ایک ہلکے سرخ رنگ کا پتھر نکال کر اس نے عمران کے سامنے رکھ دیا۔

"جناب۔ جھیل کے پاس جہاں لیولنگ کا آغاز ہوا ہے وہاں سفید رنگ کے پتھروں کی ایک چھوٹی سی پہاڑی تھی جسے کاٹ کر لیول کیا گیا۔ مجھے جب جانسن صاحب کے آنے اور لیولنگ چیک کرنے کی اطلاع ملی تو میں اس لئے وہاں اپنے طور پر گیا کہ ان کے آنے سے پہلے خود لیولنگ چیک کر لوں۔ لیول تو درست تھا البتہ اس پہاڑی کے درمیان دو میٹر قطر میں زمین کا رنگ ہلکا سرخ تھا جبکہ باقی سفید تھا۔ میں یہ دیکھ کر بے حد حیران ہوا۔ میں چونکہ جیالوجسٹ نہیں ہوں اس لئے مجھے اس کے بارے میں کوئی علم تو نہ تھا البتہ میں نے ایسے ہی وہاں سے یہ پتھر اٹھا لیا لیکن جانسن صاحب کے آنے پر اس قدر مصروف ہو گیا کہ سب کچھ بھول گیا۔ اب آپ کے یاد دلانے پر مجھے اس بارے میں یاد آیا ہے۔ اگر یہ کوئی اہمیت رکھتا ہے تو یہ آپ کے سامنے ہے"...... چیف انجیئر اکرام نے کہا۔

"لیکن وہاں میں نے یا ڈاکٹر انیس صاحب نے ایسا کوئی سپاٹ نہیں دیکھا۔ وہاں تو ایک جیسی بجری کی تہہ موجود ہے"...... عمران نے کہا۔

"میرے پاس شراب کا سٹاک ختم ہو گیا تھا اور جانسن صاحب بے تحاشہ شراب پینے کے عادی ہیں اور شراب کسی اور ذریعے سے منگوائی نہیں جا سکتی اس لئے میں انہیں یہاں چھوڑ کر خود دارالحکومت گیا اور وہاں سے شراب لے آیا۔ جب میں واپس آیا تو مجھے پتہ چلا کہ جانسن صاحب کے حکم پر اس سارے علاقے پر بجری کی تہہ بچھائی گئی ہے۔ چونکہ یہ تہہ بہرحال بچھائی جانی تھی اس لئے میں نے کوئی خیال نہ کیا تھا"...... چیف انجنیئر اکرام نے کہا۔

"ہونہہ۔ اگر آپ ڈاکٹر انیس صاحب کی موجودگی میں بتا دیتے تو زیادہ بہتر تھا۔ بہرحال میں ان سے چیک کرا لوں گا۔ آپ مجھے وہ سپاٹ دکھائیں"...... عمران نے وہ ہلکے سرخ رنگ کا پتھر اٹھا کر کوٹ کی جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔

"آئیے"...... چیف انجنیئر اکرام نے اٹھتے ہوئے کہا تو عمران بھی اٹھ کھڑا ہوا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ اس جگہ پہنچ گئے جہاں کی بابت چیف انجنیئر اکرام نے بتایا تھا۔

"یہ جگہ تھی جناب"...... چیف انجنیئر نے ایک جگہ پر پیر مارتے ہوئے کہا۔

"بجری ہٹوائیں یہاں سے"...... عمران نے کہا تو چیف انجنیئر نے

جیب سے ایک چھوٹا سا آلہ نکال کر وہاں سے کچھ فاصلے پر کام کرنے والے مزدور کو کال کر لیا۔ تھوڑی دیر بعد ہی وہاں سے بجری کی موٹی تہہ ہٹا دی گئی تو وہاں واقعی دو میٹر کے قطر میں سرخ رنگ کے پتھر تھے۔ ویسے ہی پتھر جیسا چیف انجینئر نے عمران کو دیا تھا۔

" اس جگہ کو کھدوائیں "....... عمران نے کہا تو چیف انجینئر نے حکم دیا اور پھر وہاں ایک مشین کے ذریعے کھدائی شروع ہو گئی لیکن نیچے سے مسلسل وہی سرخ رنگ کے پتھر ہی نکل رہے تھے۔

" نجانے کتنی گہرائی تک یہ پتھر ہیں "....... عمران نے کہا اور اسی لمحے ان کی نظریں مشین کی طرف سے ایک طرف پھینکے گئے پتھروں کے ڈھیر میں سے ایک پتھر پر پڑ گئیں جس پر سیاہ رنگ کا رقیق مادہ سا چپٹا ہوا نظر آ رہا تھا۔ بالکل اسی طرح جس طرح جیلی ہوتی ہے۔ عمران نے آگے بڑھ کر وہ پتھر اٹھایا اور ابھی وہ اسے غور سے دیکھ ہی رہا تھا کہ اچانک ایک ہولناک اور کان پھاڑ دھماکہ ہوا۔ یہ دھماکہ اس گہرائی میں ہوا تھا جہاں سے مشین اب بھی پتھر نکال رہی تھی اور عمران کو ایک لمحے کے ہزارویں حصے کے لئے یہی محسوس ہوا کہ اس کا جسم ہزاروں لاکھوں ٹکڑوں میں تبدیل ہو کر فضا میں بکھرتا چلا جا رہا ہے۔ اس کے کانوں میں آخری احساس خوفناک انسانی چیخوں اور زمین میں ہونے والی انتہائی خوفناک گڑگڑاہٹ کا تھا اور اس کے بعد اس کی تمام حسیات موت کی سیاہ وادی میں ڈوبتی چلی گئیں۔

سر سلطان اپنے آفس میں بیٹھے ایک فائل کے مطالعہ میں مصروف تھے کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو سر سلطان نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

" یس "....... سر سلطان نے باوقار سے لہجے میں کہا۔

" سر۔ وزارت تعمیرات کے ایک افسر بات کرنا چاہتے ہیں "۔ دوسری طرف سے ان کے پی اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

" افسر اور مجھ سے بات کرنا چاہتے ہیں۔ کیوں "....... سر سلطان نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" ان کا کہنا ہے کہ کوئی اہم ترین اور فوری اطلاع دینا چاہتے ہیں۔ ان کا عہدہ سیکشن افسر کا ہے "....... دوسری طرف سے پی اے نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" اوکے۔ کراؤ بات "....... سر سلطان نے کہا۔

" ہیلو سر۔ میں سیکشن افسر نزاکت حسین بول رہا ہوں سر۔ کیا پاکیشیا سیکرٹ سروس کی مطالعاتی ٹیم میں کوئی علی عمران صاحب بھی شامل ہیں "....... دوسری طرف سے کہا گیا تو سر سلطان بے اختیار اچھل پڑے۔

" ہاں۔ ہاں۔ کیوں۔ کیا ہوا "....... سر سلطان نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" سر وہ فورٹ ڈیم پر انتہائی شدید زخمی ہو گئے ہیں اور اس وقت جنرل ہسپتال کے انتہائی نگہداشت کے وارڈ میں ہیں۔ فورٹ ڈیم کے چیف انجنیئر اکرام صاحب بھی شدید زخمی ہیں لیکن انہیں ہوش آ گیا تو انہوں نے ان کے بارے میں بتایا ہے۔ علی عمران صاحب کی حالت انتہائی شدید خطرے میں ہے۔ ڈاکٹر ان کی زندگی بچانے کی پوری کوشش کر رہے ہیں لیکن "....... دوسری طرف سے کہا گیا لیکن سر سلطان کو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے ان کا ذہن آتش فشاں کے پھٹنے والے خوفناک دھماکوں کی زد میں آ گیا ہو۔

" سر۔ سر۔ کیا آپ لائن پر ہیں سر "....... دوسری طرف سے کہا گیا تو سر سلطان کو جیسے ہوش آ گیا۔

" کتنے آدمی زخمی ہوئے ہیں اور کس طرح "....... سر سلطان نے بڑی مشکل سے اپنے آپ پر قابو پاتے ہوئے کہا۔

" دس آدمی متاثر ہوئے ہیں جناب۔ جن میں چار ہلاک ہو گئے ہیں اور چھ شدید زخمی ہیں۔ چونکہ یہ ڈیم میرے سیکشن کے تحت ہے

اس لئے مجھے اطلاع ملی تو میں ہسپتال گیا اور جب مجھے علی عمران صاحب کے بارے میں معلوم ہوا اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا نام آیا تو میں نے آپ کو فون کیا کیونکہ آپ کا بہرحال سیکرٹ سروس سے انتظامی تعلق ہے "....... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" او کے شکریہ "....... سر سلطان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے تیزی سے کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر فون پیس کے نیچے لگے ہوئے بٹن کو پریس کر کے انہوں نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ اس بٹن کے پریس ہونے سے فون ڈائریکٹ ہو چکا تھا۔

" سپیشل ہسپتال "....... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

" ڈاکٹر صدیقی سے بات کراؤ۔ سلطان بول رہا ہوں سیکرٹری وزارت خارجہ "....... سر سلطان نے کہا۔ ان کا چہرہ بری طرح بگڑا ہوا تھا۔ آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں لیکن اپنے عہدے کے وقار کی وجہ سے انہوں نے اپنے آپ کو بڑی مشکل سے سنبھالا ہوا تھا۔

" یس سر۔ یس سر "....... دوسری طرف سے قدرے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

" ڈاکٹر صدیقی بول رہا ہوں سر "....... چند لمحوں بعد ڈاکٹر صدیقی کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

" سلطان بول رہا ہوں صدیقی۔ عمران انتہائی شدید زخمی حالت

میں جنرل ہسپتال میں موجود ہے اسے اس حالت میں فورٹ ڈیم سے لایا گیا ہے۔ اس کے ساتھ پانچ مزید افراد بھی زخمی ہیں۔ آپ فوراً وہاں سے عمران کو بھی اور دوسرے زخمیوں کو بھی جن کی حالت زیادہ خراب ہو اپنے ہسپتال میں شفٹ کریں۔ میں وہیں آ رہا ہوں"...... سرسلطان نے تیز لہجے میں کہا۔

" یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور سرسلطان نے اس بار ڈائریکٹ کا بٹن پریس کرنے کی بجائے کریڈل دبا کر دو بٹن یکے بعد دیگرے پریس کر دیئے۔

" یس سر"...... دوسری طرف سے پی اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

" جنرل ہسپتال کے انچارج ڈاکٹر سے میری فوری بات کراؤ۔ فوراً"...... سرسلطان نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے رسیور کریڈل پر رکھا اور پھر دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ لیا۔ انہیں یوں محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے ان کے اندر کوئی خلا پیدا ہو گیا ہو۔ وہ مسلسل تیز تیز سانس لے رہے تھے۔ اچانک فون کی گھنٹی بج اٹھی تو سرسلطان نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

" ڈاکٹر اعظم صاحب سے بات کیجئے جناب"...... دوسری طرف سے پی اے کی آواز سنائی دی۔

" یس سر۔ ڈاکٹر اعظم بول رہا ہوں سر"...... چند لمحوں بعد ایک مؤدبانہ سی آواز سنائی دی۔

" ڈاکٹر اعظم۔ فورٹ ڈیم سے جو زخمی آپ کے ہسپتال میں آئے ہیں انہیں میں نے سپیشل ہسپتال ٹرانسفر کرنے کے احکامات دے دیئے ہیں۔ سپیشل ہسپتال کے ڈاکٹر صدیقی انہیں لے جائیں گے۔ آپ نے کوئی رکاوٹ نہیں ڈالنی"...... سرسلطان نے انتہائی تیز لہجے میں کہا اور پھر دوسری طرف سے کوئی بات سنے بغیر انہوں نے رسیور ایک بار پھر رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد انہوں نے ایک بار پھر رسیور اٹھایا اور فون ڈائریکٹ کر کے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

" ایکسٹو"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے مخصوص آواز سنائی دی۔

" سلطان بول رہا ہوں طاہر۔ عمران فورٹ ڈیم پر انتہائی شدید زخمی ہو گیا ہے۔ اسے جنرل ہسپتال پہنچایا گیا ہے جہاں اس کی حالت شدید خطرے میں ہے۔ میں نے ڈاکٹر صدیقی کو حکم دے دیا ہے کہ عمران اور اس کے ساتھ اور زخمیوں کو سپیشل ہسپتال شفٹ کیا جائے اور اب میں بھی وہیں جا رہا ہوں۔ میں نے سوچا کہ تمہیں اطلاع دے دوں۔ کیا عمران وہاں اکیلا گیا تھا یا ٹیم کے ساتھ گیا تھا"...... سرسلطان نے کہا۔

" وہ جیالوجسٹ ڈاکٹر انیس احمد کے ساتھ گئے تھے لیکن ہوا کیا ہے۔ کیا ان پر فائرنگ ہوئی یا"...... بلیک زیرو نے اس بار اپنے اصل لہجے میں کہا۔ اس کے لہجے میں بھی شدید ترین پریشانی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

" مجھے تفصیل نہیں معلوم "....... سر سلطان نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھے اور تیز تیز قدم اٹھاتے اس دروازے کی طرف بڑھ گئے جہاں سے وہ گیراج میں جا کر کار میں بیٹھتے تھے۔

جولیا کے فلیٹ میں اس وقت تنویر، صفدر اور کیپٹن شکیل موجود تھے اور وہ سب کافی پینے اور گپیں مارنے میں مصروف تھے۔

" یہ عمران آخر کہاں غائب ہو گیا ہے۔ کئی بار میں نے اس کے فلیٹ پر فون کیا ہے لیکن سلیمان کی طرف سے صرف یہی جواب ملتا ہے کہ صاحب نہیں ہیں۔ رانا ہاؤس سے بھی یہی جواب ملتا ہے "۔ اچانک صفدر نے کہا۔

" میں نے بھی دو بار فون کیا ہے لیکن نجانے وہ کس چکر میں رہتا ہے "...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" کسی لڑکی کو چکر دینے میں ہو گا اور اس نے کیا کرنا ہے "۔ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" خواہ مخواہ کی فضول باتیں نہ کرو تنویر "...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی

بج اٹھی تو جولیا نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"جولیا بول رہی ہوں"....... جولیا نے کہا۔

"ایکسٹو"....... دوسری طرف سے چیف کی آواز سنائی دی تو سب بے اختیار اچھل پڑے۔ جولیا نے لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

"یس سر"....... جولیا نے اس بار انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"عمران شدید زخمی حالت میں سپیشل ہسپتال میں موجود ہے۔ ڈاکٹر اس کی زندگی بچانے کی پوری کوشش کر رہے ہیں۔ وہ فورٹ ڈیم پر زخمی ہوا ہے اور ڈاکٹروں کے مطابق یوں لگتا ہے جیسے اس کے جسم میں بے شمار بموں کے ٹکڑے لگے ہوں لیکن بم کا کوئی ٹکڑا برآمد نہیں ہوا۔ اس کے ساتھ پانچ دیگر افراد بھی زخمی ہیں اور چار افراد جو ان کے ساتھ وہاں موجود تھے ہلاک ہو گئے ہیں۔ تم صفدر اور کیپٹن شکیل کو کہہ دو کہ وہ فوراً فورٹ ڈیم پہنچ کر وہاں سے مجھے تفصیلی رپورٹ دیں کہ یہ واقعہ کیسے ہوا ہے"....... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"عم۔ عمران زخمی ہے۔ شدید زخمی۔ مم۔ مگر"....... جولیا نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اس کے دل پر کسی نے چھرا چلا دیا ہو۔ اس سے بولا نہ گیا اور وہ خاموش ہو گئی۔

"جذباتی ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ کوئی انسان ناگزیر نہیں ہوا کرتا۔ اگر عمران کی موت آ گئی ہے تو اسے کوئی نہیں بچا سکتا اور اگر نہیں آئی تو اسے کوئی مار نہیں سکتا۔ بہرحال اصل بات ملک و

قوم کے لئے کام کرنا ہے اور بس"....... دوسری طرف سے ایکسٹو نے انتہائی سرد لہجے میں کہا تو جولیا کے ہاتھ سے بے اختیار رسیور نیچے کریڈل پر گر گیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنا منہ چھپا لیا۔

"یہ۔ یہ پتھر ہے۔ یہ پتھر ہے۔ یہ انسان ہے ہی نہیں۔ یہ پتھر ہے۔ وحشی ہے۔ درندہ ہے۔ حیوان ہے"....... جولیا کے منہ سے اچانک الفاظ رک رک کر نکلنے لگے۔

"مس جولیا انشاء اللہ عمران بچ جائے گا۔ آپ ان کے لئے دعا کریں اور ہمیں اجازت دیں۔ ہم نے فورٹ ڈیم پہنچنا ہے حالانکہ ہمارا دل چاہ رہا ہے کہ ہم ہسپتال جائیں لیکن چیف کا حکم بہرحال حکم ہے"....... صفدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ کیپٹن شکیل بھی اٹھ کھڑا ہوا اور پھر وہ دونوں تیز تیز قدم اٹھاتے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئے۔

"آؤ جولیا میرے ساتھ چلو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ اپنا کرم کرے گا اور یہ عظیم انسان بچ جائے گا"....... تنویر نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا تو جولیا بھی جلدی سے اٹھ کھڑی ہوئی اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ دونوں سپیشل ہسپتال پہنچ چکے تھے۔ وہاں برآمدے میں سر سلطان بڑی بے چینی کے عالم میں ٹہل رہے تھے۔ ان کی آنکھیں بھرائی ہوئی تھیں اور چہرے پر شدید ترین غم و اندوہ کے تاثرات تھے۔

"کیا رپورٹ ہے سر"....... تنویر نے سلام کرتے ہوئے کہا۔

" دعا کرو۔ آپریشن ہو رہا ہے"....... سر سلطان نے جواب دیا تو جولیا کو یوں محسوس ہوا لیسے اس کا دل ابھی الٹ کر باہر آ جائے گا۔

" میں وضو کر آؤں جولیا"....... تنویر نے کہا اور تیزی سے ملحقہ باتھ روم کی طرف بڑھ گیا جبکہ جولیا بے اختیار وہیں برآمدے کے فرش پر ہی سجدہ ریز ہو گئی۔ اس کی آنکھوں سے مسلسل آنسو بہہ رہے تھے اور اس کے دل میں عمران کے لئے دعائیں خود بخود نکل رہی تھیں۔ اسے اردگرد کا کوئی ہوش نہ تھا۔ وہ مسلسل رونے اور دعائیں کرنے میں مصروف تھی۔

" اٹھو جولیا اور تنویر اللہ تعالی نے اپنا کرم کر دیا ہے اور تمہاری پرخلوص دعائیں قبول کر لی ہیں۔ عمران خطرے کی حالت سے باہر آ گیا ہے"....... اچانک جولیا کے کانوں میں سر سلطان کی مسرت بھری آواز پڑی تو وہ بے اختیار ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس کی آنکھوں سے اب بھی مسلسل آنسو بہہ رہے تھے۔

" کیا واقعی سر۔ کیا واقعی"....... جولیا نے انتہائی بے چینی کے عالم میں پوچھا۔

" ہاں بیٹی۔ اللہ تعالیٰ نے ہماری دعائیں قبول کر لی ہیں۔ وہ انتہائی رحیم و کریم ہے۔ وہ اپنے عاجز بندوں کی دعائیں ضرور قبول کرتا ہے۔ اوہ۔ یہ تنویر ابھی تک سجدے میں پڑا ہے"....... سر سلطان نے جولیا کے سر پر ہاتھ رکھ کر انتہائی مشفقانہ لہجے میں کہا اور پھر انہوں نے آگے بڑھ کر تنویر کو بازو سے پکڑ کر اٹھنے میں مدد دی۔

" اٹھو تنویر۔ میں نے تو سنا تھا کہ تم عمران سے لڑتے رہتے ہو لیکن تمہاری بے لوث دعائیں سن کر مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ میں نے غلط سنا ہے۔ تم شاید اپنے لئے بھی اتنی دعائیں نہ مانگتے"۔ سر سلطان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" جناب۔ میں عمران کی دل سے قدر کرتا ہوں۔ وہ نہ صرف ہمارے پاکیشیا کا بلکہ پورے عالم اسلام کا ایسا سرمایہ ہے جس کا کوئی بدل نہیں ہے۔ بس وہ جب بولتا ہے تو مجھے غصہ آ جاتا ہے"۔ تنویر نے قدرے شرمندہ سے لہجے میں کہا تو سر سلطان بے اختیار ہنس پڑے

" اوکے۔ میں ڈاکٹر صدیقی صاحب کے آفس جا رہا ہوں تاکہ تمہارے چیف کو اطلاع دے دوں۔ میں پھر آ جاؤں گا۔ ابھی عمران کے ساتھ ملاقات کی اجازت نہیں ہے"....... سر سلطان نے کہا اور تیزی سے واپس مڑ گئے۔

" یا اللہ تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے"....... جولیا نے کہا۔

" اللہ واقعی بڑا رحیم و کریم ہے۔ اب کیا کرنا ہے۔ کیا واپس چلیں"....... تنویر نے کہا۔

" نہیں۔ میں یہاں رکوں گی۔ میں عمران سے ملاقات کر کے ہی جاؤں گی۔ تم نے جانا ہو تو بے شک چلے جاؤ"....... جولیا نے کہا۔

" نہیں۔ میں کیسے جا سکتا ہوں۔ بہرحال یہاں بیٹھنے کی بجائے ڈاکٹر صاحب کے آفس میں بیٹھتے ہیں"....... تنویر نے کہا اور جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

کافرستان کے صدر خصوصی میٹنگ روم میں داخل ہوئے تو کرسی پر بیٹھے ہوئے پرائم منسٹر اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ ان کا چہرہ بری طرح لٹکا ہوا تھا۔ آنکھیں بجھی ہوئی سی دکھائی دے رہی تھیں۔

" کیا بات ہے۔ آپ کچھ مایوس اور پریشان لگ رہے ہیں۔ خیریت ہے"...... رسمی فقروں کی ادائیگی کے بعد صدر نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے پریشان سے لہجے میں کہا۔

" فورٹ ڈیم مشن ناکام ہو گیا ہے سر"...... پرائم منسٹر نے کہا تو صدر باوجود صدر ہونے کے اس طرح کرسی پر سے اچھل پڑے جیسے دس بارہ سال کے بچے ہوں۔

" کیا۔ کیا مطلب۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ نہیں۔ یہ تو ممکن ہی نہیں ہے۔ انہیں تو کسی طرح اس مشن کا علم ہی نہیں ہو سکتا۔ ناکام کیسے ہو سکتا ہے۔ یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ"...... صدر نے

انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" یہ درست ہے جناب۔ مجھے اطلاع ملی تو آپ کی طرح میں نے بھی اس پر یقین نہیں کیا لیکن اب تفصیلی رپورٹ ملی ہے تو یہ بات کنفرم ہو گئی ہے۔ مشن سپاٹ وقت سے پہلے ہی انتہائی خوفناک دھماکے سے پھٹ گیا ہے اور اس نے ارد گرد کے سارے علاقے کو اس طرح تہہ و بالا کر ڈالا ہے کہ جیسے انتہائی خوفناک زلزلہ آگیا ہو۔ زمین میں دور دور تک انتہائی خوفناک دراڑیں پڑ گئی ہیں اور عمران اس وقت وہاں موجود تھا جب یہ سب کچھ ہوا"...... وزیراعظم نے کہا اور صدر ایک بار پھر اچھل پڑے۔

" اوہ۔ اوہ۔ کیا وہ مر گیا۔ کیا ہوا"...... صدر نے انتہائی بے چین لہجے میں کہا۔

" وہ انتہائی شدید زخمی تھا۔ اس قدر شدید کہ اس کے بچنے کا کوئی سکوپ نہ تھا لیکن پھر اطلاع ملی کہ وہ بچ گیا ہے اور اب اس کی حالت خطرے سے باہر ہے"...... وزیراعظم نے جواب دیا تو صدر کا چہرہ ایک بار پھر لٹک سا گیا۔

" اوہ کاش یہ شخص مر جاتا تو میں سمجھتا کہ ہم فورٹ ڈیم سے بھی بڑے مشن میں کامیاب ہو گئے ہیں لیکن نجانے اس کے اندر کیسی شیطانی روح ہے کہ جسم کو چھوڑ کر باہر ہی نہیں نکلتی"...... صدر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" یس سر۔ کاش ایسا ہو جاتا تو پھر بھی ہم جشن مناتے"۔

وزیراعظم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" یہ سب ہوا کیسے۔ لالو رام اور جانسن ریڈ کے مطابق تو اس نے اس وقت پھٹنا تھا جب پانی کی کثیر مقدار نیچے پہنچتی اور ڈیم نے تباہ ہو جانا تھا۔ پھر یہ کیسے ہو گیا"...... صدر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" سر۔ بس یہی اطلاع ملی ہے کہ عمران نے اس مشن سپاٹ کو جسے جانسن ریڈ رفل کر گیا تھا، کی کھدائی شروع کروائی اور پھر اچانک دھماکہ ہو گیا۔ وہ مشین جو کھدائی کر رہی تھی اس کے ٹکڑے ہو گئے ۔ عمران، ڈیم کا چیف انجینئر اکرام اور دوسرے مزدور جو وہاں موجود تھے ہوا میں اچھل کر نجانے کتنی دور جا گرے ۔ ان میں سے چھ شدید زخمی ہو گئے جبکہ چار ہلاک ہو گئے ۔ یہ چاروں وہ تھے جو مشین پر کام کر رہے تھے ۔ پتہ نہیں عمران کو کیسے ریڈ سپاٹ کا علم ہو گیا اور اس نے کیوں وہاں کھدائی شروع کرا دی حالانکہ وہاں ایسی کوئی چیز نہ تھی جسے چیک کیا جاتا"...... وزیراعظم نے کہا۔

" بہرحال سائنسی طور پر کچھ نہ کچھ تو ہوا ہی ہو گا"۔ صدر نے مایوسانہ انداز میں ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

" یس سر۔ اب کیا ہو سکتا ہے سوائے خاموشی کے"۔ وزیراعظم نے کہا تو اسی وقت ساتھ پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو صدر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

" یس"...... صدر نے کہا۔

" سر۔ پاکیشیا سے سیکرٹری وزارت خارجہ سر سلطان آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں"...... دوسری طرف سے ان کے ملٹری سیکرٹری نے کہا۔

" اسے کہو کہ یہ پروٹوکول کے خلاف ہے۔ صرف ملک کا صدر مجھ سے بات کر سکتا ہے"...... صدر نے غصیلے لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

" آپ نے اسے پیغام دیا تھا۔ وہ اب وہی بدلہ اتارنا چاہتا ہو گا"...... وزیراعظم نے کہا۔

" ہاں تو اس نے اور کیا کہنا ہے"...... صدر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ دوسرے لمحے گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو صدر نے ایک بار پھر رسیور اٹھا لیا۔

" یس"...... صدر نے اس بار انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

" سر۔ سیکرٹری وزارت خارجہ پاکیشیا فرما رہے ہیں کہ وہ ہمارے فائدے کی بات کرنا چاہتے ہیں اور اگر فوری طور پر بات آپ تک نہ پہنچی تو کافرستان کو نقصان بھی ہو سکتا ہے اور پاکیشیا کے صدر صاحب غیر ملکی دورے پر ہیں"...... دوسری طرف سے ملٹری سیکرٹری نے جواب دیا۔

" کراؤ بات۔ ہونہہ۔ جھوٹ بول رہا ہے اتنی بڑی سیٹ پر بیٹھ کر"...... صدر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

" ہیلو سلطان بول رہا ہوں سیکرٹری وزارت خارجہ پاکیشیا"۔ چند

لمحوں بعد سر سلطان کی انتہائی باوقار سی آواز سنائی دی۔

" یس مسٹر سلطان۔ کیا بات ہے۔ کیوں مجھے براہ راست کال کی ہے آپ نے "....... صدر نے انتہائی ناخوشگوار سے لہجے میں کہا۔

" جناب صدر پاکیشیا صاحب غیر ملکی دورے پر ہیں اور جو بات میں آپ تک پہنچانا چاہتا ہوں اس کی فوری اہمیت ہے اور اس سے کافرستان کو بے حد فائدہ پہنچ سکتا ہے "....... دوسری طرف سے باوقار لہجے میں کہا گیا۔

" فرمائیے "....... صدر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" جناب پاکیشیا اور کافرستان اچھے ہمسایہ ملک ہیں اور ہمسایوں کے ایک دوسرے پر حقوق ہوتے ہیں اس لئے میں آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ ہمیں اپنے ذرائع سے اطلاع ملی ہے کہ کافرستان کو روسیاہ سے جو میگانا سپر ایٹمی آبدوز مہیا کی جا رہی ہے اس آبدوز کو تباہ کرنے کے مشن پر کام ہو رہا ہے "....... دوسری طرف سے سر سلطان نے کہا تو صدر اور وزیراعظم دونوں بے اختیار اچھل پڑے۔

" یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ کافرستان تو روسیاہ سے ایسی کوئی ایٹمی آبدوز حاصل نہیں کر رہا "....... صدر نے تیز لہجے میں کہا۔

" پھر تو واقعی اچھا ہوا۔ اس آبدوز کی تباہی سے آپ پر تو بہرحال کوئی اثر نہ پڑے گا۔ آئی ایم سوری۔ میں نے آپ کا وقت ضائع کیا۔ گڈ بائی "....... دوسری طرف سے کہا گیا تو صدر نے بے اختیار رسیور

کریڈل پر پٹخ دیا۔

" اوہ۔ اوہ۔ یہ انتہائی خوفناک انتقامی کارروائی ہے۔ انہیں ہمارے خفیہ معاہدے کا بھی علم ہے اور یہ بھی معلوم ہے کہ یہ آبدوز کافرستان پہنچنے والی ہے۔ اوہ۔ اوہ۔ پرائم منسٹر صاحب فوراً اس کا کوئی مداوا کریں ورنہ کافرستان کے اربوں روپے ڈوب جائیں گے۔ اوہ۔ اوہ "....... صدر نے دونوں ہاتھوں سے سر پکڑتے ہوئے کہا اور وزیراعظم نے جلدی سے اٹھ کر رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

" یس سر۔ ملٹری سیکرٹری بول رہا ہوں "....... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" ملٹری سیکرٹری۔ صدر صاحب کی طبیعت اچانک خراب ہو گئی ہے۔ جلدی سے ایمبولینس منگواؤ۔ جلدی "....... وزیراعظم نے چیختے ہوئے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ صدر صاحب کی گردن اس دوران ڈھلک چکی تھی۔ وہ شاید انتہائی خوفناک شاک کی وجہ سے بے ہوش ہو چکے تھے۔ تھوڑی دیر بعد صدر صاحب کو پریذیڈنٹ ہاؤس کے خصوصی ہسپتال میں لے جایا گیا جبکہ وزیراعظم تیزی سے اپنے سیکرٹریٹ کی طرف چلے گئے تھے۔ صدر صاحب چونکہ صدمے سے بے ہوش ہو گئے تھے اس لئے ڈاکٹروں کی کوششوں سے جلد ہی انہیں ہوش آ گیا۔

" اوہ۔ اوہ۔ وہ سپر آبدوز۔ وہ۔ وہ۔ پرائم منسٹر کہاں ہیں "۔ صدر

نے ہوش میں آتے ہی کہا۔

" وہ اپنے سیکرٹریٹ چلے گئے ہیں جناب"...... ڈاکٹر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" ان سے رابطہ کرو اور میری بات کراؤ"...... صدر نے کہا تو ڈاکٹر سر ہلاتا ہوا واپس چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک فون پیس اٹھائے واپس آ گیا۔

" آپ سب لوگ باہر جائیں"...... صدر نے فون پیس لیتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر اور نرسیں سب باہر چلے گئے اور دروازہ بند کر دیا گیا۔

" یس۔ کیا رپورٹ ہے اس میگانا سپر ایٹمی آبدوز کے بارے میں"...... صدر نے انتہائی بے چین سے لہجے میں کہا۔

" جناب وہ خالی خولی دھمکی تھی۔ آبدوز بحفاظت کافرستان کے سمندر میں داخل ہو چکی ہے اور تقریباً چار پانچ گھنٹوں کے بعد وہ اپنی مخصوص حفاظتی جگہ پر پہنچ جائے گی"...... وزیراعظم نے جواب دیا تو صدر نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

" اوہ۔ بھگوان کی کرپا ہے۔ لیکن آپ اس کی خصوصی حفاظت کے انتظامات کرائیں۔ سر سلطان ایسے ہی بات نہیں کر سکتے۔ لازماً اس کے خلاف کام ہو گا"...... صدر نے کہا۔

یس سر۔ آپ کی بات درست ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور صدر نے فون آف کر دیا۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو مسکراتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

" نئی زندگی مبارک ہو عمران صاحب۔ اس بار واقعی اللہ تعالیٰ کا بہت کرم ہو گیا ہے ورنہ ڈاکٹر صدیقی نے جو کچھ بتایا ہے وہ واقعی انتہائی خوفناک تھا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

" زندگی تو وہی پرانی ہوتی ہے البتہ اوورہال ضرور ہو جاتی ہے اور یہ صرف تمہاری اور ساتھیوں کی انتہائی پرخلوص دعائیں ہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آ جاتی ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" عمران صاحب۔ آپ کو کیسے اس آبدوز کے بارے میں اطلاع ملی تھی۔ آپ نے مجھے تو کچھ نہیں بتایا تھا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

" سر سلطان مجھ سے ملنے آئے تھے۔ انہیں روسیاہ اور کافرستان کے

درمیان ہونے والے اس خفیہ معاہدے کے بارے میں علم تھا۔ انہوں نے کہا کہ کاش کافرستان سے اس ڈیم کی تباہی کا کوئی بدلہ لیا جا سکے جس پر میں نے انہیں کہا کہ وہ اس اطلاع کی فائل مجھے بھیج دیں جو ملٹری انٹیلی جنس کی طرف سے انہیں بھجوائی گئی تھی اور ساتھ ہی میں نے انہیں کہہ دیا کہ وہ کافرستان کے صدر کو اچھے ہمسائے کے طور پر اس آبدوز کی ہونے والی تباہی کے بارے میں بتا دیں۔ پھر میں نے تم سے بات کی تاکہ تم اس مشن پر ٹیم بھیج دو لیکن تم مجھے چیک دلوانے پر بضد ہو گئے اس لئے میں خاموش ہو گیا"۔ عمران نے کہا۔

"تو آپ نے حتمی فیصلہ کر لیا ہے کہ اس ایٹمی آبدوز کو تباہ کرنا ہے۔ لیکن اس سے پہلے تو آپ انتقامی کارروائی سے گریز کیا کرتے تھے"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"یہ ایٹمی آبدوز پاکیشیا کے خلاف استعمال کرنے کے لئے حاصل کی گئی ہے اور اس کی وجہ سے کافرستان نیوی کو پاکیشیا نیوی پر سبقت حاصل ہو گئی ہے اس لئے اس کی تباہی پاکیشیا کے مفاد میں ضروری ہے۔ میں اپنی ذات کے لئے انتقامی کارروائی کا قائل نہیں ہوں لیکن ملکی مفاد تو بہرحال سب سے افضل ہے"۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن عمران صاحب آپ نے اب تک یہ نہیں بتایا کہ وہاں خوفناک دھماکہ کیوں ہوا اور اس سے زمین کی تباہی کیسے ہو

گئی"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"مجھے تو خود معلوم نہیں ہو سکا۔ میں وہاں کھڑا ایک پتھر پر جیلی کی طرح کا چمٹا ہوا سیاہ رنگ کا مادہ دیکھ رہا تھا کہ انتہائی خوفناک دھماکہ ہو گیا اور پھر مجھے ہوش ہسپتال میں آیا۔ البتہ میں نے سرداور کو فون کر کے ان کے ذمہ لگایا تھا کہ وہ اس بارے میں مکمل تحقیقات کریں کہ یہ کیا سازش تھی۔ ویسے اگر یہ دھماکہ اس وقت ہوتا جب ڈیم تیار ہو چکا ہوتا تو حقیقت ہے کہ پورا ڈیم ہی مکمل طور پر تباہ و برباد ہو جاتا۔ اب تو یہی بتایا گیا ہے کہ جھیل اور اس کے ارد گرد کی زمین اس دھماکے سے ناکارہ ہو چکی ہے۔ اب وہاں ڈیم تعمیر کرنے کے لئے مزید اخراجات کرنے پڑیں گے"۔ عمران نے کہا۔

"بہرحال اب تو ہو جائے گا لیکن اگر ڈیم تباہ ہو جاتا تو پھر وہ واقعی ناقابل تلافی نقصان ہوتا"...... بلیک زیرو نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"داور بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی سرداور کی آواز سنائی دی۔

"اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے زندہ سلامت حقیر فقیر پر تقصیر ہیچ مدان بندہ نادان علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بذات خود بول رہا ہوں"...... عمران نے بولنا شروع کر دیا۔

"آج بولے جاؤ عمران۔ آج تمہاری آواز سن کر مجھے یوں محسوس ہو رہا ہے جیسے میرے دل میں ٹھنڈک اتر رہی ہو"....... سرداور نے کہا۔

"ارے ارے ایسا نہ ہو کہ آپ کو لیبارٹری والے ڈیپ فریزر کے طور پر استعمال کرنا شروع کر دیں اس لئے بس اتنی ہی ٹھنڈک کافی ہے۔ آپ نے وہاں تحقیقات تو کی ہو گی۔ ہمارے چیف صاحب کہتے ہیں کہ تمہیں چیک نہیں مل سکتا کیونکہ ایک تو تمہیں معلوم ہی نہیں ہو سکا کہ سازش کیا تھی اور دوسرا تم پر سرکاری ہسپتال کا خرچہ بھی ہوا ہے"....... عمران کی زبان رواں ہو گئی۔

"کوئی بات نہیں۔ کبھی چیک کے بغیر ہی ملک کے لئے کام کر دیا کرو"....... سرداور نے مسکراتے ہوئے لہجے میں کہا تو عمران نے بلیک زیرو کی طرف معنی خیز نظروں سے دیکھا اور بلیک زیرو بے اختیار مسکرا دیا۔

"سچ ہے بھوکے کو کوئی کھانا نہیں کھلاتا۔ وہ بے چارہ بھوک بھوک پیٹتا رہ جاتا ہے اور جن کے پیٹ بھرے ہوتے ہیں انہیں بڑے بڑے ہوٹلوں میں دعوتیں دی جاتی ہیں"....... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور سرداور بے اختیار ہنس پڑے۔

"چلو میری طرف سے دعوت قبول کر لو"....... سرداور بھی شاید موڈ میں تھے۔

"ارے واہ۔ ایسی سخاوت۔ سبحان اللہ یعنی آئندہ ایک سال کی

تنخواہ آپ پیشگی خرچ کرنا چاہتے ہیں۔ واہ"....... عمران بھلا کہاں آسانی سے باز آنے والا تھا۔

"ایک سال کی پیشگی تنخواہ۔ کیا مطلب"....... سرداور نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"ظاہر ہے سخاوت کی وجہ سے آپ بحث تو کر نہیں سکتے اور مجھے دعوت دینے کا مطلب ہے کہ ساتھ ہی آغا سلیمان پاشا کو بھی دعوت دی جائے گی اور آغا سلیمان پاشا کو خدا ایسا موقع دے اس لئے اس نے پہلے ہی ہوٹل میں فون کر کے ایسے کھانے پکانے کے آرڈرز دے دیئے ہیں جن پر آپ کی ایک سال کی تنخواہ خرچ ہو جائے گی"۔ عمران نے جواب دیا تو سرداور بے اختیار ہنس پڑے۔

"پھر تم بھوکے ہی ٹھیک ہو۔ میں باز آیا ایسی دعوت سے۔ بہرحال یہ سن لو کہ فورٹ ڈیم کی تباہی کی انتہائی خوفناک سازش کی گئی تھی۔ سرخ رنگ کے پتھر دراصل ایس ٹاس کہلاتے ہیں۔ ان میں اگر معمولی سی مقدار میں میگا بائٹر نامی جیلی نما مادہ گہرائی میں دفن کر دیا جائے تو یہ دونوں ایک دوسرے کو ختم نہیں کرتے چاہے سینکڑوں سال کیوں نہ گزر جائیں البتہ اگر ان پر سادہ پانی کافی مقدار میں گرتا رہے تو پھر ان میں کیمیائی تبدیلیاں آ جاتی ہیں اور ایسی خوفناک توانائی ان ایس ٹاس پتھروں سے نکلتی ہے کہ وسیع علاقے کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیتی ہے۔ یہ میگا بائٹر اس سال کی ہی ایجاد ہے اور لاجم کے ایک سائنس دان نے اسے ایجاد کیا ہے۔

ابھی اس پر تحقیق جاری ہے۔ میں نے جب ان پتھروں کا معائنہ کیا تو مجھے معلوم ہو گیا کہ یہ کارروائی کی گئی ہے۔ میں نے اس سائنس دان سے رابطہ کیا تو انہوں نے بتایا کہ جدید ترین تحقیق کے مطابق اگر ان دونوں کو کچھ دیر تک تازہ ہوا ملتی رہے تو ان کا وہی ری ایکشن ہوتا ہے جو پانی پڑنے سے ہوتا ہے اور یہاں بھی وہی ہوا ہے۔ تم نے ان کی کھدائی کرائی اور انہیں تازہ ہوا مل گئی اور دھماکہ ہو گیا ورنہ یہ دھماکہ اس وقت ہوتا جب ڈیم تعمیر ہو جانے کے بعد وہاں پانی چھوڑا جاتا اور جب پانی کثیر مقدار میں نیچے پہنچتا"۔ سرداور نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ تو یہ تھی وہ پراسرار سازش جس نے ہماری نیندیں اڑا دی تھیں اور دماغ ماؤف کر دیئے تھے۔ بہرحال شکریہ۔ اب کم از کم مجھے چیف سے آدھا چیک تو مل ہی جائے گا۔ خدا حافظ "....... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

" یہ جانسن کیا سائنس دان تھا جو اس نے اس قدر جدید تحقیق کو اس انداز میں استعمال کیا"....... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہو سکتا ہے کہ اسے درپردہ کسی سائنس دان کی خدمات حاصل ہوں"....... عمران نے جواب دیا اور بلیک زیرو نے بے اختیار اثبات میں سر ہلا دیا۔

ختم شد